سلسلة مطبوعات اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی

مجموعۂ وصایا اربعہ

المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ

از شاہ ولی اللہ دہلویؒ،

تصنیفِ رنگین

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ایک فارسی رسالہ کا اردو منظوم ترجمہ: از سعادت یار خان رنگین

وصیت نامہ

از قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ

نصیحت نامہ

از شاہ اہل اللہ دہلوی رح

مترجمہ و مرتبہ

محمد ایوب قادری

ایم-اے

ادارۃ النشر

اکادمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی

صدر، حیدرآباد (السند) الباکستان الغربی

طباعت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۱۹۶۴ء
بار اوّل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک ہزار
قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپے
مطبوعہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سعید آرٹ پریس حیدرآباد

مجموعۂ وصایا اربعہ

(۱) المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ

★ از شاہ ولی اللہ دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء)

(۲) تصنیف رنگین

★ شاہ ولی اللہ دہلوی کے ایک فارسی رسالہ
کا اردو منظوم ترجمہ: از سعادت یار خاں رنگین

(۳) وصیّت نامہ

★ از قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء)

(۴) نصیحت نامہ

★ از شاہ اہل اللہ دہلوی (ف ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳/۴ء)

●

مترجمہ و مرتبہ

محمد ایوب قادری

ایم۔ اے

فہرست مضامین

تصنیف رنگین

وصیت نامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

نصیحت نامہ شاہ اہل اللہ دہلوی

قاضی عبدالعلیم ایم اے سکریٹری شاہ ولی اللہ اکیڈمی نے سعید آرٹ پریس سے چھپوا کر
دفتر شاہ ولی اللہ اکیڈمی سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از محمد ایوب قادری (مرتب)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام قطب الدین احمد اور تاریخی نام عظیم الدین[1] ہے مگر ولی اللہ کے نام سے مشہور و معروف ہوئے ۴ شوال ۱۱۱۴ھ (۲۱ فروری ۱۷۰۳ء) کو اپنی ننہال قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے حسب رواج پانچ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوا، ساتویں سال میں قرآن شریف ختم ہوا اور فارسی تعلیم شروع ہوئی یہاں تک کہ دس سال کی عمر میں فوائد ضیائیہ (شرح ملا جامیؒ) پڑھ لی اور مطالعہ کتب کی استعداد پیدا ہو گئی چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم سے بیعت ہوئے اور اشغال مشائخ نقش بندیہؒ کی تعلیم حاصل کی اسی سال تفسیر بیضاوی کا ایک جز پڑھ کر تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔ شاہ عبدالرحیم نے اس موقعہ پر بطور اظہار خوشنودی ایک عام ضیافت کا انتظام کیا۔ اور شاہ ولی اللہ کو درس کی اجازت دی۔

شاہ ولی اللہ نے مندرجہ ذیل کتابیں سبقاً سبقاً پڑھیں۔

حدیث: مشکوٰۃ (باستثناء از کتاب البیوع تا کتاب الآداب)، صحیح بخاری (تا کتاب الطہارت)، شمائل ترمذی (کامل)

---

[1] عظیم الدین سے ۱۱۱۵ھ برآمد ہوتے ہیں اس میں ایک عدد زیادہ ہے۔

تفسیر : تفسیر بیضاوی (یک جز) تفسیر مدارک (یک جز)

فقہ و اصولِ فقہ : شرح وقایہ (کامل) ہدایہ (کامل) حسامی (کافی حصہ) توضیح و تلویح (کافی حصہ)

منطق و کلام : شرح شمسیہ (کامل) شرح مطالع الانوار (جزوی) شرح عقائد معہ حاشیہ خیالی و شرح مواقف (یک جز)

سلوک و تصوف : عوارف المعارف و رسائل نقشبندیہ

علم الحقائق : شرح رباعیات جامی، لوائح، مقدمہ شرح لمعات، مقدمہ نقد النصوص۔

فن خواص اسماء و آیات : خاص مجموعہ شاہ عبدالرحیم۔

طب : موجز القانون۔

فلسفہ : شرح ہدایۃ الحکمۃ

نحو : کافیہ و شرح کافیہ (از ملا جامیؒ)

علم معانی : مطول، مختصر المعانی۔

ہندسہ و حساب : ان فنون میں بھی رسالے پڑھے۔

شاہ صاحب خود لکھتے ہیں:

"دریں میان نخنان بلند در ہر فن بخاطر می رسید ند و اد کوشش زیادہ تر کشاد کار بنظر می آید"

شاہ ولی اللہ کی عمر کا سترہواں سال تھا کہ ان کے والد شاہ عبدالرحیم نے ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ (۱۷۱۸ء) کو انتقال فرمایا۔ اس کے بعد کم و بیش بارہ سال تک شاہ صاحب مسند درس کو زینت بخشی ۱۱۴۳ھ (۱۷۳۱ء) کے اخیر میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے ایک سال حجاز مقدس میں مقیم رہے

سلہ ملاحظہ ہو جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف (شمولہ انفاس العارفین) از شاہ ولی اللہ ص ۱۹۵ (مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی متعلق مدرسہ عزیزیہ، سال طباعت ندارد)

اور رجب ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۲ء میں بخیریت تمام وطن واپس ہوئے[1]

شاہ صاحب ایک مرتبہ تمام کتب متداولہ اپنے والد سے پڑھ چکے تھے جن میں معقولات کا سلسلہ بواسطہ میرزاہد ہروی محقق دوانی تک پہنچتا ہے اس کے بعد شاہ صاحب نے محمد افضل محدث سیالکوٹی سے کتب حدیث کی سند لی جن کا سلسلہ صرف دو ایک واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانیؒ (ف ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) تک پہنچتا ہے تیسری مرتبہ مشائخ حرمین شریفین خصوصاً شیخ ابو طاہر مدنی سے استفاضہ واستفادہ فرمایا۔

شاہ ولی اللہ نے حج و زیارت سے واپس آکر دہلی میں تدریس و تبلیغ اور اصلاح و تذکیر کے فرائض انجام دیئے اور کم و بیش تہائی صدی تک شاہ صاحب کا یہ کام جاری رہا۔

۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء کو شاہ صاحب کا انتقال ہوا۔ اور دہلی میں مہندیوں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ چار صاحبزادے شاہ عبدالعزیز (ف ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء)، شاہ رفیع الدین (ف ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) شاہ عبدالقادر (ف ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء) اور شاہ عبدالغنی (والد شاہ محمد اسماعیل شہید) یادگار چھوڑے جنہوں نے اسلام اور ملت اسلامیہ کی گراں قدر خدمات انجام دیں[2]

شاہ ولی اللہؒ کے زمانے میں سیاسی ابتری و انتشار کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ مغلیہ حکومت کے تناور درخت کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی تھیں۔ تخت نشینی کے لئے آئے دن کشت و خون کا بازار گرم رہتا تھا صوبے دار مرکز سے باغی ہو رہے تھے امراء و رؤساء آپس میں برسرپیکار تھے۔

شاہ ولی اللہ نے دہلی میں مندرجہ ذیل دس بادشاہوں کا دور حکومت دیکھا۔

(۱) اورنگ زیب عالمگیر ۱۱ ذی قعدہ ۱۰۶۸ھ تا ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ

(۲) شاہ عالم بہادر شاہ اول غرہ ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ تا ۲۱ محرم ۱۱۲۴ھ

(۳) معزالدین جہاں دار شاہ ۱۱۲۴ھ تا ۸ محرم ۱۱۲۵ھ قتل کیا گیا

---

[1] شاہ ولی اللہؒ کے یہ حالات جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف (صفحہ ۱۹۳-۱۹۶) سے ماخوذ ہیں۔
[2] حکیم عبدالحی مؤلف نزہۃ الخواطر نے شاہ ولی اللہ کے ایک صاحبزادے محمد دہلویؒ کا بھی ذکر کیا ہے ملاحظہ نزہۃ الخواطر جلد ہفتم صفحہ ۴۲۲ (حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ء)

(۴) فرخ سیر ۱۱۲۵ھ تا ۸ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ قید ہوا

(۵) رفیع الدرجات ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ تا ۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ تین ماہ ۱۱ دن بادشاہ رہا

(۶) رفیع الدولہ ۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ تا ۱۷ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ تین ماہ ۲۸ دن بادشاہ رہا

(۷) محمد شاہ ۱۱۳۱ھ تا ۲۹ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ

(۸) احمد شاہ ۲ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ تا ۲۷ شوال ۱۱۶۷ھ اندھا کر کے قید کیا گیا

(۹) عالمگیر ثانی ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ تا ۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ قتل کیا گیا

(۱۰) شاہ عالم ثانی ۱۴ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ تا ۷ رمضان ۱۲۲۱ھ

اورنگ زیب عالمگیر کے انتقال کے وقت شاہ ولی اللہ کی عمر کم وبیش چار سال کی تھی اور شاہ صاحب نے شاہ عالم ثانی کا دور بھی ڈھائی سال ہی دیکھا اس وقت شاہ عالم پورب میں بھٹکتا پھر رہا تھا اور دہلی کا تخت بادشاہ سے خالی تھا۔ بقیہ آٹھ بادشاہوں میں سے چار بادشاہ قتل کئے گئے اور دو بادشاہوں کی حکومت صرف تین تین ماہ رہی۔ تخت نشینی کے لئے جو جنگیں ہوئیں ان میں بھی کم وبیش دس بارہ تخت کے دعوے دار قتل ہوئے ان میں سے بعض نے تو بادشاہت کا اعلان بھی کیا تھا دراصل یہ مغلیہ حکومت کی جاں کنی کا عالم تھا۔

امراء ورؤساء سازشوں اور عیش کوشیوں میں مبتلا تھے اس بحران کی چیرہ دستیاں اور سفاکیاں مستزاد تھیں سید برادران حسین علی اور عبداللہ خاں سیاہ وسپید کے مالک بنے ہوئے تھے۔ بادشاہ دہلی ان کے اشارۂ چشم وابرو کا منتظر رہتا تھا امراء کے آپس کے نفاق نے مرہٹوں، سکھوں اور جاٹوں کو سر اٹھانے بلکہ حکومتیں قائم کرنے کے مواقع بہم پہنچائے۔ صوبےدار خود سر ہو گئے۔ بنگال وبہار پر علی وردی خاں نے قبضہ کیا، اودھ پر برہان الملک اور صفدر جنگ نے ہاتھ صاف کیا۔ روہیل کھنڈ اور دوآبے میں روہیلے اور بنگش ہاتھ پیر مارنے لگے دکن میں نظام الملک نے مسند حکومت آراستہ کی غرضیکہ دلی کی مرکزی حکومت کمزور

سے کمزور تر ہوتی چلی گئی اس پر غیر ملکی حملوں نے رہی سہی ساکھ کو بھی ختم کر دیا۔

نادر شاہ کے حملے نے دہلی کی حکومت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی بقیہ کسر احمد شاہ ابدالی نے پوری کر دی اس نے نو مرتبہ حملے کئے اور دہلی کو تاراج کر دیا۔ درانیوں نے دہلی کو جس بُری طرح غارت کیا اس پر میر تقی میر (ف ۱۸۱۰ء) کس طرح خون کے آنسو روتے ہیں ملاحظہ ہو[۱]

"راہم بر ویرانۂ تازہ شہر افتاد، بر ہر قدمے گریستم وعبرت گرفتم و چوں بیشتر رفتم، حیران تر شدم، مکانہا را نشناختم، ویانے نیافتم، از عمارت آثار ندیدم، از ساکنان خبر نشنیدم۔

از ہر کہ سخن کردم، گفتند کہ ایں جانیست ٭ از ہر کہ نشان جستم، گفتند کہ پیدا نیست

خانہا نشستہ، دیوار ہا شکستہ، خانقاہ بے صوفی، خرابات بے مست خرابہ بود ..... بازار ہا کجا کہ بگویم۔ طفلان تہ بازار کجا حسن کو کہ بپرسم، یاران زرد رخسار کو[۲]، جوانانِ رعنا رفتند پیرانِ پارسا گزشتند، محلہا خراب، کوچہا نایاب، وحشت ہویدا انس ناپیدا۔"

اس کے علاوہ سات سمندر پار کے فرنگی جنوب و مشرق سے قبضہ کرتے چلے آ رہے ہیں پلاسی کی فیصلہ کن جنگ شاہ ولی اللہؒ کی زندگی ہی میں ہوئی تھی شاہ صاحب کے دور میں یہ سیاسی حالت تھی۔

سیاسی حالات دوسرے مختلف شعبہ ہائے زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں سیاسی کمزوری کے نتیجہ میں اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی حالات بھی بد سے بدتر تھے عوام بدحال اور پریشان تھے تجارت وصنعت کا جنازہ نکل چکا تھا۔ اس زمانے کے شعراء نے شہر آشوب سیاسی و اقتصادی

---

[۱] ذکرِ میر از میر تقی میر (مرتبہ مولوی عبدالحق) صفحہ ۹۹ (انجمن ترقی اردو اورنگ آباد ۱۹۲۸ء)

[۲] کذا فی الاصل۔

بدحالی کا صحیح نقشہ پیش کرتے ہیں۔

ان سیاسی بگڑے ہوئے حالات میں بھی ایران و ماوراء الہند سے آئے ہوئے نو وارد نظام حکومت میں مذبذب ہو جاتے تھے اور خوب لوٹ مچاتے تھے ان کو برصغیر کے عوام سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی وہ اپنے عہدوں، وزارت، امارت اور قبضہ و اقتدار کے لئے آئے دن توڑ جوڑ سازشیں اور جنگ کے نقشے جماتے رہتے تھے برہان الملک، صفدر جنگ، عماد الملک، نجف خاں نیز دوسرے امراء کے سیاہ کارنامے اس پر دال ہیں۔ یہ سب ایران و توران کے آئے ہوئے لوگ تھے برصغیر کی سیاسی ابتری کے نتیجے میں امارت و وزارت کے عہدوں پر فائز ہوئے ان کے اقتدار کے ساتھ ہی ان کے اعزاء و احباب اور شعوب و قبائل نے برصغیر ہند و پاکستان میں آکر سکونت اختیار کی۔ دوسرے صنعت کار اور صاحبانِ علم و فضل بھی وارد ہوئے۔ ان کے عقائد و افکار سے عوام و خواص سب ہی متاثر ہوئے تھے ان کے علوم و فنون اور معاشرت و تمدن کی تقلید کی جاتی تھی، علمائے فرنگی محل نے علوم عقلیہ سے اعتنا کیا اور ان ہی علوم کی متداول کتب پر شرح و حواشی کا کام انجام دیا۔ ہر طرف "زواہد ثلاثہ" کی صدا اور صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔

حکومت و دربار میں ایران و ماوراء النہر کے اکابر چھائے ہوئے تھے اس لئے اسی طرزِ فکر، معاشرت، لباس، آداب و طریق کو قبول عام حاصل ہوا۔ ہر چیز عجمیت کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ معاشرہ کی زوال پذیری اپنی حد کو پہنچ چکی تھی۔ ظاہری نمود و نمائش اور غیر اسلامی رسوم و رواج کا دور دورہ تھا۔ مذہبی بدحالی حدِ بیان سے باہر ہے، توہم پرستی، مراسم پرستی، عملی زندگی سے فرار اس دور کی نمایاں علامات تھیں۔ جاہل صوفی اور خوش عقیدہ مولوی عوام کے مقتدا بنے بیٹھے تھے۔ اندھی تقلید نے معاشرہ کا جنازہ نکال دیا تھا خاص دہلی کی حالت کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جاہل پیر اور صوفی لوٹ مچاتے ہوئے تھے دو واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے [1]

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقالات الشعراء از علی شیر قانع تتوی (مرتبہ پیر حسام الدین راشدی) صفحہ ۶۸۸ - ۶۹۰۔ (سندھی ادبی بورڈ کراچی ۱۹۵۷ء)

ٹھٹھ کا ایک غیر معروف شخص عبدالغفور دہلی پہنچ کر سیادت و مشیخت کا علم بلند کرتا ہے شہزادگان اور امرائے سلطنت سے رابطہ بہم پہنچاتا ہے فتوحات کا یہ عالم ہے کہ پانچ ہزار روپے روزانہ وصول ہوتے ہیں اس کی جرأت یہاں تک بڑھتی ہے کہ بادشاہ دہلی تک سے ناشائستہ گفتگو کر گزرتا ہے بادشاہ بھی اس کی ناشائستہ حرکات سے تنگ آگیا اس دنیا پرست پیر نے کم و بیش چلہ کروڑ روپیہ خزانۂ شاہی سے غبن کیا آخر ۱۱۴۴ھ ۱۷۳۲ء میں قید ہوا اور شوال ۱۱۴۸ھ میں قید خانہ ہی میں فوت ہوا۔"

ایک شخص محمد حسین نے پیری مریدی کے پردے میں اسلام ہی پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اور ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈال دی[1]

" محمد حسین عرف "نمود و انمود" نے مشہد سے کابل پہنچ کر پہلے تو شاہی متوسلین سے تعلق پیدا کیا اور پھر اپنی روحانیت کی تبلیغ کی اس نے بتایا کہ اس کا درجہ نبوت اور امامت کے بیچ بیچ ہے اس کی شان وہی ہے جو انبیاء اور اولیاء کی ہوتی ہے اس مرتبہ کا نام بگو گیت ہے اس نے اپنی خرافات کو "اقوزۂ مقدسہ" کے نام سے موسوم کیا۔ وہ کسی مذہب سے سروکار نہیں رکھتا تھا اس کے مرید "فرزبود" کہلاتے تھے نماز کا نام "دید" تھا اس کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی جب شاہ دہلی فرخ سیر اس کے مریدوں میں داخل ہوا تو "نمود و انمود" کا ڈنکا بجنے لگا اتفاق سے اس کے خلیفہ سے اختلاف ہو گیا تو خلیفہ نے اس کا سارا ڈھونگ ظاہر کر دیا۔"

ان دو مثالوں سے اس دور کی مذہبی حالت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جاہل پیر اور مکار صوفی کس طرح مسلمانوں کی دین و دنیا کو برباد کر رہے تھے ان دو مکاروں کے حالات تو

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیر المتاخرین از غلام حسین طباطبائی صفحہ ۴۷ (نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء)

تاریخ میں اس لئے محفوظ رہ گئے کہ ان کے حلقہ مریدی میں بادشاہ وقت تک منسلک ہو گئے تھے ورنہ عوام میں جو لوگ ارباب من دون اللہ بنے بیٹھے تھے ان کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے معاشرہ کا بھرپور جائزہ لیا۔ سیاسی حالات کو دیکھا۔ ملوک و امراء، علماء و صوفیاء، صناع و عوام کا مطالعہ کیا اور پھر مسلم معاشرہ کی ذہنی اصلاح کیلئے ایسا مواد مہیا کیا جس سے نہ صرف علوم اسلامیہ کا احیاء ہوا بلکہ مسلم معاشرہ میں اصلاح کی تحریک شروع ہوئی اور لوگوں کے سوچنے کا انداز بدل گیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے جمود کو توڑا عمل کی دعوت دی، قرآن و حدیث کو عام کیا، فقہ کی حیثیت متعین کی۔ عقائد کو واضح کیا اور مسلمانوں کو عمل کی دعوت دی۔ شاہ صاحب کی تصانیف کا مندرجہ ذیل عناوین کے تحت ہم جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں حکیم الامت تھے شاہ صاحب کی فہرست تصانیف پر نظر ڈالیے:۔

قرآن: (۱) فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن (۲) فوز الکبیر (۳) فتح الخبیر[۱]، (۴) مقدمہ در فن ترجمہ قرآن (۵) تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء

حدیث: (۶) مسوّیٰ (شرح موطا) عربی (۷) مصفیٰ (شرح موطا) فارسی (۸) اربعون حدیثاً مسلسلۃ بالاشراف فی غالب سندھا (۹) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین (۱۰) النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر (۱۱) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (۱۲) الارشاد الی مہمات علم الاسناد (۱۳) تراجم البخاری (۱۴) شرح تراجم بعض ابواب البخاری (۱۵) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ واسانید وارثی رسول اللہ۔

فقہ وکلام وعقائد: (۱۶) حجۃ اللہ البالغہ (۱۷) البدور البازغہ (۱۸) انصاف فی بیان سبب الاختلاف (۱۹) عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (۲۰)

---

[۱] فتح الخبیر، فوز الکبیر کا ہی ایک حصہ ہے۔

السر المکتوم فی اسباب تدوین العلوم ۔ (۲۱) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین
(۲۲) المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ (وصیت نامہ) (۲۳) حسن العقیدہ
(۲۴) المقدمۃ السنیہ (۲۵) فتح الودود فی معرفۃ الجنود (۲۶) مسلسلات
(۲۷) رسالہ عقائد بصورت وصیت نامہ (فارسی) جس کا منظوم اُردو ترجمہ
سعادت یار خاں رنگین نے کیا ہے اس کا مفصل ذکر آگے آرہا ہے ۔

تصوف وغیرہ: (۲۸) التفہیمات الالٰہیہ (۲۹) فیوض الحرمین (۳۰) القول الجمیل ،
(۳۱) ہمعات (۳۲) سطعات (۳۳) لمحات (۳۴) الطاف القدس ،
(۳۵) ہوامع (شرح حزب البحر) (۳۶) الخیر الکثیر (۳۷) شفاء القلوب
(۳۸) کشف الغین فی شرح الرباعیتین (۳۹) زہراوین (۴۰) فیصلہ وحدۃ
الوجود والشہود (مکتوب مدنی)

سیر و سوانح: (۴۱) سرور المحزون (۴۲) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (۴۳-۴۹)
انفاس العارفین[1] (۱. بوارق الولایت ۲. شوارق المعرفت ۳. امداد فی مآثر الاجداد ۔
۴. بنذۃ الابریزیہ فی اللطیفۃ العزیزیہ ۵. العطیۃ الصمدیہ فی الانفاس
المحمدیہ ۶. انسان العین فی مشائخ الحرمین ۷. جزء اللطیف فی ترجمۃ
العبد الضعیف)

مکتوبات: (۵۰) مکتوبات مع مناقب ابی عبداللہ و فضیلت ابن تیمیہ (۵۱) مکتوب
المعارف مع ضمیمہ مکتوب ثلاثہ (۵۲) مکتوبات فارسی (مشمولہ کلمات طیبات)
(۵۳) مکتوبات عربی (مشمولہ حیات ولی) (۵۴) مکتوبات (شاہ ولی اللہؒ
کے سیاسی مکتوبات ۔ مرتبہ خلیق احمد نظامی)

نظم: (۵۵) اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم ۔ یہ بائیہ قصیدہ ہے اس کے

---

[1] انفاس العارفین میں سات مختلف رسالے شامل ہیں ۔

ساتھ تین اور قصیدہ ہمزیہ، تائیہ اور لامیہ بھی شامل ہے (۵۶) دیوان اشعار عربی جس کو شاہ عبدالعزیز نے جمع کیا اور شاہ رفیع الدین نے مرتب کیا ہے [1]

صرف : (۵۷) نظم صرف میر (فارسی)

متفرق : (۵۸) رسالہ دانشمندی

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تصانیف کی ایک مکمل فہرست ہم نے پیش کی ہے ان میں سے بیشتر کتابیں طبع و شائع ہو چکی ہیں اور ان کی زیارت کا ہمیں شرف حاصل ہوا ہے۔

شاہ صاحب کی تصانیف سب سے پہلے مولوی عبداللہ بن بہادر علی حسینی نے کلکتہ سے طبع و شائع کیں۔ ان کی شائع کردہ کتابیں (۱) المقالۃ الوضیہ (۲) فوز الکبیر (۳) فتح الخبیر (۴) چہل احادیث ہماری نظر سے گزری ہیں۔ چہل احادیث کا اردو ترجمہ مولوی عبداللہ نے کیا ہے ان کے اور مولانا محمد احسن نانوتوی پروفیسر عربی و فارسی، بریلی کالج (ف ۱۳۱۲ھ) نے اپنے پریس مطبع صدیقی بریلی سے اور پھر ان کے فرزند خان بہادر مولوی عبدالاحد (ف ۱۹۲۰ء) نے مطبع مجتبائی دہلی سے شائع کیں۔ اسی زمانے میں دہلی سے شاہ رفیع الدین کے نواسے ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی نے بالالتزام شاہ صاحب اور ان کے فرزندان عالی مقام کی کتابیں طبع کیں ظہیر الدین کے ایک عزیز عبدالغنی ولی اللہی بن حاجی سید محمد سجادہ نشین و متولی درگاہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے بھی شاہ صاحب کی بعض تصانیف شائع کیں بیسویں صدی میں مولانا عبیداللہ سندھی (ف ۱۹۴۴ء)۔ مولانا محمد منظور نعمانی، اور پروفیسر محمد سرور نے تصانیف اور علوم و افکار ولی اللہی کی نشر و اشاعت میں خاصا حصہ لیا ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی سے منسوب بعض ایسے رسالے بھی ملتے ہیں جو شاہ صاحب کی تصنیف نہیں ہیں اور لوگوں نے شاہ صاحب سے منسوب کر کے چھاپ دیئے ہیں یا شاہ صاحب کی تصنیف بتاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا نام مرزا علی لطف مؤلف تذکرہ گلشن ہند

---

[1] نزہۃ الخواطر جلد ششم از حکیم عبدالحی صفحہ ۳۹۸ - ۴۱۵ (حیدرآباد دکن ۱۹۵۷ء)

لکھا ہے یہ تذکرہ ۱۸۰۱ء میں تالیف ہوا ہے مرزا علی لطف نے ولی اللہ سرہندی المتخلص به اشتیاق کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سمجھ کر ان کی ہجو کی اور ان سے دو کتابیں منسوب کی ہیں وہ لکھتا ہے [۱]

" فی الحقیقت مرتبہ علم کا اس عالی جناب (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے نہایت بلند تھا خصوص علم حدیث اور تفسیر میں بہت بڑی دستگاہ رکھتے تھے یہاں تک کہ اسم گرامی اس برگزیدہ روزگار کا زبانِ خلائق پر آج کے دن تک شاہ ولی اللہ محدث کر کے جاری ہے اکثر کتابیں تصنیف اس بحر علم کی مشہور ہیں چنانچہ دو نسخے کہ ایک کا نام "قرۃ العین فی ابطال شہادۃ الحسین" ہے اور دوسرے کا نام "جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ" کہتے ہیں تصنیفات سے اس محی الدین کی یادگار صفحہ روزگار پر ہیں، والد ماجد ہیں یہ اس رونق بخش کشور قناعت کے کہ جس کا نام نامی مولوی عبدالعزیز ہے آج کے دن تک قدم توکل گاڑے ہوئے شاہجہان آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی (ف ۱۹۱۴ء) اس تحریر کا رد کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں [۲]

" دونوں نام غلط ہیں پہلی کتاب "تفضیل شیخین" [۳] میں ہے شہادت امام حسین علیہ السلام کے ابطال سے خدانخواستہ اس کا کوئی تعلق نہیں اور دوسری کتاب تو بالکل فرضی ہے معاویہؓ کے مناقب میں ان کی کوئی کتاب نہیں۔"

بابائے اردو مولوی عبدالحق (ف ۱۹۶۱ء) نے بھی اسی نقطہ نظر کو قبول کیا ہے مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں [۴]

---

[۱] گلشن ہند از مرزا علی لطف تصحیح و حاشیہ از شمس العلماء شبلی نعمانی و مقدمہ از مولوی عبدالحق صفحہ ۲۴ (حیدرآباد دکن ۱۹۰۶ء)

[۲] ایضاً صفحہ ۲۴ [۳] کتاب کا نام "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" ہے

[۴] ایضاً مقدمہ صفحہ ۲۵

"صاحب تذکرہ (مرزا علی لطف) نے بعض مقامات پر پردے ہی پردے میں خوب چوٹیں کی ہیں جن میں تعصب کی جھلک نظر آتی ہے مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ "قرۃ العین فی ابطال شہادۃ الحسین" اور "حجت العالیہ فی مناقب المعاویہ" ان کی تصانیف میں سے ہیں حالانکہ ان مباحث میں ان کی کوئی کتاب نہیں ہے نہ شہادت حسنین کا ابطال کیا ہے اور نہ مناقب معاویہ میں کوئی کتاب لکھی ہے یہ محض اتہام ہے اس کے بعد یہ کہہ کر کہ یہ والد ہیں شاہ عبدالعزیز کے "خوب ہجو ملیح کی ہے۔"

شاہ محمد اسحاق دہلوی (م ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء) جب ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء میں حجاز کو ہجرت کر گئے تو دہلی میں تقلید و عدم تقلید کے مباحث نے خوب زور پکڑا[1] مقلدین و غیر مقلدین کے درمیان مناظرے ہوئے اور ان مباحث پر طرفین سے رسالے اور کتابیں لکھی گئیں اسی زمانے میں بعض جعلی کتابیں بھی وجود میں آئیں قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی (م ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) اپنی ایک تالیف کشف الحجاب میں لکھتے ہیں[2]

"اور ایسا ہی ایک اور جعل (غیر مقلدین) کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے علیٰ ہذا القیاس چھپوائے ہیں۔"

شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کے ایک فرد اور ان کی تصنیفات کے مشہور ناشر ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی نبیرہ شاہ رفیع الدین دہلوی جنہوں نے شاہ صاحب کی تصانیف کی بڑی تعداد طبع و شائع کر کے وقف عام کی ہے انہوں نے سب سے پہلے اس طرف توجہ دلائی

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین (مجموعہ فتاوای علمائے دہلی و حرمین شریفین درجواز تقلید) مطبوعہ مطبع سید الاخبار دہلی ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۵ء

[2] کشف الحجاب از قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی صفحہ ۹ (مطبع بہار کشمیر لکھنؤ ۱۲۹۸ھ)

چنانچہ وہ شاہ صاحب کی ایک کتاب تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء کے آخر میں لکھتے ہیں[1]

• بعد حمد و صلوٰۃ کے بندہ محمد ظہیر الدین عرف سید احمد اول گذارش کرتا ہے بیچ خدمت شائقین تصانیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہ آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کر دیا ہے اور در حقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدہ کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقعہ پایا تو عبارت کو تغیر و تبدل کر دیا تو میرے اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ جو اب تصانیف ان کی چھپیں اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے جب خریدنی چاہیں۔"

ظہیر الدین صاحب اس سلسلہ میں مزید وضاحت شاہ صاحب کی ایک دوسری تصنیف "انفاس العارفین" کے آخر میں "التماس ضروری" کے عنوان سے کرتے ہیں اور اس میں جعلی کتابوں کے نام اور ناشرین کی بھی نشان دہی کرتے ہیں[2]

• دوسری التماس آپ کے ملاحظہ فرمانے کے لائق یہ امر ہے کہ فی زمانہ الدنیا نعوذ لا یحصلہا الا بالزور کو بعض حضرات نے کمر باندھی ہے اور دنیا کمانے کے واسطے حضرات موصوفین رشاہ ولی اللہ اور ان کے اخلاف) کی طرف اکثر کتابیں منسوب کر کے چھاپ دی ہیں جو کسی طرح ان حضرات کی تصنیف میں سے نہیں ہیں اور ارباب بصیرت ان کو پڑھ کر ان کے عیب اور مفاسد کو اس طرح جان لیتے ہیں جس طرح ایک تجربہ کار نقاد کھرے کھوٹے کو کسوٹی پر لگا کر پہچان لیتا ہے مگر چونکہ بفحوائے العوام کالانعام بیچارے اردو پڑھے

---

[1] تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء از شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی کلاں محل متعلق مدرسہ عزیزی دہلی باہتمام ظہیر الدین ولی اللہی (رسال طباعت ندارد)

[2] انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی دہلی متعلق مدرسہ عزیزی باہتمام ظہیر الدین

والے علم سے بے بہرہ لوگ اکثر ان جعلی اور مصنوعی رسائل کو پڑھ کر ضلالت

وگمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس واسطے میرا فرض ہے کہ میں ان رسائل کے نام

اس کاغذ کوتاہ میں لکھ دوں اور اپنے دین دار بھائیوں کو ارباب زمانہ کی گندم

نمائی وجو فروشی سے آگاہ کردوں آگے اس پر عمل کرنا نہ کرنا ان کا فعل ہے۔

منت آنچہ حق بود گفتم تمام ٭ تو دانی دگر بعد ازیں والسلام

اور وہ جعلی ومصنوعی رسائل یہ ہیں۔

(۱) تحفۃ الموحدین مطبوعہ اکمل المطابع دہلی } منسوب بہ طرف حضرت

(۲) بلاغ المبین مطبوعہ لاہور } مولانا شاہ ولی اللہ صاحب

(۳) تفسیر موضح القرآن[1] مطبوعہ مطبع خادم الاسلام دہلی } منسوب بہ طرف مولانا شاہ عبد القادر صاحب مرحوم

(۴) ملفوظات[2] مطبوعہ میرٹھ } منسوب بہ طرف حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رح

المشتہر سید ظہیر الدین احمد مالک مطبع احمدی دوکان اسلامیہ دہلی "

ایک نامور عالم مولانا وکیل احمد سکندرپوری البلاغ المبین کے متعلق اپنی تصنیف

---

[1] شاہ عبد القادر نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ ۱۲۰۵ھ میں مکمل کر لیا اس پر مختصر تفسیری حاشیے ہیں اس ترجمہ کا تاریخی نام "موضح قرآن" ہے "موضح القرآن" نہیں ہے "تفسیر مولانا شاہ عبد القادر المعروف بموضح القرآن" کے نام سے ایک تفسیر ابو محمد ثابت علی اعظم گڑھی اور غلام حسین مونگیری نے ۱۳۰۷ھ میں مطبع خادم الاسلام دہلی سے طبع کرا کے شائع کی یہ کتاب سات جلدوں میں طبع ہوئی ہے اس کی دوسری جلد پر شمس العلماء میاں نذیر حسین دہلوی (ف ۱۹۰۲ء) کے داماد مولوی سید شاہجہان کی تقریظ ہے اور آخر کتاب میں اشتہار ہے کہ شہر دہلی پھاٹک حبش خاں مدرسہ سید محمد نذیر حسین صاحب سے طلب فرمائیں۔ اس تفسیر کی طرف سید ظہیر الدین نے اشارہ کیا ہے۔

[2] ملفوظات شاہ عبد العزیز (فارسی) کا پہلا ایڈیشن مطبع مجتبائی میرٹھ سے ۱۳۱۴ھ میں شائع ہوا تھا اور مطبع ہاشمی میرٹھ سے ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۶ء میں ان ملفوظات کا اردو ترجمہ سب سے پہلے شائع ہوا۔ ترجمہ کے فرائض مولوی عظمت الٰہی بن محمد ہاشم نے انجام دیئے تھے ۱۹۶۰ء ۱۸۹۷ء میں ملفوظات شاہ عبد العزیز کا اردو ترجمہ پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز (کراچی) نے شائع کیا مترجمین مولوی محمد علی لطفی اور مفتی انتظام اللہ شہابی ہیں اور پیش لفظ ڈاکٹر معین الحق صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

وسیلۂ جلیلہ" میں لکھتے ہیں [1]

" یہ کتاب (البلاغ المبین) کسی وہابی کی تصنیف ہے جسے کافی لیاقت نہ تھی مگر اعتبار و استناد کے لئے مولانا شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کی گئی اس کا انتساب ایسا ہی ہے جیسے دیوان مخفی کا زیب النساء کی طرف یا دیوان محی کا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف یا دیوان معین الدین ہروی کا حضرت معین الدین چشتی کی طرف "

تحفۃ الموحدین سب سے پہلے اکمل المطابع دہلی میں طبع ہوا پھر قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے ادارہ اشاعۃ السنہ نے رجب ۱۳۷۲ھ میں اسے دوبارہ شائع کیا اس رسالہ کے شروع میں ادارہ کے ناظم محمد اسحاق صاحب نے "سخن گفتنی" کے عنوان سے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے [2]

" حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا توحید کے مسئلہ پر ایک مختصر لیکن جامع رسالہ تحفۃ الموحدین نصف صدی کے قریب کا عرصہ ہوا افضل المطابع دہلی سے شائع ہوا تھا رسالہ فارسی میں ہے اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب موصوف کے ایک سوانح نگار مولانا حافظ محمد رحیم بخش دہلوی نے کیا۔"

طبع ثانی کی اشاعت ہمارے پیش نظر ہے اس میں تحفۃ الموحدین کے سرورق پر مصنفہ یا مؤلفہ شاہ ولی اللہ تحریر نہیں ہے بلکہ" از افادات شاہ ولی اللہ دہلوی " لکھا ہوا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ناشر اس سلسلہ میں خود متردد ہے لہٰذا اس نے اس رسالہ کا اعتبار قائم کرنے کے لئے اس کا مترجم "حیات ولی" کے مؤلف مولانا رحیم بخش دہلوی کو بتایا ہے حالانکہ حیات ولی میں مولانا رحیم بخش دہلوی نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصانیف کی جو فہرست دی ہے اس

---

[1] وسیلۂ جلیلہ از مولانا وکیل احمد سکندر پوری صفحہ ۲۳ (مطبع یوسفی لکھنؤ، سال طباعت ندارد)

[2] تحفۃ الموحدین صفحہ ۱ (شائع کردہ ادارہ اشاعۃ السنہ، مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان ۱۳۷۲ھ)

میں کہیں تحفۃ الموحدین یا بلاغ المبین کا ذکر تک نہیں ہے [1]

تحفۃ الموحدین کے آغاز میں مصنّف کا نام "ولی اللہ دہلوی" تحریر ہے شاہ صاحب کی تصانیف کی ایک بڑی تعداد کی زیارت کا ہمیں شرف حاصل ہے ان میں کہیں صرف ان کے نام کے ساتھ "دہلوی" کی نسبت تحریر نہیں ہے وہ ہر جگہ "فقیر ولی اللہ" یا "ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم" لکھتے ہیں۔

البلاغ المبین بھی سب سے پہلے مطبع محمدی لاہور سے ۱۳۰۷ھ میں طبع و شائع ہوئی ہے طابع و ناشر نے کہیں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اس کو اس کتاب کا قلمی نسخہ کہاں سے دستیاب ہوا۔ حالانکہ ایک اہلِ حدیث عالم مولوی فقیر اللہ اس کے طابع و ناشر ہیں۔ اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ البلاغ المبین میں کہیں مصنّف کی حیثیت سے شاہ ولی اللہ کا نام نہیں ہے۔ شاہ صاحب کی ہر تصنیف میں آغازِ کتاب میں ان کا نام موجود ہوتا ہے مگر البلاغ المبین میں ایسا نہیں ہے۔

ان دونوں کتابوں کی زبان، طرزِ بیان اور طریقہ استدلال شاہ ولی اللہ دہلوی سے بالکل مختلف ہے۔ اکثر غیر مستند اور وضعی حدیثوں سے استدلال کیا گیا ہے [2] صوفیاء کے اقوال اور ان کے ملفوظات کے حوالے ملتے ہیں صاحب مجالس الابرار (شیخ احمد رومی)، شیخ عبدالحق دہلوی اور ابنِ تیمیہ کے حوالہ جات کی کثرت ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاص طور سے ابنِ تیمیہ (۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء) کا پروپیگنڈا مقصود ہے [3] چنانچہ ان کا نام اس طرح لکھا گیا ہے [4]

"علامہ ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام مفتی ملک شام"

---

[1] ملاحظہ ہو حیات ولی از مولانا رحیم بخش دہلوی صفحہ ۵۴۵ - ۵۸۰ (مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء)

[2] مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب و مولوی فقیر اللہ مرحوم نے حواشی میں اکثر اس طرف اشارہ کیا ہے، ملاحظہ ہو بلاغ المبین صفحہ ۵۲ / ۵۵ (لاہور ۱۹۶۲ء)

[3] ملاحظہ ہو البلاغ المبین صفحہ ۷۰، ۹۹ (شائع کردہ مکتبہ السلفیہ۔ لاہور ۱۹۶۲ء)

[4] ایک موقعہ پر حضرت شاہ ولی اللہ نے امام ابنِ تیمیہ کے سلسلہ میں ایک خط لکھا ہے اس میں انہوں نے ان کو شیخ تقی الدین احمد ابن تیمیہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوبات مناقب ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری صفحہ ۲۶ (مطبع احمدی دہلی سال طباعت ندارد)

ملک کے مشہور اہل حدیث محقق و مؤرخ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں [1]

" البلاغ المبین تو یقیناً شاہ ولی اللہ کی کتاب نہیں، اس کا اسلوب تحریر و طریق ترتیب مطالب شاہ صاحب کی تمام تصانیف سے متفاوت ہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ابتدائی دور کی تصنیف ہوگی۔"

ان دونوں کتابوں تحفۃ الموحدین اور البلاغ المبین کا شاہ صاحب کی تصانیف میں یا ان کے صاحبزادگان کی تصانیف میں یا ان کے مستفدین کی تصانیف میں کوئی ذکر یا حوالہ نہیں ملتا شاہ صاحب کے سوانح نگار اوّل مولانا رحیم بخش دہلوی مؤلف حیات ولی بھی [2] ان کتابوں کا قطعاً ذکر نہیں کرتے دوسرے تذکرہ نگار مولوی رحمان علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند [3]، مولوی فقیر محمد جہلمی مؤلف حدائق الحنفیہ [4]، نواب صدیق حسن خاں مؤلف ابجد العلوم [5]، مولوی حکیم عبدالحیّ مؤلف نزہۃ الخواطر [6] اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مؤلف تاریخ اہل حدیث [7] کے یہاں بھی ان کتابوں کا ذکر نہیں ملتا۔ [8]

البلاغ المبین کا اردو ترجمہ تبلیغ حق کے نام سے ۱۳۶۴ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا اس پر مولوی غلام محمد بی اے (عثمانیہ) مؤلف تذکرہ سلیمان نے مولانا سلیمان ندوی سے دریافت کیا [9]

" بلاغ المبین کے نام سے ایک کتاب اہل حدیث حضرات کی طرف سے

---

[1] مکتوب مولانا غلام رسول مہر بنام محمد ایوب قادری مکتوبہ ۲۸ فروری ۱۹۶۳ء
[2] حیات ولی از رحیم بخش دہلوی صفحہ ۵۷۵ - ۵۸۰ (مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء)
[3] ملاحظہ ہو تذکرہ علمائے ہند (مولوی رحمان علی) مرتبہ و مترجمہ محمد ایوب قادری صفحہ ۳۴۵ (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۱ء)
[4] حدائق الحنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی صفحہ ۴۴۷ (نول کشور پریس، لکھنؤ ۱۹۰۶ء)
[5] ابجد العلوم از نواب صدیق حسن خاں صفحہ ۹۱۲ - ۹۱۴ (مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۶ھ)
[6] نزہۃ الخواطر جلد ششم از مولوی حکیم عبدالحیّ صفحہ ۳۹۸ - ۴۱۵ (دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۹۵۷ء)
[7] تاریخ اہل حدیث از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صفحہ ۴۱۱ - ۴۱۲ (اسلامی پبلشنگ کمپنی لاہور ۱۹۵۳ء)
[8] تحفۃ الموحدین کو تو شاہ ولی اللہ کی تصنیفات میں ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی، مؤلف تراجم علمائے اہل حدیث (صفحہ ۴۲ - ۴۶) نے بھی شامل نہیں کیا ہے۔ [9] تذکرہ سلیمان از غلام محمد صفحہ ۴۶۹ (ادارہ مجلس علمی کراچی ۱۹۶۰ء)

شائع ہوئی ہے اور اس کو مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی بتایا گیا ہے کیا یہ کتاب واقعتاً شاہ صاحب کی ہے اور اگر ہے تو اس میں بعض مسائل ایسے ملتے ہیں جن میں شدت حد اعتدال سے زائد ہے "

مولوی غلام محمد صاحب نے قوسین میں اس کا جواب اس طرح لکھا ہے [1]

" بعد میں تحقیق سے پتہ چلا اور خود حضرت والا (مولانا سلیمان ندوی) نے بھی تصدیق فرمائی کہ یہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف ہے ہی نہیں بلکہ کسی نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے تاکہ شاہ صاحب کو ماننے والے ان عقائد کو مان لیں۔"

شاہ ولی اللہ دہلوی سے منسوب ایک رسالے کی نشان دہی مولانا محمد علی کاندھلوی خواہر زادہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے بھی کی ہے وہ لکھتے ہیں [2]

" میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب میں سنتا ہوں کہ لوگ غیر مقلدیت کو پروان چڑھانے کے لئے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں سے ادھوری اور تراشیدہ عبارتیں نقل کر کے بیچارے عوام کو دھوکا دیتے ہیں یہی نہیں بلکہ "قول سدید" کے نام پر ایک من گھڑت کتاب کو شاہ صاحب سے منسوب کرتے ہیں۔"

اس سلسلہ میں ایک اور رسالہ کا ذکر بھی ضروری ہے جس کا نام "اشارۂ مستمرہ" ہے اس کو شاہ صاحب کی تصنیف بتایا گیا ہے اس رسالہ کو اردو ترجمہ کے ساتھ فضل الرحمٰن صاحب مدرس جامعہ ملیہ اسلامیہ نے ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں مکتبہ عربیہ قرول باغ دہلی سے شائع کیا ہے مترجم نے آخر میں لکھا ہے کہ اس کا مخطوطہ ٹونک کے کتب خانے سے حاصل ہوا تھا جو ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۴ء کا مکتوبہ تھا۔

شاہ صاحب کی فہرست تصانیف میں دو رسالے (۱) رسالہ اوائل اور (۲) فیما یجب حفظہ للناظر

---

[1] تذکرہ سلیمان از غلام محمد صفحہ ۴۶۹ (ادارہ مجلس علمی کراچی ۱۹۶۰ء)

[2] شاہ ولی اللہ اور تقلید از مولانا محمد علی کاندھلوی صفحہ ۵۳ (سیال کوٹ، سال طباعت ندارد)

بھی ناشرین کی عدم توجہ سے شامل ہو گئے ہیں جن میں پہلا رسالہ تو شیخ محمد سعید بن شیخ محمد سنبل کا مؤلفہ ہے اور دوسرا رسالہ شاہ ولی اللہ صاحب کے کسی شاگرد نے لکھا ہے جس میں شاہ صاحب کا ذکر شیخنا کی صراحت کے ساتھ کیا ہے۔

ہم نے اس مجموعہ میں چار مختلف رسائل شامل کئے ہیں انکی تفصیل درج ذیل ہے۔ ان میں سب سے پہلا رسالہ "المقالتہ الوضیتہ فی النصیحہ والوصیہ" ہے۔

المقالتہ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ شاہ ولی اللہ کا یہ وہ مشہور و معروف وصیت نامہ ہے جو متعدد بار طبع و شائع ہو چکا ہے اس میں آٹھ وصیتیں ہیں۔

وصیت اوّل: کتاب وسنت، عقائد اور مذہب اہل سنت کے متعلق۔

وصیت دوم: امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

وصیت سوم: متصوفین کے متعلق۔

وصیت چہارم: علمائے حال وقال کے متعلق۔

وصیت پنجم: صحابہ واہل بیت کے متعلق۔

وصیت ششم: طریق تعلیم دین۔

وصیت ھفتم: رسوم عجم وہند کی مذمت۔

وصیت ھشتم: تبلیغ سلام بہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تصنیف رنگین: شاہ ولی اللہ دہلوی کا ایک وصیت نامہ" المقالتہ الوضیہ فی النصیحہ

(دوسرا رسالہ)

والوصیہ" (وصیت نامہ) کے نام سے چھپتا رہا ہے، سعادت یار خاں رنگین[۱] (ف ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء) کو المقالتہ الوضیہ کے علاوہ شاہ ولی اللہ کا ایک

---

[۱] سعادت یار خاں رنگین کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو "سعادت یار خاں رنگین" از ڈاکٹر صابر علی خاں مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۱۹۵۶ء، لکھنؤ کا دبستان شاعری از ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی صفحہ ۲۵۹ تا ۲۹۶ (لاہور ۱۹۵۵ء)، مسدس رنگین مرتبہ تحسین سروری (ادارہ ترقی ادب کراچی ۱۹۵۷ء)، نوائے ادب (بمبئی) جولائی ۱۹۶۳ء

اور رسالہ بصورت وصیت نامہ دستیاب ہوا، رنگین نے "تصنیف رنگین" کے نام سے سنہ ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء میں اس رسالہ کا اردو منظوم ترجمہ کیا اس کے مضامین المقالتہ الوضیہ سے بالکل جداگانہ ہیں۔ اس رسالہ کی اصل فارسی دستیاب نہ ہو سکی۔ مگر یہ خیالات و افکار شاہ صاحب کی دوسری تصانیف حجتہ اللہ البالغہ وغیرہ میں ملتے ہیں۔ آغاز کتاب میں رنگین لکھتے ہیں۔

"ایک رسالہ جناب حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ یعنی والد جناب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ نے واسطے اپنے آل و اولاد کے بطور وصیت کے فارسی نثر میں لکھا تھا در یں ولا بندہ رنگین نے اسے زبان ریختہ میں نظم کیا ہے سو وہ اس بیان میں ہے کہ لڑکا لڑکی جس روز سے کہ پیدا ہوں اور بوڑھے ہو کر مر جائیں تو ان کے وارث ان سے اس عرصہ میں رسم رسوم بیہودہ کو ترک کر کے کیا کیا معاملہ برتا کریں کہ وہ شرع شریف کے بموجب ہو اور خود بھی بعد بلوغ پہنچ کر کس طور سے اوقات بسر کریں کہ قیامت میں ماخوذ نہ ہوں۔"

شاہ صاحب کا یہ وصیت نامہ (تصنیف رنگین) نہایت جامع اور مختصر ہے انھوں نے اس میں ترغیب دی ہے کہ بیہودہ رسم و رواج کو چھوڑ کر اسلامی زندگی اختیار کرنی چاہیے شاہ صاحب نے یہ وصیت نامہ اپنی زندگی کے بالکل آخر زمانے میں لکھا ہے شاہ صاحب کی عمر قمری حساب سے اکسٹھ ۶۱ سال تین ۳ ماہ پچیس ۲۵ دن ہوئی شاہ صاحب نے یہ وصیت نامہ اکسٹھ سال کی عمر پوری ہونے کے بعد ہی لکھا ہے جیسا کہ وہ صبر و شکر کی استقامت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

اب مرے دل میں آسمائی ہے یہ ؎ دولت اکسٹھ برس میں پائی ہے یہ

شاہ صاحب کے فقہی مسلک کے متعلق اس میں صاف طور سے درج ہے۔

میرا مذہب ہے مذہب حنفی ؎ سب پہ روشن ہے یہ خفی و جلی[1]

---

[1] تعجب ہے کہ ڈاکٹر صابر علی خاں نے اس کو سعادت یار خاں رنگین کے حال پر منطبق کیا ہے (ملاحظہ ہو سعادت یار خاں رنگین، صفحہ ۴۱)

چاروں مذہب کو جانتا ہوں حق ÷ لیک بھاتا ہے مجھ کو اس کا نسق

رنگین نے اس رسالہ کو نظم کرنے کے بعد خاندانِ ولی اللہی کے ایک ممتاز نمائندے اور مولانا رشید الدین خاں[1] کو سنایا انھوں نے اس کو بہت پسند فرمایا رنگین لکھتے ہیں ؎

جب رسالہ یہ نظم ہوا سارا ÷ طور اس کا دگا مجھے پیارا

ہیں بڑے مولوی رشید الدین ÷ ہے انھوں کے سخن کا مجھ کو یقین

جانتے ہیں انھوں کو خاص و عام ÷ پڑھ گیا آگے ان کے میں یہ تمام

اس کو سن کر انھوں نے ہو کر شاد ÷ آفریں میرے حق میں کی ارشاد

رنگین نے منظوم ترجمہ خوب رواں کیا ہے رنگین ایک پرگو شاعر تھے اس لئے بعض جگہ کچھ کھٹک پیدا ہوتی ہے مگر مجموعی طور سے یہ نظم خوب ہے اس سے رنگین کے حالات و کردار کے ایک اور پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ رنگین صرف ریختہ گوئی اور رنگینی ہی میں مست نہ تھے بلکہ شاہ ولی اللہ کے افکار و خیالات سے متاثر بلکہ ان کے مبلغ تھے اخبار رنگین میں رنگین نے شاہ عبدالعزیز اور ان کی مجلسوں میں شرکت کا بڑے خلوص اور عقیدت سے ذکر کیا ہے۔

تصنیف رنگین کے تین مختلف نسخے ہمارے پیشِ نظر رہے ہیں۔

(۱) ذاتی خطی نسخہ ہے جو اس مطبوعہ نسخہ کی نقل ہے جو جمادی الاول ۱۲۹۳ھ مطابق مئی ۱۸۷۶ء میں مطبع دارالاسلام دہلی (محلہ حوض قاضی) میں شیخ الٰہی بخش سوداگر ولد حاجی عبدالوہاب کے صرفہ سے عنایت حسین نے چھپوایا اس کا اہتمام نور الدین احمد لکھنوی کے ذمہ رہا اس نسخہ میں کتابت کی خاصی غلطیاں ہیں[2]

(۲) جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدر آباد کا نسخہ،

---

[1] مولوی رشید الدین خاں بن امین الدین، شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے شاگرد تھے علم ہیئت اور ہندسہ میں کمال حاصل تھا رد روافض میں اکثر رسالے لکھے ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷-۸ء میں انتقال ہوا تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۹۱-۱۹۲ و علم و عمل (وقائع عبدالقادر خاں) جلد اول (مرتبہ محمد ایوب قادری) صفحہ ۲۵۱-۲۵۲ (ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۰ء)

[2] اس مطبوعہ نسخہ کی نقل ہمارے کتب خانے میں محفوظ ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے تصنیف رنگین کی نقل حکیم امان علی[1] عرف محمد متین متخلص بہ عاجز کے نسخہ سے حاصل کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۳ رجب سنہ ۱۳۵۹ھ (۱۸ اگست سنہ ۱۹۴۰ء) کو کتابت مکمل کی۔ حکیم امان علی عاجز نے اصل نسخہ کے بعد "راقم النسخہ" کے عنوان سے مندرجہ ذیل نو شعر مزید لکھے ہیں۔

بارہ سو ساٹھ سال ہجری تھے ❊ جب یہ اوراق میں نے لکھے

روز یک شنبہ تھا مرے صاحب ❊ اور چوبیسویں زماہ رجب

اس رسالہ کو دیکھ کر بدعت ❊ چھوڑے جو اس پہ حق کی صد رحمت

جو چھوڑے طریق ظلوم وجہول ❊ اس سے راضی ہو کب خدا و رسول

بس کر عاجز نہ دے کسی کو ملال ❊ دل میں پچھتا، تو سوچ اپنا احوال

کتنی بدعات تجھ میں باقی ہیں ❊ تجھ سے انسان کتنے شاکی ہیں

ترک ایذا کر اور ترک کلام ❊ ترک دل سے کر اختلاط عوام

ادا کر قلت طعام و منام ❊ تاکہ دنیا سے ہو بخیر انجام

پڑھ پیغمبر پہ اب درود وسلام ❊ اور اصحاب و آل پر بھی تمام

حکیم صاحب نے ایک آدھ جگہ اپنی طرف سے حاشیہ بھی لکھا ہے۔

(۳) تیسرا نسخہ انڈیا آفس لائبریری (لندن) کا مخطوطہ ہے یہ نسخہ خود سعادت یار خاں رنگین کے ہاتھ کا کتابت شدہ ہے اس کے آخر میں تحریر ہے

" تمام شد نسخہ اول سبع سیارۂ رنگین کہ مشہور بہ تصنیف رنگیں است تصنیف سعادت یار خاں رنگیں پسر محکم الدولہ طہماس بیگ خاں اعتقاد جنگ رومی بتاریخ یازدہم ربیع الثانی

---

[1] حکیم امان علی بن حکیم شیر علی، مؤلف تذکرہ علمائے ہند (مولوی رحمان علی) کے بھائی تھے، اپنے زمانے کے نامور عالم وفاضل تھے سنہ ۱۸۴۱ء میں الوان میں سرکاری طبیب کی حیثیت سے ملازم ہوئے سنہ ۱۲۷۷ھ ۱۸۶۰ء میں الوان میں انتقال ہوا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۲۱-۱۲۲۔

روز چہار شنبہ بوقت سہ پہر در شاہجہاں آباد در عہد محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی ۲۷ سنہ جلوس ۱۲۴۸ سنہ ہجری بدستخط مصنف تحریر یافت ۔"

تصنیف رنگین اور اخبار رنگین کے نسخے انڈیا آفس لائبریری (لندن) سے پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر معین الحق صاحب نے ہماری نشان دہی پر منگائے تھے آخر الذکر نسخہ ڈاکٹر صاحب کے مقدمہ وحواشی کے ساتھ سوسائٹی کی طرف سے شائع ہو چکا ہے ۔

تصنیف رنگین کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور قابل ذکر ہیں ۔

(۱) اس نسخہ کی بنیاد سعادت یار خاں رنگین کے کتابت شدہ نسخہ پر ہے۔

(۲) حاشیہ میں بعض الفاظ کی حسب ضرورت تشریح کر دی گئی ہے ۔

(۳) فہرست مضامین ہم نے مرتب کی ہے ۔

(۴) آخر میں توضیحات وحواشی کے عنوان سے اس منظوم رسالہ کی تائید میں شاہ ولی اللہؒ کی دوسری تصانیف حجۃ اللہ البالغہ سے ان ہی مسائل کے متعلق مواد فراہم کر دیا ہے ۔

المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ | شاہ صاحب کے ان وصایا میں سے تیسری، چوتھی، پانچویں اور ساتویں وصیت پر شاہ صاحب کے شاگرد اور نامور عالم قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی نے فارسی میں بطور شرح تعلیقات لکھے ہیں ۔ یہ تعلیقات شاہ صاحب کے اسی رسالہ المقالۃ الوضیہ کے اس نسخہ کے ساتھ چھپے تھے جو مطبع محمدی فیروز پور میں ۱۲۸۵ھ میں طبع ہوا تھا خوش قسمتی سے ہمیں وہ مطبوعہ نسخہ مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب (لاہور) کے کتب خانہ میں ہم دست ہو گیا ۔ جس کے لئے ہم حضرت مولانا کے خاص طور سے شکر گزار ہیں ۔

ساتویں وصیت میں شاہ صاحب نے نسب عرب اور زبان عرب کا ذکر ایک خاص انداز میں کیا ہے اور عرب اول کے اتباع پر خاص زور دیا ہے اگرچہ یہ وصیت نامہ

ان کی اولاد و احباب کے لئے ہے مگر شاہ صاحب کے احباب میں عربی اور ہند پاکستانی دونوں نسلوں کے لوگ شامل ہوں گے شاہ صاحب نے ٹھیٹ عربی معاشرت، تہبند باندھنا چادر اوڑھنا، نعلین پہننا، دھوپ کھانا، موٹے اور پرانے کپڑے پہننا، اونٹوں کے قافلے بنانا، گھوڑوں پر سوار ہونا اور تیر اندازی وغیرہ کی تلقین کی ہے قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی نے بتایا ہے کہ یہ امور اس زمانے میں انگشت نمائی کا سبب ہیں لہذا ان کو تمام و کمال اختیار نہیں کیا جا سکتا۔

شاہ صاحب کے اس وصیت نامہ "المقالۃ الوضیہ فی الوصیہ" کی شرح میں ایک وصیت نامہ نواب صدیق حسن خاں (ف ۱۳۰۷ھ ۱۸۸۹ء) نے مرتب فرمایا ہے جس کا نام "المقالۃ الفصیحۃ والوصیۃ والنصیحۃ" ہے نواب صاحب کا یہ وصیت نامہ مطبع مفید عام آگرہ میں ۱۲۹۸ھ میں طبع ہوا ہے نواب صاحب نے، شاہ صاحب کی وصیت نقل کرنے کے بعد اس کی تائید و شرح میں، دوسرے اکابر علماء و آئمہ کے وصایا بھی نقل کئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا یہ وصیت نامہ "المقالۃ الوضیہ" متعدد بار طبع ہو چکا ہے اس کا اردو ترجمہ ۱۸۹۹ء میں ظہیر الدین ولی اللہی نے اصل متن کے ساتھ شائع کرایا تھا جس پر مترجم کا نام موجود نہیں تھا وہی ترجمہ پھر مطبع مجتبائی نے ۱۹۱۸ء میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ پھر دوسرے ناشرین نے بھی شائع کیا یہ ترجمہ اکثر جگہ غلط ہے اور اپنی اصل کے مطابق نہیں ہے ہم نے مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر از سر نو ترجمہ کیا ہے اور بڑی حد تک اصل کی مطابقت کی ہے فارسی متن کو بھی ہم نے مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر درست کیا ہے اور اختلاف نسخ حواشی میں دیئے ہیں۔

مقالۃ الوضیہ کے مختلف نسخے ہمارے پیش نظر رہے ہیں۔

(۱) قلمی نسخہ مکتوبہ رجب ۱۲۷۶ھ کتابت شدہ از الٰہی بخش بن حکیم عظیم اللہ ساکن قصبہ آنولہ ضلع بریلی (بنیادی نسخہ)

(۲) مطبوعہ مطبع احمدی (ہوگلی کلکتہ) بہ تصحیح مولوی عبد اللہ بن بہادر علی حسینی (سال طباعت ندارد) (نسخہ ل)

(۳) مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۲ھ (نسخہ ب)

(۴) مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۸ء (نسخہ ج)

(۵) مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۸۹۹ء باہتمام ظہیر الدین ولی اللہی (نسخہ ک)

(۶) مشمولہ تفہیمات الٰہیہ، مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل ۱۹۳۶ء (نسخہ ی)

(۷) مطبوعہ مطبع محمدی فیروزپور ۱۲۸۵ھ [1]

(۸) مشمولہ المقالۃ الفصیحۃ والوصیۃ والنصیحۃ (تالیف نواب صدیق حسن خاں مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ۱۲۹۸ھ)

مقالہ الوضیہ کے سلسلہ میں مندرجہ امور قابلِ ذکر ہیں۔

(۱) پیراگراف کی تقسیم کی گئی ہے۔

(۲) ہر وصیت میں ذیلی عنوان قائم کئے گئے ہیں۔

(۳) قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی کے فارسی تعلیقات معہ اردو ترجمہ شامل کر دیئے ہیں۔

(۴) فارسی متن میں مختلف نسخہ کا اختلاف ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵) مختصر حواشی بھی تحریر کئے گئے ہیں۔

۳۔ وصیت نامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نامور شاگرد ہیں، مرزا مظہر جانجاناں (ف ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء) نے ان کو علم الہدیٰ اور شاہ عبد العزیز نے بیہقیٔ وقت کے خطابات سے سرفراز فرمایا قاضی صاحب اپنے عہد کے

---

[1] نسخہ نمبر ۷ اور ۸ سے بھی مقابلہ کیا ہے ان نسخوں میں کوئی خاص فرق نہیں ملا۔

نامور عالم و فاضل اور عابد و زاہد تھے ان کی تصنیفات سے تفسیر مظہری، سیف المسلول، ارشاد الطالبین، مالابدمنہ، تذکرۃ الموتیٰ والقبور، تذکرۃ المعاد، رسالہ حرمت و اباحت سود، رسالہ حرمت متعہ، رسالہ شہاب ثاقب اور حقوق الاسلام یادگار ہیں۔ قاضی صاحب کا انتقال ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء میں ہوا۔

قاضی صاحب نے ایک وصیت نامہ مرتب فرمایا تھا قاضی صاحب کے وصیت نامہ کا بھی اُردو ترجمہ مع متن اس مجموعہ میں شامل کر دیا ہے یہ وصیت نامہ قاضی صاحب کی مشہور کتاب مالابدمنہ کے ساتھ اکثر چھپتا رہا ہے۔ پیراگراف کی تقسیم اور ذیلی عنوان ہمارے قائم کئے ہوئے ہیں۔

۴۔ نصیحت نامہ شاہ اہل اللہ دہلوی

حضرت شاہ اہل اللہؒ بن شاہ عبدالرحیمؒ شاہ ولی اللہؒ کے چھوٹے بھائی ہیں، انہوں نے تحصیل علم شاہ ولی اللہ سے کی، علوم شرعیہ کے علاوہ طب میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے صاحب تصانیف ہیں۔ (۱) مختصر ہدایۃ الفقہ (مرغینانی) (۲) تفسیر قرآن (عربی) (۳) چہار بابؔ (۴) تکملہ ہندی (۵) تکملہ یونانی (۶) فارسی ترجمہ کنز الدقائق ان سے یادگار ہیں۔ آخر الذکر کتاب کا اردو ترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی (ف ۱۳۱۲ھ) نے احسن المسائل کے نام سے کیا، مولانا نانوتوی نے اس پر حواشی بھی لکھے ہیں اور حسب ضرورت متن میں بھی اضافہ کیا ہے سب سے پہلے یہ ترجمہ مطبع صدیقی بریلی سے ۱۲۸۷ھ میں شائع ہوا، شاہ اہل اللہ دہلوی کا انتقال ۱۱۸۶ھ میں ہوا۔

شاہ اہل اللہ کی کتاب "چہار باب" ایک مختصر مگر مفید کتاب ہے اس کا پہلا باب عقائد کے بیان میں، دوسرا اور تیسرا باب اعمال و فضائل کے بیان میں ہیں چوتھے باب

ؔ چہار باب اہل اللہ کا اُردو ترجمہ "فیوض برکت اللہ" کے نام سے ادارہ تبلیغ القرآن کراچی نے شائع کیا تھا جو نہایت غلط ہے۔

میں شاہ صاحب نے چھبیس[۲۶] نصائح قلم بند کئے ہیں ہم نے چوتھے باب کا اردو ترجمہ مع متن اس مجموعہ میں شامل کیا ہے یہ رسالہ بالکل نایاب ہمارے کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے جو مطبع مصطفائی بیت السلطنت لکھنؤ ۱۲۵۸ھ کا مطبوعہ ہے اس پر حواشی مولوی سعید الدین نے لکھے ہیں۔

اِن چاروں رسالوں

(۱) المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ

(۲) تصنیفِ رنگین

(۳) وصیت نامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

(۴) نصیحت نامہ شاہ اہل اللہ دہلوی

کو ایک کتاب کی شکل میں "مجموعۂ وصایاءِ اربعہ" کے نام سے پیش کیا گیا ہے۔ پہلے دو رسالے تو شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہیں، تیسرا ان کے اجل شاگرد اور چوتھا ان کے شاگرد اور چھوٹے بھائی کی تالیف ہے اور یہ چاروں رسالے ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں اس لئے ان کو ایک مجموعہ کی شکل میں جمع کر دیا گیا ہے۔

آخر میں ہم اپنے بزرگوں اور احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن کے ذخائر علمی سے ہم نے استفادہ کیا اس میں سرِفہرست مخدوم و محترم مولوی حکیم محمود احمد برکاتی ہیں حکیم صاحب سے متن سے مقابلہ کرنے میں بھی مدد ملی۔

مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب (لاہور) کا بھی میں شکر گزار ہوں کہ جن کے کتب خانہ سے ہمیں بعض وہ کتابیں ملیں جو اور کہیں دستیاب نہ ہو سکیں۔

جناب محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری (لاہور)، محب مکرم محمد عالم مختار حق (جھگیاں ناگرہ، لاہور) کا بھی منت پذیر ہوں کہ ان کے ذخائر علمیہ سے حضرت شاہ ولی اللہ

دہلویؒ اور ان سے متعلق بعض دوسرا اہم مواد دستیاب ہوا۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب خاکسار پر خاص نوازش و کرم فرماتے ہیں ان کی معارف نوازی کا میرے دل پر ایک گہرا نقش ہے۔

پروفیسر حبیب اللہ خاں غضنفر اور مولوی ثناء اللہ ندوی کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کی دلچسپیاں اس کام سے وابستہ رہیں۔

شاہ ولی اللہ اکیڈیمی، حیدرآباد کے ارباب حل و عقد کا بھی شکر گزار ہوں جنکی تحریک و توجہ سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

محمد ایوب قادری
۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء

۱/۱۴۱ وحید آباد
کراچی ۱۸

المقالۃ الوضیۃ فی النصیحہ والوصیہ

(فارسی متن)

تالیف:

شاہ ولی اللہ دہلوی

تصحیح و مقابلہ:

محمد ایوب قادری

الحمد للہ ملھم الحکم ومفیض النعم والصلوٰۃ والسلام علی سید العرب والعجم وعلی آلہ وصحبہ اھل الفضل والکرم، اما بعد می گوید فقیر ولی اللہ[1] عفی عنہ این کلمات چند است کہ اولاد و احباب خود را بآں وصیت می کنم سمیتہا بالمقالۃ الوضیۃ[2] فی النصیحۃ والوصیۃ، حسبنا اللہ ونعم الوکیل و ھوالہادی الی سواء السبیل۔

وصیت اوّل این فقیر چنگ زدن است بکتاب وسنت در اعتقاد وعمل وپیوستہ بتدبیر ہر دو مشغول شدن وہر روز حصہ از ہر دو خواندن و اگر طاقت خواندن ندارد، ترجمہ ورقے از ہر دو شنیدن و در عقائد مذہب قدماء اہل سنت اختیار کردن واز تفصیل وتفتیش آنچہ سلف تفتیش نکردند اعراض نمودن وبہ تشکیکات خام معقولیان[3] التفات نکردن و در فروع پیروی علماء محدثین[4] کبار کہ جامع باشند میان فقہ وحدیث کردن و دائماً تفریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض نمودن[5] آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن و الا کالائے بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا کہ تقلید عالمے را دست آویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نشنیدن وبدیشاں التفات نکردن وقربت خدا جستن بدوری ایناں،

وصیت دوم حدامر معروف آنچہ[6] بخاطر این فقیر ریختند آں است کہ در فرائض وکبائر ذنوب وشعائر اسلام لعنف امر معروف

---

[1] در نسخہ ا "ولی اللہ"

[2] در نسخہ ا "بالمقالۃ الوضیۃ" و در نسخہ ب وج وک "بالمقالۃ الوضیۃ"

[3] در نسخہ ی "معقولیان خام"

[4] در نسخہ ا وج وک وی "محدثین"

[5] در نسخہ ا "عرض کردن" [6] در نسخہ ب وج وک وی "چنانچہ"

ونہی منکر باید کرد وباکسانیکہ درآں باب تساہل دارند صحبت نباید داشت ودشمن ایشاں باید بود ودر سائر اوامر خصوصاً در آنچہ سلف[1] ما خلف اختلاف کردہ باشند امر معروف ونہی منکر بتبلیغ[2] آں حدیث است ولبس وعنف دراں مستحسن نیست۔

وصیّتِ سوم

آں است کہ در دست مشائخ ایں زماں کہ بانواع بدعت مبتلا ہستند ہرگز نباید داد وبیعت بایشاں نباید کرد وبغلو عام مغرور نباید بود ونہ بکرامات[3] زیراکہ اکثر غلو عام بسبب رسم است وامور رسمیہ را بحقیقت اعتبارے نیست وکرامت فروشانِ ایں زماں ہمہ[4] الا ماشاء اللہ طلسمات و نیرنجات را کرامات دانستہ اند تفصیل ایں اجمال آنکہ اشہر اصناف فرق اشراف برخواطر است وانکشاف واقعات آئندہ واشراف وکشف را طرق بسیار است۔

ازاں جملہ است باب ضمیر از علم نجوم ورمل، نہ پنداری کہ حکم در نجوم موقوف است بر تسویۂ بیوت ورمل را زائچہ درکار است ما تجربہ کردہ ایم کہ ماہر در فن نجوم چوں دانستن الحال کدام دقیقہ است از دقائق روز، ازیں جا ذہن او منتقل می شود بطالع وہمہ بیوت ومواضع کواکب در خاطرش صورت[5] می بندد گویا صفحۂ تسویۃ البیوت مقابل او ایستادہ است،

ہم چنیں ماہر در فن رمل گاہے در دلِ خود معین می کند کہ فلاں انگشت را لحیان قرار دادہ ام وفلاں انگشت را فلاں شکل ودر ذہن صورت می بندد کہ ازیں اشکال

---

[1] در نسخہ ب "سلف با خلف" ودر نسخہ ج وک وی "سلف یا خلف"

[2] در نسخہ ا "بتامع"

[3] در نسخہ ا "نہ بکرامات" ندارد

[4] در نسخہ ا "ہمہ" ندارد

[5] در نسخہ ب وج وک "حل صورت"

کلام متولد می شود تا آنکه زایچه پیش او حاضر می شود و از انجمله باب کہانت بانواعہا و آن فن بغایت متع[1] است تارتاً باحضار جن و تارۃً بعنیمہ آن و از آن جملہ باب طلسم کہ قوای کواکب را در صورتے بندی کند و از آن اشراف حاصل می شود و اعمال جوگ کہ بعضے ملاحظات[2] جوگیہ را خاصیتے تمام است در اشراف و کشف مَنْ اَرَادَ تحقیقَ ذالِکَ فلیرجع الی کتب ھٰذِہِ الفنون۔

وہمت بستن بر کارے و بشکل مہیب بر آمدن و دل بر دل کسے داشتن و طالب را مسخر کردن ہمہ از فنونِ نیرنج است۔ چند ملاحظہ ہستند کہ باین کار می رسانند صلاح و فجور و سعادت و شقاوت و مقبول بودن[3] و یا مردود بودن درین جا ہیچ فرق پیدا نمی کند۔

وہم چنیں وجد و شوق و قلق و سرایت این حالت در حاضران منشا آن حدت قوت بہیمیہ است لہٰذا ہر کہ قوت بہیمیہ او قوی تر وجد او زیادہ تر،

آری این اعمال و این احوال بعضے صالحان ہم می کنند بہ نیتے از نیات نیک و این قدر آنہا را[4] از کرامات نمی گرداند کما لا یخفیٰ، و بسیارے از سادہ لوحان را دیدہ ایم کہ چون این اعمال را از شیخ فرا گرفتہ اند آن را عین کرامات می دانند۔

چارۂ کار آنکہ کتب حدیث مثل صحیح بخاری و مسلم و سنن ابی داؤد و ترمذی و کتب فقہ حنفیہ و شافعیہ را بخواند و عمل بر ظاہر سنت پیش گیرد اگر حق سبحانہٗ در دل او[5] شوق صادق کرامت فرماید و طلب این راہ غالب شود کتاب عوارف را از آداب

---

[1] در نسخہ ب "منع"

[2] در نسخہ ی "ملاحظات"

[3] در نسخہ ب "مقبول بودند"

[4] در نسخہ ا "آنہا" [5] در نسخہ ا "وے"

نماز و روزہ و اذکار و معموری اوقات پیش گیرد و رسائل نقشبندیہ را[1] در طریق پیدا کردن یادداشت و این بزرگان این ہر دو باب را بوجہے روشن نوشتہ اند کہ احتیاج بتلقین ہیچ مرشدے[2] نماندہ، چوں کیفیت نور عبادت و نسبت یادداشت حاصل شد برآں مواظبت نماید۔ اگر دریں فرصت عزیزے[3] را دریابد کہ صحبت او مفتاح[4] جذب است و تاثیر صحبت او در مرداں در می گیرد، باوے صحبت دارد تا آنکہ حالت مطلوبہ ملکہ گردد، بعد ازآں بگوشہ بنشیند و بداں ملکہ مشغول باشد، دریں زمانہ ہیچ کس نیست الا ماشاء اللہ کہ من جمیع الوجوہ کمال داشتہ باشد، اگر از یک وجہ بکمال دارد از وجہ دیگر عاطل است پس ہماں کمال را باید حاصل کرد و از چیز ہائے دیگر نظر باید پوشید، خذ ما صفا و دع ما کدر، نسبت ہائے صوفیہ غنیمت کبریٰ است[5] و رسوم ایشاں ہیچ نمی ارزد، ایں سخن بر بسیارے گراں خواہد بود، اما مرا کارے فرمودند برحسب آں می باید گفت و بر گفتہ زید و عمر تعریج[6] نمی باید کرد۔

وصیتِ چہارم

باید دانست کہ میانِ ما و اہلِ زماں اختلاف است، صوفی منشاں گویند کہ اصل مطلوب فنا و بقا و استہلاک و انسلاخ است و مراعاتِ معاش و اقامت طاعت بدنیہ کہ شرع بداں وارد شدہ برائے آں است کہ ہمہ کس آں اصل را نمی توانند بجا آورد، ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ، و شارع[7] بیان اصل فرمودہ است برائے خاصہ[8] و متکلماں گویند کہ غیر ازاں چہ شرع بداں وارد شدہ

---

[1] در نسخہ ا "را" ندارد [2] در نسخہ ی "مرشد"

[3] در نسخہ ی "عزیز" [4] در نسخہ ی "مفتاح"

[5] در نسخہ ا "تا شیر قلب بعض صوفیہ غنیمت کبریٰ است۔

[6] در نسخہ ب و ج و ک "تعریج" و در نسخہ د "تعریض"

[7] در نسخہ ب و ج و ک و ی "و شارع بیان اصل فرمودہ است برائے خاصہ" بعد از "بجز شرع متین" "واقع شدہ است [8] در نسخہ ج و ک "برائے خاص و عام"

...ے مطلوب نیست و ما می گوئیم مطلوب بہ اعتبار صورت نوعیہ انسان بجز شرع نیست.

... تفصیل این اجمال آنکہ نوع انسان بوجہے مخلوق شدہ کہ جامع است میان قوّت ملکیہ و بہیمیہ و سعادت وے در تقویت ملکیہ است و شقاوت وے در تقویت بہیمیہ و بوجہے مخلوق شدہ کہ نفس وے رنگ ہائے اعمال و اخلاق قبول کند و در جذر خود دارد و بعد موت آں را مستصحب سازد بمثل آں کہ بدن وے کیفیات غذا را بری دارد و باخود مستصحب می سازد و لہذا بہ تخمۂ[1] وحمی و غیر آں مبتلا می گردد و بوجہے مخلوق شدہ کہ می تواند لحوق بحظیرۃ القدس و تلقیٔ الہام ازاں جا کند و آنچہ در حکم الہام است و از تلقیٔ سرور و بہجت اگر بہ نسبت آں ملائکہ ملایمتے داشتہ باشد و تلقی ضیق و وحشت اگر بہ نسبت ایشاں منافرتے کسب نمودہ بود.

بالجملہ چوں نوع انسان بوجہے واقع شدہ بود کہ اگر ایشاں را بایشاں گزارند امراض نفسانیہ اکثر افراد را الم رساند حضرت حق سبحانہ بمحض فضل و کرم خود کارسازی ایشاں کرد و برائے ایشاں تعینِ[2] راہ نجات نمود و ترجمانِ لسان غیب کہ حضرت پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم از ایشاں بدایشاں فرستاد تا نعمت تمام شود و ربوبیتے کہ اوّلاً مقتضی ایجاد ایشاں بود، دیگر بار دست ایشاں گرفتہ باشد پس صورت نوعیہ بلسان حال شرع را از مبدا فیاض دریوزہ کرد و حکم آں لازم است جمیع افراد نوع را بحکم سریان صورت نوعیہ در ایشاں و خصوصیت افراد را در آں جا دخلے نیست.

و فنا و بقا و استہلاک و غیر این ہا مطلوب اند باعتبارِ خصوصیت افراد زیرا کہ بعض افراد[3] در غایت علو و تجرد مخلوق می شوند و خدا تعالیٰ این ہا را راہ ایشاں

---

[1] در نسخہ ب "تخمۂ جمی"

[2] در نسخہ ج و ک "یقین" و در نسخہ ی "تعیین"

[3] در نسخہ ا "نفوس"

دلالت می فرماید و آں حکم نواسیں نیست بلکہ بلسان[1] حال[2] ایں فرد[3] از جہت خصوصیت
فردیت، تقاضار آں گروہ[4]، و کلام شارع ہرگز بر آں معنی محمول نیست نہ صریحاً و نہ اشارۃً[5]
آری قومے ایں مطالب را از کلام شارع فہمیدہ اند مثل آنکہ قصہ لیلی مجنوں شنود
و ہر سخنے را بر سرگزشت خود حمل نماید و آں را در عرف ایشاں اعتبار گویند۔
و بالجملہ افراط در مقدمات انسلاخ و استہلاک و مشغول شدن ہر کس و ناکس بآں
دار عضال[6] است در ملت مصطفویہ خدا رحم کناد[7] کسے را کہ سعی در اخمال آنہا کند گو بجسب
بعض استعدادات اصلی داشتہ باشد، ہرچند ایں سخن بر بسیارے از صوفیہ زماں دشوار
خواہد بود اما مرا کارے فرمودہ اند بر حسب آں می گویم با زید و عمرو کارے نیست۔

وصیت پنجم

آنکہ در حق اصحاب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد
نیک باید داشت و زبان بجز مناقب ایشاں جاری نباید
ساخت، درین مسئلہ دو صنف خطا کردہ[8] اند، قومے گماں می کنند[9] کہ ایشاں با ہم
سینہ صاف بودند و ہرگز مشاجرات میاں ایشاں نگذشتہ و ایں وہم صرف است زیرا کہ
نقل مستفیض شاہد است بر مشاجرات ایشاں و انکار ایں نقل مستفیض نمی تواں کرد و قوم
چوں ایں چیزہا بدیشاں منسوب دیدند زبان بطعن و لعن کشادند و در وادی ہلاک
افتادند۔
برایں نقشہ ریختہ اند کہ اگرچہ اصحاب معصوم نبودند و از بعض عوام ایشاں
ممکن کہ چیزہا بوجود آمدہ باشد کہ اگر از دیگراں مثل آں بوجود آید مورد طعن و جرح

---

[1] در نسخہ او دی "لسان"
[2] در نسخہ ج "بلسان دحال"
[3] در نسخہ ا "مرد"
[4] در نسخہ او د "کرد" و در نسخہ ج "کردہ" و در نسخہ ک "گروہ"
[5] در نسخہ ا "اشارۃ"
[6] در نسخہ ا "افضال"
[7] در نسخہ ا "رحم کند"
[8] در نسخہ ا "کردند"
[9] در نسخہ ا "می کند"

بود و واما ما[1] ماموریم بکف لسان از مساوی ایشان و ممنوعیم[2] از سب وطعن ایشان
ابدا برائے مصلحتے و آں مصلحت آں است کہ اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت
حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منقطع گردد و در انقطاع روایت برہم خوردن[3] ملت
است وچوں روایت از ہر صحابی برداشتہ می شود اکثر احادیث مستفیض باشند و
تألیف امت بنہجے[4] قائم گردد و جرح بعض در آں نقل خلل نہ کند۔

ایں فقیر از روح پرفتوح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرد کہ حضرت
چہ می فرمایند در باب شیعہ کہ مدعی محبت اہل بیت اند و صحابہ را بدی گویند آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بنوعے از کلام روحانی القا فرمودند کہ مذہب ایشاں باطل است و
بطلان مذہب ایشاں از لفظ امام معلوم می شود چوں از آں حالت افاقت دست داد،
در لفظ امام تامل کردم، معلوم شد کہ امام باصطلاح ایشاں معصوم مفترض الطاعۃ منصوب
للخلق است و وحی باطنی در حق امام تجویز می نمایند پس در حقیقت ختم نبوت را منکر اند گو
بزبان آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء می گفتہ باشند وچنانکہ در حق اصحاب
اعتقاد نیک باید داشت ہم چناں در حق اہل بیت معتقد باید بود و صالحین ایشاں را
مزید تعظیم تخصیص باید کرد قد جعل اللہ لکل شیء قدرا۔

ایں فقیر را معلوم شدہ است کہ ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتے بودند
و اشتہار و رواج تصوف مقارن انقراض ایشاں پیدا شد اما عقیدہ و شرع را بجز
از حدیث پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نتواں گرفت۔

قطبیت ایشاں امرے است باطنی، بتکلیف شرعی کار ندارد، و لنص را اشارۂ[5]

---

[1] در نسخہ ج و ک "ما" ندارد [2] در نسخہ ی "ممنوع"
[3] در نسخہ ج و ک "برہم شدن" [4] در نسخہ ا "بنہجے"
[5] در نسخہ ا "نص صریح واشارات و در نسخہ ب و ج و ک و ی "نص و اشارۂ"

ہر یکے بر متاخر باعتبار ہماں قطبیت است و امور امامت کہ می گفتند راجع[1] بہمان
کہ بعض خلّص یاران خود را برآں مطلع می ساختند پس از زمانے قومے تعمق کردند و قو
ایشاں را بر محلّے[2] دیگر فرود آوردند و اللہ المستعان ۔

وصیت ششم

طریق تعلیم علم چنانکہ بہ تجربہ محقق شدہ آں اس
کہ نخست رسائل مختصر صرف و نحو درس گویند ـــ نس

از ہر یکے یا چہار بقدر ذہن طالب، لعد ازاں کتابے از تاریخ یا حکمت عملی کہ بزبان عر
باشد آموزند و دراں میاں بر طریق تتبع کتب لغت و برآوردن مشکل از جائے آں مط
سازند ۔

چوں قدرت بزبان عربی یافت موطا بروایت یحییٰ بن یحییٰ مصمودی بخوانا
و ہرگز آں را معطل نگزارند[3] کہ اصل علم حدیث است و خواندن آں فیض ہا دارد و ما
سماع[4] آں مسلسل است ۔

لعد ازاں قرآن عظیم درس گویند باں صفت کہ صرف قرآن بخواند لغ
تفسیر و ترجمہ گوید و در آنچہ مشکل باشد در نحو یا در شان نزول متوقف[5] شود و بحث
نماید و بعد فراغ از درس تفسیر، تفسیر جلالین را بقدر درس بخواند دریں طریق فیض
است لعد ازاں در یک وقت کتب حدیث می خواندہ باشد از صحیحین وغیرہ و کتب
فقہ و عقائد و سلوک و در یک وقت کتب دانشمندی مثل شرح ملا[6] جامی و قطبی[7] و غ
الی ماشاء اللہ و اگر میسر آید کہ مشکوٰۃ را یک روز بخواند و روز دیگر شرح طیبی بق

---

[1] در نسخہ ا "ہماں"
[2] در نسخہ ادج وک "محلے" و در نسخہ ب "مج
[3] در نسخہ او "نگزارانند"
[4] در نسخہ ادج وک "سماع جمیع"
[5] در نسخہ ا "موقف"
[6] در نسخہ ادی "شرح ملا"
[7] در نسخہ ا "شرح قطبی"

روز اوّل خوانده است بخواند خیلے نافع است۔

وصیت ہفتم ما مردم غریبیم[1] کہ در دیار ہندوستان آبائے ما بغربت افتادہ اند و عربیت نسب[2] و عربیت لسان ہردو فخر ما است مارا بسید اوّلین و آخرین و افضل انبیاء و مرسلین و فخر موجودات علیہ و علیٰ آلہ الصلوات و التسلیمات نزدیک می گرداند شکر ایں نعمت عظمیٰ آں[3] است کہ بقدر امکان عادات و رسوم عرب اوّل کہ منشاء آں حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم از دست ندہیم و رسوم عجم و عادات ہنود را درمیان خود نگزاریم۔

اَخْرَجَ الْبَغْوِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیْ قَالَ اَتَانَا کِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَنَحْنُ بِاٰذَرْبِیْجَانَ مَعَ عُتْبَۃَ بْنِ فَرْقَدٍ اَمَّا بَعْدُ فَاتَّزِرُوْا وَارْتَدُوْا وَانْتَعِلُوْا وَاَلْقُوا الْخِفَافَ وَاَلْقُوا السَّرَاوِیْلَاتِ وَعَلَیْکُمْ بِلِبَاسِ اَبِیْکُمْ اِسْمٰعِیْلَ وَاِیَّاکُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِیَّ الْعَجَمِ وَعَلَیْکُمْ بِالشَّمْسِ فَاِنَّهَا حَمَّامُ الْعَرَبِ وَتَمَعْدَدُوْا وَاخْشَوْشِنُوْا وَاخْلَوْلِقُوْا وَاقْطَعُوا الرُّکُبَ وَانْزُوْا نَزْوًا وَارْمُوا الْاَغْرَاضَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَانْزُوْا عَلٰی ظُهُوْرِ الْخَیْلِ نَزْوًا۔

یعنی چوں عرب برائے جہاد باطراف عجم منتشر شدند حضرت عمر رضی اللہ عنہ ترسیدند کہ رسم عجم را اختیار کنند و رسم عرب را ترک نمایند[4] پس بدیشاں نامہ نوشتند

---

[1] در نسخہ ی "غریبم"
[2] در نسخہ ا "نسبت"
[3] در نسخہ ا "آں" ندارد
[4] در نسخہ ا "ترک دہند"

کہ ازار بندید و چادر پوشید و نعل پوشید و بگزارید موزه ہا را و بگزارید شلوار[1] را و لازم گیرید لباس پدر خود اسماعیل علیہ السلام را و خود را دور دارید از تنعم و تزیی عجم و لازم گیرید نشستن در آفتاب ہر آئینہ آفتاب حمام عرب است و بر رسم قوم معد باشید و درشت لباس باشید و سخت گزراں باشید و کہنہ پوشی خو کنید و تناول کنید شتران را یعنی بگیرید و رام سازید و جست کردہ سوار شوید بر اسپاں تیر اندازید بنشانہا۔

یکے از عادات شنیعہ ہنود آں است کہ چوں شوہر زنے بمیرد نگزارند کہ آں زن شوہر دیگر کند و ایں عادت اصلاً در عرب نبود نہ قبل ازاں و نہ در زمان آنحضرت و نہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خدائے تعالیٰ رحمت کناد بر آں کس کہ ایں عادت شنیعہ را متلاشی سازد و اگر ممکن نباشد کہ از عموم ناس مرتفع شود[2] در میان قوم خود اقامت ایں عادت عرب باید کرد و اگر ایں نیز ممکن نباشد ایں عادت را قبیح باید دانست و بدل دشمن آں باید بود کہ ادنیٰ مرتبہ[3] نہی منکر ہمیں است۔

از عادات شنیعہ ما مردم آں است کہ مہر بسیارے معین کنند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ شرف ما در دین و دنیا بہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتہی می شود مہر اہل بیت خود کہ بہترین مردم اند دوازدہ اوقیہ و نشی مقرر فرمودہ اند[4] و آں پانصد درم است۔

از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در افراح و رسوم بسیار در آں مقرر کردن آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شادی ہا مقرر فرمودہ اند دو شادی است ولیمہ و عقیقہ، ایں ہر[5] دو را باید گرفت و غیر آں را باید گزاشت باہتمام و التزام آں نباید کرد

---

[1] در نسخہ ا: "سراویلہا" [2] در نسخہ ا: "مرتفع سازد"

[3] در نسخہ ا د ب و ج و ک و ی "مراتب"۔

[4] در نسخہ ا "مقرر فرمودہ اند" بعد از "پانصد درم است" واقع شدہ است"

[5] در نسخہ ب "ہر" ندارد

از عادات شنیعہ مامردم اسراف است در ماتم ہا و سوم و چہلم و شش ماہی و فاتحہ سالینہ و ایں ہمہ را در عرب اوّل وجود نبود مصلحت آں است کہ غیر تعزیت وارثاں میت تا سہ روز و اطعام ایشاں یک شبانہ روز رسمے نباشد بعد سہ روز نسار قبلیہ جمع شوند و طیب در ثیاب نسار میت استعمال کنند و اگر زوجہ است بعد انقضائے عدت قطع احداد نماید۔

سعید از ماکسے است کہ بلسان عرب و صرف و نحو و کتب ادب مناسبت پیدا کند و حدیث و قرآں را ادراک نماید اشتغال بہ کتب فارسیہ و ہندیہ و علم شعر و معقول و ہرچہ ضروریہ[1] پیدا کردہ اند و ملاحظہ تاریخ ہائے و ماجریات ملوک[2] و مشاجرات اصحاب ہمہ ضلالت در ضلالت است و اگر رسم زمانہ مقتضی اشتغال باں گردد ایں قدر ضرور است کہ ایں را علم دنیا دانند و از آں متنفر باشد و استغفار و ندامت کند و مارا لابد است کہ بجرمین محترمین رویم و روئے خود را برآں آستانہائے مالیم سعادت ما ایں است و شقاوت ما در اعراض ازیں،

وصیت ہشتم

در حدیث شریف آمدہ است[3] "مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَلْیَقْرَأْ مِنِّی السَّلَامَ" ایں فقیر آرزوئے تمام[4] دارد اگر[5] ایام حضرت روح اللہ علیہ السلام را دریابد، اوّل کسیکہ تبلیغ سلام کند من باشم و اگر من آں را نہ دریافتم ہر کسیکہ از

---

[1] در نسخہ ی "حروریہ"

[2] در نسخہ ا و ج و ک "در تاریخہائے ماجریات ملوک"

[3] ذکر ہذا الحدیث البرزنجی فی الاشاعۃ لاشراط الساعۃ صفحہ ۲۲۱ (طبع مصر ۱۹۰۶ء) وقال اخرجہ الحاکم عن انس رض والشوکانی فی التوضیح نقلہ نواب صدیق حسن خان فی حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ صفحہ ۴۲۹ (مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ)

[4] در نسخہ ا "تمام" ندارد

[5] در نسخہ ا "کہ" و در نسخہ ی "کہ اگر"

اولاد یا اتباع این فقیر زمان بصحبت نشان آں حضرت علی نبینا وعلیه السلام[1] دریابد حرص تمام کند در تبلیغ سلام تاکیدیه. آخره از کتائب محمدیه ما باشیم فقط والسلام علی من اتبع الهدیٰ[2]۔

---

[1] در نسخه ا و ی "علی نبینا وعلیه السلام" ندارد

[2] در نسخه ا و ج و ک "والسلام علی من اتبع الهدیٰ" ندارد

توضیحات وحواشی

(فارسی متن)

از

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ء)

توضیحات و حواشی

(۱) حاشیہ وصیّتِ سوم

(۲) حاشیہ وصیّتِ چہارم

(۳) حاشیہ وصیّتِ پنجم

(۴) حاشیہ وصیّتِ ہفتم

حاشیہ وصیّتِ سوم

فقیر محمد ثناء اللہ گوید مراد شیخ ازیں نصیحت آں نیست کہ جمیع درویشان
ایں زمانہ را مکفر باید بود وہرگز دست در دست کسے از آنہا نباید داد و سوظن
درحق درویشاں باید داشت و خرق عادات آں جماعہ را غالباً بر طلسمات و
نیرنجات وغیرہ حمل باید کرد و وجد و شوق وسرایت ایں حالت کہ در حاضراں کنند
آں را حمل بر حدت قوت بہیمیہ باید کرد و اگر اظہار ایں احوال بعضے صالحان
می کنند بہ نیتے از نیات لیکن ایں قدر آنہا را از کرامات نگردانند بعضے سادہ
لوحاں آں را کرامات می پندارند و فقط درس صحیح بخاری و مسلم و فقہ حنفی
و شافعی پیش باید گرفت اگر حق تعالیٰ شوقے صادق بخشد عوارف را برائے
آداب و اذکار و معموری اوقات و رسائل نقش بندیہ را برائے پیدا کردن یادداشت
پیش باید گرفت و چوں کیفیت نور عبادت و نسبت یادداشت حاصل شد
برآں مواظبت باید نمود چہ اگر ایں معنی مراد شیخ باشد پس وعظ ایں نصیحت
سراسر باز داشتن باشد مردم از تحصیل علم باطن کہ مقصود از خلقت انسان بلکہ
تمام عالم کنہ ہماں است قال اللہ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ای لِيَعْرِفُوْنِ)[1] و حدیث قدسی كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا
فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ واعظ ایں نصیحت
شیخ متقشف باشد کہ مردم را بر زہد خشک از درس بخاری و مسلم و ہدایہ

---

[1] ملا علی قاری در کتاب خود المضوع فی الاحادیث الموضوع صفحہ ۲۰ (طبع مطبع محمدی لاہور)
گفتہ لا اصل لہٗ (احادیث کی نشان دہی مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب (لاہور) نے فرمائی ہے ہم اس کیلئے
انکے شکر گزار ہیں)

وغیرہ می خواند اگر باین طور عرفان میسر می شد ہر کس از علمائے ظاہر بمرتبہ ولایت می رسید واز مطالعہ عوارف و رسائل اکابر نقشبندیہ اگر فتح باب می شد حاجت بہ تحصیل نسبت جذبی وسلوکی نمی افتاد و از کثرت اذکار و معموری اوقات نور عبادت دست می دہد لیکن دوام حضور و یادداشت دست نمی دہد و بزہد خشک و نور عبادت تا کجا مراتب قرب را قطع می تواند کرد حضرت مولوی معنوی روم می فرماید بیت

سیر زاہد در شب یک روزہ را
سیر عارف ہر شبے تا تخت شاہ

ادنیٰ مراتب قرب را حضرات صوفیاء پنجاہ ہزار سال راہ از قولہ تعالیٰ تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ قرار دادہ اند پس بسعی عبادت انسان در عمر طبعی انسانی کجا احتمال قطع این مسافت است و وعظ این نصیحت موجب سوء ظن باشد بجماعہ درویشان وخلاف کتاب وسنت وخلاف اقوال است بیت

ہر کرا جامہ پارسا بینی ❊ پارسادان و نیک مرد انگار

قال اللہ تعالیٰ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسھم خیرا[1]

بلکہ مراد شیخ آں است کہ ہمیشہ در طلب علم لدنی باید بود و تنبیہات صوفیہ را غنیمت کبریٰ باید دانست و در تلاش مردان خدا باید بود پس اگر عزیزے را دریابد کہ صحبت او مفتاح نسبت جذبیہ است و تاثیر صحبت او در مردماں در می گیرد با وے صحبت باید داشت تا حالت مطلوب یعنی یادداشت و دوام حضور ملکہ گردد لیکن چوں علم لدنی امریست مختفی وحق باباطل اشتباہ دارد ۔جائیکہ امید نفع عظیم است آنجا اندیشہ ضرر ہم عظیم است وہر جا کہ گنج است

[1] سورۃ النور آیت ۔

احتمال مارو د زدہم است پس در بیعت کردن و دست در دست کسے دادن واجب است کہ عجلت را کار نفرماید مبادا دست او بدست شیطانی افتد و ایمان از دست دہد تا کہ شیخ کامل مکمل را در نیابد مرید ہرگز نشود و ایں نصیحت مخصوص باہل ایں زمانہ نیست بلکہ اکابر سلف ہم ایں چنیں فرمودہ اند مولوی می فرماید بیت ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نشاید داد دست

سعدیؒ می فرماید بیت ؎

نگہ دارد آں مرد در کیسہ در ÷ کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ قال اللہ تعالیٰ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا مراد ازیں آیت وحدیث و اقوال سلف آں است کہ باوجود حسن ظن با تمام خلق خود دغا نباید خورد و در اخذ علم ظاہر و باطن احتیاط مرعی باید داشت و بے تحقیق رجال از غیر ثقات اخذ دین نباید کرد و نیز مراد شیخ آں است کہ طریق دریافتن شیخ کامل و مکمل فرق عادات و اشراف بر خطرات و وجد و شوق نیست کہ در بعضے ازیں چیز ہا جوگیہ و فلاسفہ ہم شرکت دارند و ایں امور دلیل سعادت نیستند و بعضے احتمال دیگر ہم ہست کہ بیان فرمود لیکن حضرت بیان نکردہ کہ آں چیز کدام است کہ دلیل باشد بر کامل و مکمل بودن شیخ و مقتضی رجوع مرید باشد وے فقیر آں را می نویسد بداں اسعدک اللہ تعالیٰ اول باید کہ شیخ را بر ظاہر شرع مستقیم و بر کتاب و سنّت عامل بہ بیند تا اطلاق متقی بروے ممکن باشد

الجامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۱۵۱ (طبع مصر ۱۳۲۹ھ)

کہ حق تعالیٰ ولایت را در تقویٰ حصر نمودہ وگفتہ اِنْ اَوْلِیَاءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ اگر کسے گوید کہ بعضے اولیاء اللہ روش ملامت اختیار کردہ بودند و در ظاہر از آنہا آثار تقویٰ بنظر نمی آمد و بعضے کساں را فیوض باطن از آنہا رسیدہ گفتہ شود کہ ایں نا درست و اعتبار غالب راست و نیز شرع وعقل حاکم است کہ دفع ضرر از جانب منفعت اہم و مقصود تر باید داشت پس جائیکہ احتمال ضرر باشد از آنجا باید گریخت و شخصے کہ در ظاہر متقی دریافتہ شود باوے صحبت داشتن ودست در دست او دادن قباحتے ندارد و احتمال ضرر آنجا مفقود است فائدہ از و رسد یا نرسد پس اگر صحبتش تاثیر کند و آں تاثیر نزد علمائے ظاہر و باطن معتبر باشد صحبت ایں چنیں مرد را کبریت احمر داند و غنیمت شمارد و اگر صحبتش تاثیر ندارد یا آں تاثیر نزد اکابر معتبر نیست حسن ظن با آں شخص داشتہ صحبت او را ترک دہد و از جائے دیگر راہ خدا طلب کند کہ مقصود است نہ آں مرد، رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ⁜ وز تو نرمید کلفت آب وگلت

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش ⁜ ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

واگر کسے گوید تاثیرے کہ اکابر آں را معتبر داشتہ اند واضح تر باید گفت گفتہ شود کہ آں تاثیر آں است کہ در صحبتش حالتے پیدا شود کہ دل از دنیا سرد شود و محبت خدا و دوستاں خدا و اعمال صالحہ و توفیق حسنات و اجتناب و بیزاری از سیئات دست دہد و از صحبتش بمقتضائے[1] اِذَا ذُکِرُوْا ذُکِرَ اللہُ خدا یاد آید و دوام حضور حاصل گردد و دریا و الٰہی اطمینان و

---

[1] در مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم بایں لفظ مذکور است خیار عباد اللہ الذین اذا رأوا ذکر اللہ الحدیث ۔

جمیعت دست دہد و ہر قدر کہ اعمال صالحہ کند نسبتے حالتے کہ ازاں بوے رسیدہ است دراں قوت بیند و ہر قدر کہ از وے معصیت پدید آید تنگ دلی و بے آرامی اورا درگیرد و نسبتے و حالتے کہ از آں بزرگ او را در رسیدہ بود نقصان پزیرد قال علیہ السلام اذا اسرتک حسنتک و ساءتک سیئتک فانت مومن کنایت از ہمیں اطمینان و تنگیست، ایں چنیں مرد را کہ صحبتش حاصل شود و ایں تاثیر دارد کامل باید شمرد کہ ملازم است شریعت مصطفویہ را مفید است دوام آگاہی را و معتبر است بطاعت و متبعد است از معاصی و مزیل است از رزائل اخلاق از کبر و عجب و ریا و حسد و حقد و حبِ جاہ و مال و مانند آں و مفید است اخلاق جمیلہ را از حبِ فی اللہ و لبغض فی اللہ و اخلاص و صبر و شکر و رضا و زہد از دُنیا و مانند آں ایں چنیں مرد کامل و مکمل اگر دریافتہ شود صحبتش را غنیمت باید دانست و خود کالمیت بین یدی الغسال در دست تصرف او باید داد و از احوال و واردات آنچہ وارد شود آں را بمیزان شرع باید سنجید شرع آں را اگر قبول کند قبول نماید و اگر رد کند رد نماید و وجد و شوق و مانند آں آنچہ بے اختیار پیش آید در آں معذور است و بقصد و اختیار ہیچ حرکتے ازیں حرکات کہ آں را عقل و شرع نمی پسندد نکند و ہرگز اکابر آں را بقبضہ اختیار نکردہ اند و اہل باطل را اعتبار نیست وکدام نیست نیک و مصلحت دراں خواہد بود کہ در حرکات دیوانگاں را عقلاء برخود روا دارند آنچہ شیخ گفتہ کہ رسوم صوفیہ ہیچ نمی ارزد ہمیں است۔

حاشیہ وصیتِ چہارم

فقیر محمد ثناء اللہ می گوید کہ حاصل کلام شیخ آں است کہ صوفیان فناء
وبقاء را اصل مطلب می دانند و می گویند کہ شارع آں را خواص فرمودہ و
ظاہر شرع بر عوام است و متکلماں می گویند کہ غیر از آنچہ بشرع بآں وارد شدہ
چیزے دیگر مطلوب نیست و حضرت شاہ ولی اللہ می گویند کہ ظاہر شرع راکہ
متکلماں قائل بآں ہستند بمقتضائے صورت نوعیہ انسان است وحکم آں لازم
است جمیع افراد نوع را، بحکم سریان صورت نوعیہ در انسان و صورت افراد
را درآں جا دخلے نیست و فناء وبقاء و استہلاک وغیر آنہا کہ صوفیاء
آں را مطلوب می گویند باعتبار خصوصیت بعض افراد مطلوب اند وآں نوامیس
نیست یعنی زبان شرع از آں ساکت است بلکہ لسان حال از جہت خصوصیت
فردیت تقاضائے آں کردہ وکلام شارع ہرگز برآں محمول نیست نہ صریحاً نہ اشارۃً
مگر کسے بطریق بعید از خلاصہ ایں کلام مفہوم می شود کہ شریعت چیزے دیگر است
وفناء وبقاء وغیرہ مطالب صوفیہ چیزے دیگر کہ مستفاد از شرع نیست مگر
بطریق اعتبار وحق نزدِ فقیر آں است کہ فناء وبقاء وغیرہ مطالب صوفیہ صراحۃً
از شرع ثابت است چراکہ مطالب عمدہ صوفیہ چند است یکے تصفیہ قلب از
تعلق بماسوی اللہ تعالیٰ و استہلاک در ذکر اللہ تعالیٰ بحدیکہ ذاکر نفس خود را
بلکہ ذکر را ہم فراموش کند و ایں حالت را در زبان تصوف بہ یاد داشت و دوام
حضور وفنائے قلب تعبیر می کنند و در زبانِ شرع باحسان تعبیر می کنند قال
علیہ السلام اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ

فائدہ نیراک[1] مولوی رومی می فرماید۔

دفتر صوفی، سواد و حرف نیست ٭ جز دل اسپید ہم چوں برف نیست

و سرور پیغمبراں ازیں جامی فرماید اَلَا اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ[1] و آنچہ در حدیث وارد شدہ کہ بندہ چوں گناہ می کند نقطہ سودا بر دلش نہادہ می شود تا آنکہ سیاہی تمام قلب را در گیرد و ضد ہمیں صلاح قلب است دوم تزکیہ نفس از اخلاق رذیلہ و تحلیہ آں باوصاف حمیدہ و ایں را بزبان تصوف بفنا و بقار نفس تعبیر می کنند و بحرمت اخلاق رذیلہ و وجوب اخلاق حمیدہ شرع باعلائے صوت ناطق است تا بحدیکہ اعمال جوارح را در جنب آں ہیچ اعتبار نداشتہ نماز و مانند آں بریا بدوں اخلاص داخل لہو است و اکثر اعمال مباحہ بہ نیت نیک موجب اجر و از مقامات قرب گردد کہ صوفیہ واصلہ در تحصیل آں ہستند پیغمبر علیہ السلام تنصیص می فرماید لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ الْحَدِیْثَ[3] الخ ایں حدیث را ارباب وحدت وجود و شہود ہر یک بحسب فہم خود حل می کنند و کلمہ لایزال دلالت دارد بر عدم تناہی درجات قرب پس ازیں مطالب صوفیہ صریح از شرع ثابت می شود بنفس اعتبار پس آنچہ متکلم گفتہ کہ غیر از شرع ثابت شدہ ہیچ چیز مطلوب نیست صحیح است کہ بعض متکلماں بر بعضے چیزہا کہ شرع بداں ناطق است عمل نکردہ باشند چنانچہ بعض مردم را حج میسر نشدہ ہم چنیں بعضے کساں را فنائے قلب و نفس میسر نگشتہ و آنچہ صوفی گفتہ

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل اول [2] مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۱ کتاب البیوع

[3] مشکوٰۃ باب ذکر اللہ والتقرب الیہ فصل اول

کہ اصل مطلوب فنا۔ و بقا و استہلاک است و دیگر احکام کہ شرع بداں ناطق

است در جنب ایں اعتبار ندارد ایں ہم حق است چہ نماز و روزہ بدون اخلاص

ہیچ فائدہ ندارد و مرتبہ احسان از مراتب اسلام در زبان شرع تحقق دارد پس

صورت نوعیہ انسان کہ بلسان حال شرع را مبدا۔ فیاض التماس کردہ اول فنائے

قلب ونفس را التماس نمودہ گوید ظاہر بعضے افراد را ایں دولت میسر نگشتہ

چنانچہ بعض دیگر را دولت اعمال ظاہری بلکہ ایمان ہم میسر نشدہ لَقَدْ خَلَقْنَا

الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ یعنی

استعداد انسانی عالی است تقاضائے شرع می کند فی احسن تقویم از آں کنایت

باشد و چوں بعضے مردم آں استعداد را ضائع کردند بر اسفل السافلین مردود و

گشتند خصوصیت افراد را در تحصیل کمالات دخل است نہ در اصل اقتضاء بالجملہ

آنچہ شیخ فرمودہ کہ افراط در مقدمات انسلاخ و استہلاک و مشغول شدن

ہرکس و ناکس باں داء عضال است در ملت مصطفویہ در فہم ناقص فقیر نمی آید

قولہ علیہ السلام[1] اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ حکم عام

است جمیع افراد انسان را۔

حاشیہ وصیت پنجم

فقیر محمد ثناء اللہ گوید کہ آنچہ حضرت شیخ را در بطلانِ مذہب امامیہ انکار

جناب رسالت علیہ السلام القاشدہ و واضح گشتہ کہ عقیدہ شاں مستلزم انکار

ختم نبوت است بطریق تواتر بریں فقیر ہم واضح شدہ کہ فقیر آں را در شمشیر برہنہ

باستیعاب نوشتہ فَمَنْ شَآءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْهِ و آنچہ حضرت شیخ در

---

[1] الجامع الصغیر صفحہ ۵۴

ات قطعیت ائمہ اثنا عشر نوشتہ ایں مضمون را حضرت ربانی قطب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در شرح بیت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نوشتہ اینست بیت

افلت شموس الاولین وشمسنا ٭ ابدًا علی افق العلی لا تغرب

فقیر آں را در شمشیر برہنہ نوشتہ لیکن آنچہ حضرت شیخ فرمود کہ در مشاجرات اصحابہ مردم دو صنف، خطا کردہ اند و نسبت خطا، چنانچہ ملاعنان وطاعنان کردہ ہم چنیں نسبت خطا بآں جماعہ کردہ کہ ایشاں گماں می کنند کہ ایشاں با ہم سینہ صاف بودند ہرگز مشاجرات میاں ایشاں نگزشتہ وگفتہ کہ ایں وہم صرف ومخالف نقل مستفیض است در زعم فقیر در ایں تخطیہ شیخ خطا کردہ است و حق آنست کہ صحابہ کرام باہم سینہ صاف بودند کلام اللہ تعالیٰ شاہد ایں مثال است قال اللہ تعالیٰ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وقال اللہ تعالیٰ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مَا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ونقل مستفیض دلالت می کند بر مشاجرات ظاہری آنہا نہ برکینہ ہائے سینہ آں بزرگاں ومشاجرۂ ظاہری برکینہ ہائے سینوی دلالت ندارد واگر بعض احادیث بر فردے معین از اصحاب دلالت کند کہ او با علی کرم اللہ وجہہ بغض می داشت گو بدرجہ صحت رسد حدیث احاد است موجب قطع نمی شود ممکن نیست کہ تاویل در آں جاری نباشد باز آں حکم بر اکثر نمی شود بلکہ ظاہر آنست کہ ایں مشاجرات بنا بر خطاء اجتہادی بودہ باشد چنانچہ اختلافات شافعی و حنفی واگر ایں ہمہ مشاجرات بر خطاء صرف مبنی باشد طلحہؓ وزبیرؓ کہ در مقابلۂ علی مرتضیٰ در جنگ جمل کشتہ شدند آنہا را شہید نگفتہ شود چنانچہ بغاۃ را شہید نمی تواں گفت حالانکہ بعض حدیث صحیح شہادت آنہا ثابت شدہ قال علیہ السلام فانہما

عَلَیْكَ نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَہِیْدٌ [1] ولہذا حضرت مجدد الف ثانی
بر کسے کہ ایں خطار را خطار منکر گفتہ رد و انکار فرمودہ و آنچہ شیخ فرمود کہ اگر
از بعض عوام اصحاب ممکن کہ چیزہا بوجود آمدہ باشد کہ اگر از دیگراں مثل آں
بوجود آید مورد طعن و جرح گردد اما ما مامور یم بکف لسان از مساوی شان و
ممنوعیم از سب وطعن ایشان تعبداً برائے مصلحتے و ایں مصلحت آں است کہ در
جرح ایشاں روایت پیغمبر اسلام منقطع گردد و در انقطاع روایت برہم خوردن ملت
است ایں تمام عبارت در عقل ناقص ایں ناقص العقل معقول نمی شود وجہ تفرقہ
میاں صحابہ کہ ذکر کردہ از اصلی معتمد ظاہر نمی شود و آنچہ در غیر اصحاب موجب
جرح و طعن باشد چرا در اصحاب موجب جرح وطعن نباشد حدود و تعزیرات چنانچہ
در غیر صحابہ جاری است در صحابہ نیز جاری گشتہ پس تلقی امت بر قول وحدیث جمیع
از صحابہ مبنی برآں نیست کہ موجب طعن در آنہا یافتہ شد لیکن بنا بر مصلحتے طعن از
آنہا مفقود است ولہذا آں حضرت علیہ السلام فرمودہ "خیر القرون قرنی" و حق
تعالیٰ فرمودہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس و اہل جماعہ گفتہ الصحابۃ کلہم عدول
واگر بالفرض موجب رد حدیث در آنہا یافتہ شود وحدیث آنہا بر مصلحتے رد نکرد
شود در آں صورت کدام اعتماد بر آنہا باقی ماند خبرے کہ در واقع منقطع است
قابل اعتماد نیست آں را منقطع نگفتن و معتمد علیہ دانستن موجب کمال خلل است
در دین کما لا یخفی پس کف اللسان از مساوی آنہا مبنی است
ستر بودن آنہا از مساوی ولہذا در حق آں جماعہ آمدہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم
اہتدیتم نہ آنکہ باوجود مساوی بکف اللسان مامور یم چرا کہ بایں چنیں کف اللسان
در حق جمیع امت مامور یم و از غیبت ہمہ مسلمانان ممنوعیم۔

---

[1] در مشکوٰۃ از ابی ہریرہ روایت است۔

حاشیہ وصیت ہفتم

فقیر محمد ثناء اللہ گوید مقصود ازیں سراسر اقتدار و محبت است مر آں سرور را علیہ السلام و در بعضے چیزہا در ترک ایں وصیت ارتکاب لوم و معصیت است چنانچہ در اسراف شادیہا و ماتمہا لیکن لباس چادر و ازار و نعل و مانند آں دریں وقت موجب انگشت نمائی است و پیغمبر علیہ السلام از انگشت نمائی منع فرمودہ حیث قال حسب امرأ من الشر ان یشار الیہ بالاصابع فی دینہ او دنیاہ پس باید کہ لباس مثل عوام مومناں پوشد و آنچہ عمرؓ برائے پوشیدن ازار و چادر و نعل فرمودہ است درآں وقت ہمیں عادۃ عام مومناں بود موجب امتیاز و انگشت نمائی نبود فافترقا۔

المقالۃ الوضیہ فی النصیحۃ والوصیۃ

شاہ ولی اللہ کا مشہور وصیّت نامہ

مؤلفہ: شاہ ولی اللہ دہلوی

مترجمہ: محمد ایوب قادری

فہرستِ مضامین

قرآن عظیم

تفسیر جلالین

بخاری و مسلم وغیرہ

مشکوٰۃ

(۷) وصیتِ ہفتم

اتباع عرب اوّل

نکاح بیوگان

مہر کا زیادہ باندھنا

مراسم شادی

مراسم موت

عربی زبان و دینی علوم

(۸) وصیتِ ہشتم

تبلیغ سلام بہ حضرت عیسٰی علیہ السلام

الحمد لله ملهم الحکم و مفیض النعم والصلوٰۃ والسلام علی سید العرب والعجم وعلی الٰہ وصحبہٖ اھل الفضل والکرم۔

اس کے بعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ چند کلمات ہیں جو میں اپنی اولاد اور دوستوں کو وصیت کرتا ہوں اور اس کا نام المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ رکھا ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل وھو الھادی الی سواء السبیل۔

وصیّتِ اوّل

کتاب وسُنّت کی پیروی

اس فقیر کی پہلی وصیت ہے کہ اعتقاد و عمل میں کتاب (قرآن کریم) اور سُنّت پر مضبوطی سے قائم رہے اور ہمیشہ ان دونوں میں غور و فکر کرے اور دونوں میں سے کچھ نہ کچھ روزانہ پڑھتا رہے اور اگر پڑھنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو دونوں میں سے کسی کا ایک ورق کا ترجمہ سُنے۔

عقائد اہلِ سُنّت وجماعت

عقائد میں متقدمین اہلِ سنت کا مذہب اختیار کرے اور جن باتوں کی تفصیل و تفتیش متقدمین نے نہیں کی ہے اس سے احتراز کرے اور شک و شبہات کی طرف توجہ نہ کرے اور فروعی مسائل میں ان علمائے محدثین کی پیروی کرے جو فقہ و حدیث دونوں کے جامع ہوں اور ہمیشہ فقہی مسائل کو کتاب وسُنّت سے ملاتا رہے جو موافق ہوں انھیں قبول کرے اور جو خلاف ہوں انھیں ترک کر دے اور امت کو کسی وقت بھی قیاسیہ مسائل میں کتاب وسُنّت سے استغناء حاصل نہیں ہے اور ایسے رجعت پسند

فقہا کی بات کو نہیں سننا چاہیے اور ان کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیے کہ جنھوں نے کسی ایک عالم کی تقلید کو اختیار کر لیا ہو اور سنت کو ترک کر دیا ہو اور ان سے دور رہنے میں خدا کا قرب سمجھنا چاہیے۔

وصیّتِ دوم

امر بالمعروف امر معروف کے متعلق جو بات میرے دل میں ہے وہ یہ ہے کہ فرائض اور شعائر اسلام کے لئے سختی سے امر معروف کرے اور گناہ کبیرہ کو سختی سے منع کرے اور جو لوگ کہ اس سلسلہ میں تساہل کریں ان سے میل جول نہ رکھے اور ان کا دشمن بنے اور ان تمام احکام میں جن میں متقدمین کا اختلاف رہا ہے امر معروف اور نہی منکر کا آگاہ کر دینا ہے اور بس یہی کافی ہے اور سختی مناسب نہیں ہے۔

وصیّتِ سوم

متصوفین اس زمانے کے مشائخ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے اور نہ ان کا مرید ہونا چاہیے کیونکہ وہ مختلف قسم کی بدعات میں مبتلا ہیں اور عوام کے غلو اور کرامات سے دھوکے میں نہ آئے کیونکہ عوام کا غلو بر بنائے رسم ہے اور رسم و رسمیہ کو حقیقت سے کوئی نسبت نہیں ہے باستثنائے چند اس زمانے میں سب کرامت فروشوں نے طلسمات اور شعبدہ بازی کو کرامات سمجھ لیا ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سب سے بڑی کرامت دل کے حال پر مطلع ہونا اور آئندہ کے واقعات کا بتانا ہے۔

نجوم دل کے حال اور آئندہ کے واقعات معلوم کرنے کے بہت سے طریقے ہیں، ان طریقوں میں سے علم نجوم اور رمل کا "باب ضمیر" بھی ہے (جس سے دل کا حال معلوم ہوتا ہے) یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ نجوم میں ستاروں کی خانہ کشی اور رمل میں

زائچہ کا کھینچنا ضروری ہے اس کے بغیر کچھ معلوم نہیں ہو سکتا ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جب ماہر نجوم نے معلوم کر لیا کہ دن کے دقائق میں سے اس وقت کون سا دقیقہ ہے اس سے اس کا ذہن طالع (افق شرقی کے مقابل کے بُرج) کی طرف رجوع ہوتا ہے اور تمام خانے اور ستاروں کے مقامات (بروج) اس کے ذہن کے سامنے آجاتے ہیں گویا ستاروں کے بروج کے درجات طالع اس کے سامنے موجود ہوتے ہیں۔

رمل اسی طرح رمل کا ماہر بعض وقت اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ میں نے فلاں انگلی کو لحیان (رمل کی پہلی شکل) اور فلاں انگلی کو فلاں شکل قرار دیا ہے اور وہ اپنے ذہن میں نقشہ جماتا ہے کہ ان شکلوں سے کیا شکلیں پیدا ہوتی ہیں یہاں تک کہ زائچہ گویا اس کے سامنے ہوتا ہے۔

کہانت اسی طرح کہانت (پیشینگوئی) اور اس کی قسمیں ہیں اور یہ فن بہت وسعت رکھتا ہے کبھی کبھی جنوں کو حاضر کر کے اور کبھی کبھی ان کی بغیر حاضری کے یہ عمل ہوتا ہے)

طلسم من جملہ ان کے باب طلسم ہے کہ ستاروں کی قوتوں کو ایک صورت میں مقید کر لیتے ہیں اور اس سے دلوں کا حال معلوم کرتے ہیں۔

اعمال جوگیہ اسی طرح جوگیوں کے اعمال ہیں کہ جوگیوں کے بعض اعمال میں دلوں کے حال معلوم کرنے اور آئندہ کے واقعات بتانے کی بہت خاصیت ہوتی ہے جو اس کی تحقیق کا ارادہ رکھتا ہے وہ ان فنون کی کتابوں کی طرف رجوع کرے

نیرنجات کسی کام پر ہمت باندھنا، خوفناک شکل بن جانا اور کسی کے دل پر دل رکھنا (محبت کرنا) اور طالب کو قبضہ میں کرنا، یہ سب چیزیں نیرنجات کے فنون ہیں کئی اعمال ایسے ہیں جو ان کاموں تک پہنچا دیتے ہیں صلاح و فجور، سعادت و شقاوت اور مقبول و مردود ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اسی طرح وجد، شوق

قدر اضطراب کی حالتوں کو حاضرین میں پہنچا دینا حیوانی قوت کی تیزی کے سبب سے ہوتا ہے اسی لئے جس میں حیوانی قوت زیادہ ہوتی ہے اس کا وجد زیادہ ہوتا ہے۔

ہاں یہ اعمال و احوال نیک نیتی کے ساتھ بعض صالحین بھی کرتے ہیں اور اس قدر کام ان لوگوں کی کرامات میں شمار نہیں ہوتا ہے جیسا کہ چھپا ہوا نہیں ہے اور ہم نے بہت سے بھولے بھالے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب وہ یہ اعمال کسی شیخ سے حاصل کرتے ہیں تو وہ ان کو عین کرامات سمجھتے ہیں۔

اتباعِ شریعت اس کا علاج یہ ہے کہ حدیث کی کتابیں مثلاً صحیح بخاری، مسلم سنن ابوداؤد، ترمذی اور حنفی و شافعی فقہ کی کتابیں پڑھے اور ظاہر سنت پر عمل کرے اور اگر خدا تعالیٰ اس کے دل میں شوق صادق پیدا کر دے اور اس راستے کی طلب غالب ہو جائے تو کتاب عوارف میں آداب نماز، روزہ، ذکر اور معموری اوقات کا جو بیان ہے اس کو اختیار کرے اور رسائل نقش بندیہ میں "یادداشت" حاصل کرنے کے جو طریقے ہیں (ان کو دیکھے) ان بزرگوں نے ان دونوں باتوں (نور عبادت اور نسبت یادداشت) کو ایسے صاف طریقے سے لکھا ہے کہ کسی مرشد کی تلقین کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی ہے۔

صحبتِ شیخ جب نور عبادت اور نسبت یادداشت کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اسی پر مستقیم رہے اسی دوران میں اگر کوئی ایسا بزرگ مل جائے کہ اس کی صحبت سے جذب و کیفیت پیدا ہو اور اس کی صحبت کی تاثیر کا لوگوں کے قلوب پر اثر ہو تو اس کی صحبت اختیار کرے تاکہ وہ حالت جو ہونی چاہیئے وہ اس کی عادت بن جائے اس کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرے اور اس ملکہ (کیفیت) میں مشغول رہے اس زمانے میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے الا ماشاء اللہ جو ہر حیثیت سے صاحب کمال ہو اگر وہ ایک وجہ سے صاحب کمال ہے تو دوسری وجہ سے

معطل ہے پس اس سے اسی کمال کو حاصل کرنا چاہئے اور دوسری چیزوں سے صرف
نظر کرنی چاہیئے جو صاف ہے اسے لے لے اور جو گرد آلود ہے اسے چھوڑ دے۔

صوفیا رکرام کی نسبتیں بہت غنیمت ہیں اور ان کے رسوم کی کوئی قیمت نہیں ہے
اور یہ بات بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگی مگر مجھے جو حکم ہے اسی کے مطابق کہنا چاہیئے
اور زید وعمرو کے کہنے کے مطابق نہ چلنا چاہیئے۔

وصیّتِ چہارم

صوفیاء معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم میں اور اہل زمانہ میں اختلاف ہے صوفی
منش حضرات کہتے ہیں کہ اصلی مطلوب فنار ولقار و استہلاک (جذب
ہو جانا) اور انسلاخ (ختم ہو جانا) ہے اور شرع میں معاش کا لحاظ اور عبادت بدنیہ
کے ادا کرنے کا جو حکم وارد ہوا ہے وہ اس لئے ہے کہ ہر شخص اس مطلوب (فنار و بقار)
کو بجا نہیں لاسکتا ہے جس چیز کا کل حاصل نہیں کر سکتے اس کا کل بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے
اور شارع نے اصل (مطلوب) کا بیان خواص کے لئے فرمایا ہے۔

متکلمین متکلمین کہتے ہیں کہ شریعت کے علاوہ جو کچھ ہے وہ مطلوب ہی نہیں ہے
(بلکہ جو شریعت میں آیا ہے وہی مطلوب ہے) اور ہم کہتے ہیں کہ انسان کی
صورت نوعیہ کے اعتبار سے شریعت کے سوا اور کچھ مطلوب نہیں ہے۔

تخلیق نوع انسانی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نوع انسانی کی تخلیق اس طور
پر ہوئی ہے کہ وہ قوتِ ملکیہ اور بہیمیہ کا جامع ہے (اس میں
یہ دونوں قوتیں طبعی ہیں) اور اس کی سعادت اسی میں ہے کہ قوتِ ملکیہ کو قوی کرتا ہے
اور اس کی بدبختی اس میں ہے کہ وہ قوتِ بہیمیہ کو طاقت پہنچا دے۔

اس کی خلقت اس طور پر بھی ہوئی ہے کہ اس کا نفس اعمال و اخلاق کے مختلف

رنگوں کو اختیار کر لیتا ہے اور اپنی اصل میں شامل کر لیتا ہے اور مرنے کے بعد اپنے ساتھ لے جاتا ہے جیسے اس کا بدن غذا کی کیفیات کو قبول کر لیتا ہے اور اپنے میں ملا لیتا ہے اسی لئے وہ مرضِ تخمہ وتپ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور وہ اس طور پر بھی مخلوق ہوا ہے کہ حظیرۃ القدس (ملاء اعلیٰ) سے مل سکتا ہے اور وہاں سے الہام اور متعلقات الہام کو حاصل کر سکتا ہے اگر ملائکہ سے تعلق خاطر ہو گا تو مسرت وخوشی کی کیفیت حاصل ہو گی اور اگر ان سے نفرت ہے تو تنگی و وحشت ہو گی۔

بالجملہ چونکہ نوعِ انسانی فطرۃً اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو امراض نفسانیہ اکثر افراد کو تکلیف پہنچاتے ہیں حضرت حق سبحانہ نے محض اپنے فضل وکرم سے ان کی کارسازی فرمائی اور ان کے لئے نجات کا راستہ دکھایا اور غیب کی زبان کے ترجمان حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف سے ان کے پاس بھیجا تاکہ نعمت پوری ہو اور شانِ ربوبیت جو ازل میں ان کے پیدا کرنے کی مقتضی ہوئی دوبارہ ان کی دست گیری کرے۔

صورت نوعیہ (انسان) نے زبانِ حال سے مبدا فیاض سے شرع کو مانگا پس اس (شرع) کا حکم جمیع افراد پر انسان ہونے کی وجہ سے لازم ہے اور اس میں خصوصیتِ افراد کو کچھ دخل نہیں ہے اور افراد کی خصوصیت کے اعتبار سے فنار وبقار واستہلاک وغیرہ مطلوب ہوتا ہے کیونکہ بعض افراد نہایت علو وتجرد (اعلیٰ کردار وپاک بازی) میں مخلوق ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو اپنے راستہ کی رہنمائی فرما دیتا ہے وہ فطرت نہیں ہے بلکہ ایک شخص اس گروہ کی خصوصیت اور فردیت کی وجہ سے زبانِ حال سے (اس کا تقاضہ کرتا ہے) شارع کا کلام ہرگز اس معنی پر محمول نہیں ہے نہ صریحاً نہ اشارۃً، ہاں ایک گروہ نے شارع کے کلام سے یہ مطالب سمجھ لئے ہیں مثلاً کوئی لیلیٰ مجنوں کا قصہ سننے اور

اس کی ہر بات اپنی سرگزشت خیال کرتے اور اس کو ان کے عرف میں "اعتبار" کہتے ہیں۔

نتیجہ خلاصہ یہ کہ انسلاخ و استہلاک (فنا و بقا) کے مقدمات میں حدود سے متجاوز ہو جانا اور ہر کس و ناکس کا اس میں مشغول ہو جانا ملّت مصطفویہ میں ایک سخت مرض ہے خدا تعالیٰ اس پر رحم کرے کہ جو اس کو مٹانے میں کوشش کرے اگرچہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں اصلی و فطری استعدادات رکھتا ہو۔

اگرچہ یہ بات اس زمانے کے بہت سے صوفیوں کو ناگوار ہو گی لیکن مجھے جو ایک حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق میں کہتا ہوں زید و عمر سے مجھے مطلب نہیں ہے۔

وصیّت پنجم

صحابہ کرام کے متعلق اعتقاد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے متعلق ہمیں نیک اعتقاد رکھنا چاہیے اور ان کے مناقب کے سوا کوئی اور بات زبان پر نہیں لانی چاہیے اور اس مسئلہ میں لوگوں نے دو طرح سے خطا کی ہے ایک گروہ گمان کرتا ہے کہ وہ آپس میں صاف دل تھے اور ان کے آپس میں بالکل اختلافات نہیں ہوئے یہ صرف وہم ہے کیونکہ ان کے اختلافات پر واضح روایات گواہ ہیں اور ان واضح روایات کا انکار نہیں کر سکتے اور ایک گروہ نے جب ان چیزوں کو ان کی طرف منسوب دیکھا تو انھوں نے طعن و لعن کے ساتھ زبان کھولی اور وہ ہلاکت کی وادی میں گرے۔

فقیر کے دل میں یہ گزرا ہے کہ اگرچہ اصحاب معصوم نہ تھے اور ممکن ہے کہ ان میں سے بعض لوگوں سے کچھ ایسی چیزیں وجود میں بھی آئی ہوں کہ اگر اسی طرح کی چیزیں دوسروں (غیر صحابی) سے سرزد ہوتیں تو وہ مورد طعن و جرح ہوتے لیکن ہمیں حکم ہے کہ ہم ان (صحابہ کرام) کی برائیوں کے متعلق خاموش رہیں اور ہمیں ممانعت ہے کہ ہم

مصلحت کی وجہ سے نہ ان کو بُرا کہیں اور نہ طعن کریں اور وہ مصلحت یہ ہے کہ اگر ان کے متعلق جرح کرنے کا دروازہ کھل جائے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت منقطع ہو جاتی ہے اور روایت کے انقطاع ہونے میں ملت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور چونکہ ہر صحابی سے روایت لی جاتی ہے تو اکثر احادیث مسلسل بلا انقطاع چلی آتی ہیں اور امت پر جو اوامر شرعیہ ہیں وہ کسی دلیل ہی سے قائم ہوتے ہیں اور بعض (صحابہ) پر روایت میں جو جرح ہوتی ہے اس سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

امامیہ مذہب اس فقیر نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پُر فتوح سے سوال کیا کہ شیعوں کے بارے میں حضرت کیا فرماتے ہیں کیونکہ وہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور صحابہ (کرام) کو بُرا کہتے ہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوحانی کلام کی ایک نوعیت سے القا فرمایا کہ ان کا مذہب باطل ہے اور ان کے مذہب کا باطل ہونا لفظ "امام" سے معلوم ہوتا ہے جب مجھے اس حالت سے افاقہ ہوا تو میں نے لفظ "امام" کے متعلق غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان (شیعوں) کی اصطلاح میں امام معصوم ہوتا ہے اس کی اطاعت فرض اور وہ مخلوق کے لئے مقرر ہوتا ہے اور وہ امام کے حق میں باطنی وحی تجویز کرتے ہیں، حقیقت میں وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ زبان سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں۔

اہلِ بیت جس طرح کہ اصحاب کرام کے متعلق ہمیں نیک اعتقاد رکھنا چاہیئے اسی طرح اہلِ بیت کے متعلق اعتقاد رکھنا چاہیئے اور ان میں سے جو صالحین ہیں ان کی اور بھی تعظیم خاص کرنی چاہیئے، اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے لئے اندازہ رکھا ہے۔

ائمہ اثنا عشر اس فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ بارہ امام (ائمہ اثنا عشر) ایک نسبت کے قطب ہوئے ہیں اور تصوف کا رواج ان کے گزر جانے کے بعد ہی پیدا ہوا ہے اور عقیدہ و شرع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے علاوہ کسی دوسری چیز سے نہیں لے سکتے ہیں ان کی قطبیت ایک باطنی امر ہے اور امر شرعی سے اسے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان میں سے ہر ایک کے احکام و اشارات اپنے بعد آنے والے پر اسی قطبیت کی وجہ سے ہیں اور جو امور امامت کہے جاتے ہیں وہ بھی اسی قطبیت کی طرف راجع ہیں کہ وہ اپنے خالص دوستوں کو اس پر اطلاع دیتے تھے ایک مدت کے بعد کچھ لوگوں نے غور کیا تو ان کے اقوال کا مطلب دوسری طرح سے بیان کر دیا۔

وصیتِ ششم

طریقہ تعلیم طریقہ تعلیم تجربہ سے جو تحقیق ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے صرف و نحو کے چھوٹے چھوٹے تین یا چار رسالے طالب علم کے ذہن کے مطابق پڑھائے جائیں۔ اس کے بعد تاریخ یا حکمت عملی (ریاست مدن و اخلاق وغیرہ) کی کوئی کتاب پڑھائیں جو عربی زبان میں ہو۔ اور اسی درمیان میں کتب لغت کی ورق گردانی کرنا اور اس کے ذریعہ سے مشکل مقامات کو حل کرنا بھی بتا دیا جائے۔

موطا امام مالک جب عربی زبان پر قدرت حاصل ہو جائے تو موطا (امام مالک) بروایت یحییٰ بن یحییٰ مصمودی[1] پڑھائی جائے اور ہرگز اس کو نہ چھوڑیں کہ علم حدیث کی اصل ہے اور اس کے پڑھنے میں بہت سے فیوض ہیں اور ہمیں اس کا مسلسل سماع حاصل ہے۔

---

[1] یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی مالکی المتوفی ۲۳۴ھ

قرآنِ عظیم اس کے بعد قرآن عظیم پڑھائیں اور وہ اس طرح کہ بغیر تفسیر کے قرآن پڑھائیں البتہ ترجمہ پڑھائیں اور اس میں جہاں نحو یا شان نزول میں مشکل ہو تو وہاں توقف کرنا چاہیے اور تلاش کرنی چاہیے۔

تفسیرِ جلالین اس سبق کے بعد تفسیر جلالین نصاب کے مطابق پڑھائیں کہ اس طریقہ میں بہت فیض ہے۔

بخاری و مُسلم وغیرہ اس کے بعد ایک وقت میں کتب حدیث صحیحین (بخاری و مُسلم) وغیرہ کتب فقہ، عقائد اور سلوک اور دوسرے وقت میں کُتب دانشمندی مثلاً شرح ملا جامی اور قطبی پڑھائیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ اللہ توفیق دے۔

مشکوٰۃ اگر ہو سکے تو ایک روز مشکوٰۃ پڑھیں اور دوسرے دن طیبی کی شرح (مشکوٰۃ) کو اسی قدر پڑھیں جس قدر پہلے دن (مشکوٰۃ) پڑھی تھی اس میں بہت فائدہ ہے۔

وصیّتِ ہفتم

اتباعِ عربِ اوّل ہم لوگ مسافر ہیں کہ ہمارے بزرگ ہند-پاکستان میں مسافرانہ آئے ہیں عربی نسب اور عربی زبان دونوں پر ہمیں فخر ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں ہمیں سیدِ اوّلین و آخرین، افضل انبیاء و مرسلین فخرِ موجودات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات سے قریب کرتی ہیں اور اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے عرب اوّل کے عادات و رسوم کو نہ چھوڑیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل ہیں۔

عجم کے رسوم اور ہنود کے عادات کو اپنے معاشرہ میں باقی نہ رکھیں۔

اخرج البغوی عن ابی
عثمان النهدی قال اتانا
کتاب عمر بن الخطاب
رضی الله تعالیٰ عنه ونحن
باذربیجان مع عتبة بن
فرقد اما بعد" فاتزروا
وارتدوا وانتعلوا والقوا
الخفاف والقوانس اویلات
وعلیکم بلباس ابیکم اسمعیل
وایاکم والتنعم وزی العجم
وعلیکم بالشمس فانها حمام
العرب وتمعددوا واخشو
شنوا واخلولقوا، واعطو
الرکب وانزوا نزوا وارموا
الاغراض وفی روایة وانزوا
علی ظهور الخیل نزوا"

بغوی نے ابو عثمان نہدی سے روایت
کی ہے کہ ہمارے پاس (ابو عثمان کے پاس)
اس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا خط آیا جب ہم آذربائیجان میں عتبہ
بن فرقد کے ساتھ تھے (حمد و نعت کے بعد)
تہبند باندھو اور چادر اوڑھو اور نعلین
پہنو اور موزے چھوڑ دو اور پاجامہ
نہ پہنو اور اپنے باپ اسمٰعیل علیہ السلام
کا لباس اختیار کرو اور اپنے کو ناز و نعمت
اور عجمی شکل و صورت سے دور رکھو اور
دھوپ میں بیٹھا کرو کہ دھوپ عربوں کا
غسل ہے اور قوم معد کی طرح ہو جاؤ اور
سخت لباس (موٹا کپڑا) پہنو (جفاکش ہو
پرانا کپڑا پہننے کی عادت ڈالو اونٹوں کے
قافلے بناؤ اور جست کر کے گھوڑوں پر سوار
ہو اور تیر اندازی کی مشق کرو اور ایک روایت
یہ ہے کہ گھوڑوں کی پیٹھ پر کود کر سوار ہوا کرو

نکاح بیوگان

ہندوؤں کی یہ بھی ایک بری عادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا ہے تو اس کو اجازت نہیں ہوتی ہے کہ وہ دوسرا شوہر کرے یہ رسم عرب میں کبھی نہ تھی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہ آنحضرت کے زمانے میں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، خدا تعالیٰ اس شخص پر رحمت

ہے جو اس رسم کو مٹائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو سکے کہ عوام الناس سے (یہ مراسم) ختم کر سکے تو اپنے قبیلے میں عادات عرب کو جاری کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ان عادات کو بُرا سمجھنا چاہیئے اور ان کا دل سے دشمن ہونا چاہیئے کہ نہی منکر کا ادنیٰ مرتبہ یہی ہے۔

مہر کا زیادہ باندھنا ہم لوگوں کی ایک بُری عادت یہ ہے کہ بہت مہر مقرر کرتے ہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت (ازواج مطہرات) کا مہر جو ہم میں سب سے بہترین بارہ اوقیہ اور ایک نش مقرر فرمایا ہے جس کے پانچ سو درم ہوتے ہیں۔ اور جو عزت کہ ہمیں دین و دُنیا میں حاصل ہے اس کی انتہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی ہے۔

مراسم شادی ہم لوگوں کی بُری عادات میں سے ایک عادت خوشی کے مواقع پر فضول خرچی کا مد بہت سے رسوم کا مقرر کرنا بھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ اور عقیقہ کی دو خوشیاں مقرر فرمائی ہیں اور ان ہی دونوں کو اختیار کرنا چاہیئے اور ان کے سواسب کو ترک کرنا چاہیئے اور ان کا التزام و اہتمام نہیں کرنا چاہیئے۔

مراسم موت ہم لوگوں کی ایک بُری عادت غمی کے موقعہ پر فضول خرچی کرنا ہے سوئم، چہلم، شش ماہی اور سالانہ فاتحہ ان تمام چیزوں کا عرب اوّل میں وجود نہ تھا مصلحت یہ ہے کہ تین دن تک میت کے ورثاء کی تعزیت اور ایک شبانہ روز ان کو کھانا کھلانے کے سوا کوئی اور رسم نہیں ہونی چاہیئے تین دن کے بعد کنبہ کی عورتیں جمع ہوں اور میت کی (قرابت دار) عورتوں کے کپڑوں میں خوشبو لگائیں اور اگر میت کی بیوی ہے تو عدت گزارنے کے بعد سوگ ترک کرے۔

عربی زبان و دینی علوم ہم میں وہ شخص نیک بخت ہے جو عربی زبان، صرف، نحو اور کتب ادب سے مناسبت پیدا کرے

اور حدیث و قرآن میں درک حاصل کرے۔ فارسی اور ہندی کتابوں، شعر و شاعری، معقولات اور ان کے علاوہ جن چیزوں کو ضروری سمجھ رکھا ہے ان میں مشغول ہونا اور تاریخ کا مطالعہ اور بادشاہوں کے واقعات اور مشاجرات صحابہ کا ملاحظہ کرنا گمراہی در گمراہی ہے اگر رسم زمانہ کے مطابق ان چیزوں میں مشغول ہونا ضروری ہو تو یہ بہت ضروری ہے کہ ان کو علم دنیا سمجھے اور ان سے نفرت کرے اور استغفار و ندامت کا اظہار کرے اور ہمیں ضروری ہے کہ حرمین شریفین میں پہنچیں اور اپنے منہ کو ان آستانوں پر ملیں یہ ہماری سعادت ہے اور اس سے روگردانی کرنے میں ہماری بدبختی ہے۔

وصیت ہشتم

تبلیغ سلام بہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حدیث شریف میں آیا ہے :- ومَن ادرک منکم عیسٰی بنَ مریَم فلیقرأ مِنّی السلام (تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریمؑ کو پاوے تو چاہیئے کہ وہ میرا سلام پہنچائے) اس فقیر (شاہ ولی اللہ دہلویؒ) کی بڑی آرزو ہے کہ اگر حضرت روح اللہ (علیہ السلام) کا زمانہ پاوے تو پہلا شخص جو سلام پہنچاوے وہ میں ہوں اور اگر وہ زمانہ مجھے نہ ملے تو میری اولاد یا متبعین میں سے جو کوئی اس مبارک زمانے کو پاوے وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) سلام پہنچانے کی بہت آرزو کرے کیونکہ ہم لشکر محمدیہ کے آخری لشکر میں سے ہوں گے۔[1]

---

[1] ذکر ہذا الحدیث البرزنجی فی الاشاعۃ لاشراط الساعۃ صفحہ ۲۲۱ (مطبع مصر ۱۳۲۵ھ) وقال اخرجہ الحاکم عن انسؓ والشوکانی فی التوضیح نقلہ نواب صدیق حسن خاں فی حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ صفحہ ۴۲۹ (مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ)

توضیحات و حواشی

از قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

(م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء)

(اُردو ترجمہ[1])

---

[1] اس حصّہ کا اُردو ترجمہ دہلی سے بھی شائع ہوا تھا اس پر مترجم کا نام نہ تھا اور وہی ترجمہ ابناء سورتی (بمبئی) نے شائع کرایا تھا۔ ہم نے اسی ترجمہ پر فارسی متن کی روشنی میں نظرثانی کر لی ہے (محمد ایوب قادری)

توضیحات و حواشی

(۱) حاشیہ وصیتِ سوم (پیری و مریدی)

(۲) حاشیہ وصیتِ چہارم (اختلاف علمائے حال و قال)

(۳) حاشیہ وصیتِ پنجم (صحابہ کرام کے متعلق اعتقاد)

(۴) حاشیہ وصیتِ ہفتم (ممانعت رسوم عجم و ہند)

حاشیہ وصیّتِ سوم (پیری و مریدی)

فقیر محمّد ثنار اللہ کہتاہے کہ شیخ کی مراد اس نصیحت سے یہ نہیں ہے کہ اس زمانے کے سب درویشوں کا منکر ہو جانا چاہیئے اور ہرگز ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرنی چاہیئے اور درویشوں کے حق میں بدگمان ہو جانا چاہیئے اور ان کی کرامات کو بالعموم مکروفریب پر حمل کرنا چاہیئے اور ذوق وشوق اور اس حالت کی تاثیر کو جو حاضرین کے دلوں میں موثّر کر دیتے ہیں حیوانی قوت کی تیزی تصوّر کرنا چاہیئے اور بعض اچھے لوگ جو کسی نیک نیتی سے ان حالتوں کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس بات کو کرامت نہیں سمجھے بعض بیوقوف اس کو کرامت سمجھتے ہیں اور صرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور حنفی اور شافعی کے فقہ کی کتابیں پڑھنی چاہئیں پھر جو خداوند تعالیٰ سچا شوق عطا فرماوے تو آداب و اذکار اور پابندی اوقات کے لئے کتاب "عوارف المعارف" اور "یادداشت" پیدا کرنے کے لئے حضراتِ نقش بندیہ کے رسائل دیکھنے چاہئیں اور جب عبادت کے نور کی کیفیت اور "یادداشت" کی نسبت حاصل ہو جائے اس پر مواظبت کرنا چاہیئے کیونکہ اگر یہ معنی شیخ کے ہیں تو بس اس نصیحت کا سُنانا مخلوقات کو علم باطن کی تحصیل سے سراسر باز رکھتاہے جو انسان تمام عالم کی پیدائش سے اصلی مقصود ہے اللہ تعالیٰ فرماتاہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (ای لیعرفون)

اور میں نے نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر اس واسطے کہ میری عبادت کریں۔ (یعنی میری معرفت حاصل کریں)

اور حدیث قدسی ہے [1]

---

[1] ملاعلی قاری در کتاب موضوعات الموضوع فی الاحادیث الموضوع صفحہ ۲۰ (طبع محمدی لاہور) گفتہ لا اصل لہ

كُنتُ كَنزاً مَخفِيًّا فَاَحبَبتُ اَنْ اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَفَ۔ — میں تھا ایک پوشیدہ خزانہ پس میں نے دوست رکھا یہ کہ پہچانا جاؤں پس میں نے پیدا کیا جہان کو تاکہ میں پہچانا جاؤں۔

اس نصیحت کا سُنانے والا متقشف شیخ ہے جو لوگوں کو بخاری و مُسلم اور ہدایہ پڑھوا کر زہد خشک کی طرف بُلاتا ہے اگر اس طور پر خداشناسی حاصل ہوجاتی تو علم ظاہر کا ہر ایک عالم ولایت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا اور عوارف المعارف و رسائل حضرات نقشبندیہ کے مطالعہ سے اگر (دلی مقاصد) کا دروازہ کھُل جاتا تو مجذوبیت اور سالکیت کی نسبت حاصل کرنے کی ضرورت نہ پڑتی اور ذکر کی کثرت اور اوقات کی پابندی سے عبادت کا نور ہاتھ آجاتا ہے مگر دوام حضور اور یادداشت میسّر نہیں ہوتی ہے اور زہد خشک اور عبادت کے نور سے کب تک قربیت کے مراتب طے کرسکتا ہے حضرت مولوی معنوی رومؒ فرماتے ہیں ؎

سیر زاہد در شب یک روزہ راہ ÷ سیر عارف ہر شبے تا تخت شاہ

حضرات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم نے قربیت کا ادنیٰ مرتبہ خداوند تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پچاس ہزار برس کا راستہ قرار دیا ہے۔ قولہٗ

تَعرُجُ المَلٰئِکَۃُ وَالرُّوحُ اِلَیہِ فِی یَومٍ کَانَ مِقدَارُہٗ خَمسِینَ اَلفَ سَنَۃٍ۔ — فرشتے اور روح خداوند تعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں ہر روز جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا راستہ ہے۔

پس آدمی انسانی طبعی عمر میں عبادت میں کوشش کرنے سے اس قدر مسافت کب طے کرسکتا ہے بلکہ اس نصیحت کا کرنا درویشوں کی جماعت کی طرف بدگمانی کا سبب ہوگا اور قرآن وحدیث اور (بزرگوں) کے اقوال کے خلاف (ہوگا) بیت۔

ہر کرا جامہ پارسا بینی ÷ پارسادان و نیک مرد انگار

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ؛-

المومنونَ و المؤمنات ... مومنین اور مومنات اپنے اور دوسروں

بانفسہم خیرًا ۔ ... کے حق میں حُسنِ ظن رکھیں ۔

شیخ کی مراد یہ ہے کہ ہمیشہ علم لدنی کی طلب میں رہنا چاہیئے اور صوفیہ کرام کی نسبتوں کو غنیمت کبریٰ جاننا چاہیئے اور اہل اللہ کی تلاش کرنی چاہیئے پس ایسے بزرگ کو پالے اور جس کی صحبت جذبہ نسبت کی کُنجی ہو اور اس کی صحبت کی تاثیر خلقت کے دلوں میں جانشین ہوتی ہو تو اس سے صحبت رکھنی چاہیئے تاکہ مطلوبہ حالت یعنی "یادداشت" اور دوام حضور حاصل ہونے کی مہارت پیدا ہو جائے مگر علم لدنی ایک چھپی ہوئی چیز ہے اور حق باطل کے ساتھ مشتبہ ہے اور جس جگہ زیادہ نفع کی اُمید ہوتی ہے وہاں کثرت نقصان بھی اندیشہ ہوتا ہے اور جہاں کہیں خزانہ ہے سانپ اور چور کا احتمال ہوتا ہے اس واسطے بیعت کرنے اور کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دینے میں لازم ہے کہ جلدی نہ کرے ایسا نہ ہو کہ اس کا ہاتھ کسی شیطان کے ہاتھ میں پڑ جائے اور ہاتھ سے ایمان جاتا رہے جب تک پورا کامل و مکمل مرشد نہ ملے ہرگز مرید نہ ہووے اور یہ نصیحت صرف اس زمانے والے کیلئے نہیں ہے بلکہ اگلے بزرگوں نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے فرماتے ہیں بیت ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؎ پس بہر دستے نشاید داد دست

اور شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

تنگ دارد آں مرد در کیسہ در ؎ کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ؛-

الحزمُ سوءُ الظنِ [1] ... ہوشیاری بدگمانی ہے

علیہم تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ؛-

---

[1] الجامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۱۵۱ (طبع مصر ۱۳۲۱ھ)

اِنْ جاءکم فاسقٌ بِنبأٍ   اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر
فَتَبَيَّنُوا ۔   لاوے تو چھان بین کرو ۔

اس آیت، حدیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ مراد ہے کہ تمام مخلوق سے حُسنِ ظن رکھنے کے باوجود دھوکا نہیں کھانا چاہیے علم ظاہر و باطن کے حاصل کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے اور بغیر تحقیق غیر معتبرین سے دین حاصل نہ کرنا چاہیے ۔

اور شیخ کی مُراد یہ بھی ہے کہ پورے کامل مرشد کی تحقیق میں یہ دیکھنا شرط نہیں ہے کہ صاحب کرامات اور خطرات قلبی پر خبردار اور اہل ذوق وشوق ہو کیونکہ ان میں سے بعض چیزوں میں جوگی اور اہل فلسفہ بھی شرکت رکھتے ہیں اور یہ امور نیک بختی کی دلیل نہیں ہیں اور بعض دوسرے احتمالات بھی ہیں جن کو بیان نہ فرمایا لیکن حضرت نے یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ کونسی چیز ہے جو مرشد کے کامل و مکمل ہونے پر دلیل ہے اور اس کی طرف مرید رجوع ہو فقیر ولایت لکھتا ہے جان تو اے طالب (خدا تجھ کو نیک بخت کرے) پہلے چاہیے کہ مرشد کو شرع شریف اور قرآن مجید اور حدیث شریف پر عمل کرنے والا دیکھے تاکہ پرہیزگار کا اطلاق اس پر ممکن ہو کیونکہ حق تعالیٰ نے ولایت کو پرہیزگاری میں منحصر کر کے فرمایا ہے ۔

اِنْ اولیاؤہٗ الا المتقون   پرہیزگار خدا تعالیٰ کا دوست ہے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بعض اولیاء اللہ نے ملامت کئے جانے کا طریقہ اختیار کر رکھا تھا ظاہرا ان سے پرہیزگاری کی نشانی نظر نہیں آتی تھی اور بعض لوگوں کو ان سے باطنی فیوض پہنچے جواب دیا جائے گا کہ شاذ و نادر ہے اور کثرت کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور نیز شریعت اور عقل حکم کرتی ہیں کہ نفع کے حاصل کرنے سے نقصان کا احتمال ہو وہاں سے بھاگنا چاہیے اور جو شخص ظاہرا پرہیزگار کی صورت رکھتا ہو اس کی صحبت میں بیٹھنا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور نقصان کا

کمال وہاں نہیں پایا جاتا ہے چاہے اس سے فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے پھر اگر اس کی صحبت نے تاثیر کی اور وہ تاثیر علمائے ظاہر اور باطن کے نزدیک معتبر ہو ایسے شخص کی صحبت کو اکسیر سمجھنا چاہیئے اور غنیمت شمار کرنا چاہیئے اور اگر اس کی صحبت نے تاثیر نہیں کی یا وہ تاثیر بزرگوں کے نزدیک معتبر نہ ہو ان کی طرف نیک گمان رکھ کر انکی صحبت ترک کر دے اور کسی دوسرے سے خدا کا راستہ تلاش کرے کیونکہ مقصود خدا ہے نہ وہ مرد۔

رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ٭ وز تو نہ رمید کلفت آب گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش ٭ ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

اور اگر کوئی کہے جس تاثیر کو بزرگوں نے معتبر جانا ہے واضح طور پر بیان کرنا چاہیئے، کہا جائے گا کہ وہ تاثیر یہ ہے کہ اس کی صحبت میں ایسی حالت پیدا ہو کہ دل دنیا سے سرد ہو وے اور خدا تعالیٰ اور اس کے دوستوں کی محبت اور اچھے کام اور نیکی کی توفیق اور برے کاموں سے پرہیز اور بے زاری حاصل ہو جاوے اور اس کی صحبت سے بمقتضائے

اِذَا ذُکِرُوا ذُکِرَ اللہُ[1] جب یہ یاد کئے جاویں خدا یاد آوے

اور ہمیشگی کی حضوری نصیب ہو جائے اور خدا کی یاد میں تسلی اور دل جمعی ہاتھ آوے اور جس قدر اچھے کام کرے اور اس سے جو نسبت اور حالت اس کو حاصل ہو اس میں قوت معلوم ہو اور اس شخص سے جس قدر معصیت ظاہر ہوتی ہو اس سے اس کو تنگ دلی اور بے اطمینانی پیدا ہو اور جو نسبت اور حالت کہ اس بزرگ سے اس کو ہاتھ لگی تھی وہ دور ہو جاوے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

اِذَا اَسَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَ جب خوش کرے تجھ کو تیری کوئی نیکی اور

اَسَاءَتْكَ سَیِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ ناخوش کرے تجھ کو تیری کوئی بدی تو تو

---

[1] یعنی خدا کے فرمانبردار سے خوش اور نافرمان سے ناخوش رہنا۔

تو مومن ہے۔

اس تسلی اور تشنگی سے مراد ہے کہ ایسے بزرگ کو جس کی صحبت یہ تاثیرات رکھتی ہو، مرد کامل جاننا چاہیئے کیونکہ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا پابند اور خدا شناسی کے لئے فائدہ بخشنے والا اور عبادت کی طرف نزدیک کرنے والا اور گناہوں سے باز رکھنے والا اور نکمی عادتوں، گھمنڈ، برائی، ریا، حسد، کینہ، مال و دولت کی محبت اور ایسی ہی چیزوں کا دور کرنے والا اور اچھی عادات، حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اور اخلاص، صبر، شکر، رضا، دنیا اور اس جیسے سے بچنے کے لئے مفید ہیں۔ ایسا کامل مکمل شخص اگر مل جائے تو اس کی صحبت کو غنیمت جاننا چاہیئے اور اپنے کو

کالمیّتِ بَیْنَ یَدَی الغسّال جیسے مُردہ نہلانے والوں کے ہاتھ میں

اس کے اختیار میں دے دینا چاہیئے اور جو حالات وکیفیات پیدا ہوں ان کو شریعت کی ترازو میں تولنا چاہیئے اگر شریعت اس کو قبول کرے تو قبول کرنا چاہیئے، اور اگر شرع اس کو رد کرے تو رد کرنا چاہیئے۔ اور وجد وشوق وغیرہ حالات جو بے اختیار ظہور میں آویں اس میں وہ معذور ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اپنے قصد وارادہ سے ان حرکات میں سے کوئی حرکت نہ کرتا ہو جن کو عقل وشرع پسند نہیں کرتے اور بزرگوں نے ان باتوں کو پسند نہیں کیا ہے اور جھوٹوں کا اعتبار نہیں اور کون سی خوبی اور خوش نیتی اس میں ہوگی کہ پاگلوں کی حرکتوں کو عقل مند لوگ اپنے اوپر جائز رکھیں یہی ہے جو شیخ نے فرمایا کہ صوفیار کے رسوم محض بے اعتبار ہیں۔

لہ درمشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم بایں لفظ مذکور است "خیار عباد اللہ الذین اذا رأوا ذکر اللہ" الحدیث

حاشیہ وصیت چہارم (اختلاف علمائے حال وقال)

فقیر محمد ثناء اللہ کہتا ہے کہ شیخ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ صوفیہ فنار و بقا کو اصلی مقصود جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شارع نے اس کو خاص لوگوں کے واسطے فرمایا ہے اور ظاہری شریعت عام لوگوں کے لئے۔ اور متکلمین کا قول ہے کہ شرع کے فرمان کے سوا اور کوئی چیز مقصود نہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ ظاہری شریعت کہ متکلمین جس کے قائل ہیں وہ انسانی صورت نوعیہ کا مقتضی ہے (یعنی جب کہ وہ انسان انسانی صورت میں ہے اس پر شریعت کے ظاہری احکام جاری رہیں گے اور انسان میں صورت نوعیہ ہونے کی وجہ سے سب آدمی (عوام وخواص) برابر ہیں اور افراد کی صورت نوعیہ کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے اور فنار و بقار اور استہلاک وغیرہ کہ جن کو صوفیار کرام مقصود قرار دیتے ہیں وہ بعض افراد کی خصوصیت کے اعتبار سے مطلوب ہوتے ہیں وہ شریعت کا حکم نہیں ہے یعنی زبانِ شرع اس سلسلہ میں خاموش ہے بلکہ فرد کی خصوصیت کی وجہ سے حالات اس کے متقاضی ہوتے ہیں اور شارع کا کلام صراحتاً یا اشارۃً اس پر محمول نہیں ہے شاید کوئی اعتبار کے طور پر سمجھ جائے۔ (شاہ صاحب) کے اس کلام کا خلاصہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ شریعت اور چیز ہے اور فنار و بقار وغیرہ صوفیار کرام کے مطالب اور چیز جو شرع سے حاصل نہیں کئے گئے مگر اعتبار کے طور پر اور فقیر کے نزدیک حق یہ ہے کہ صوفیار کرام کے مطالب فنار و بقار وغیرہ شرع سے صراحۃً ثابت ہیں کیونکہ صوفیار کرام کے چند عمدہ مطالب ہیں پہلا تصفیۂ قلب یعنی اللہ کے سوا دوسری چیزوں سے دل کو بے تعلق کرنا اور اس کی یاد میں ہلاک ہو جانا یہاں تک کہ یاد کرنے والا اپنے کو بلکہ یاد کرنا بھی بھول جائے اور اس حالت کا نام صوفیائے کرام کے نزدیک "یادداشت" اور "دوام حضور" اور "فنائے قلب" ہے اور شرع کی زبان میں اس کا نام احسان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

اَنْ تَعبدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ[1]

(احسان یہ ہے) کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے گویا تو اس کو دیکھتا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا ہے تو وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں :۔

دفتر صوفی سواد و حرف نیست ✤ جز دلِ اسپید ہم چوں برف نیست

اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسی موقعہ پر ارشاد فرماتے ہیں[2]

اَلَا اِنَّ فِی جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

جان تو بے شک آدمی کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس وقت وہ درست ہوتا ہے درست ہوتا ہے تمام جسم اور جب وہ فاسد ہوتا ہے تو فاسد ہوتا ہے تمام جسم، جان لے کہ وہ دل ہے

اور دوسری حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی تمام دل کو گھیر لیتی ہے اور اس کی ضد قلب کی صفائی ہے دوسرے اخلاق رذیلہ سے نفس کو پاک کرنا اور اچھی عادتوں کے ساتھ آراستہ و پیراستہ کرنا اور تصوف کی زبان میں اس کو نفس کے فنا اور بقا سے تعبیر کرتے ہیں اخلاق رذیلہ کی حرمت اور اخلاق حمیدہ کے وجوب کو شرع زور شور سے ثابت کر رہی ہے یہاں تک کہ ہاتھ پیر وغیرہ کے اعمال اس سلسلہ میں بالکل بے اعتبار ہیں، ریا یعنی دکھانے کی نماز وغیرہ جس میں اخلاص نہ ہو وہ داخل لہو ہے اور اکثر مباح اعمال جو نیک نیتی سے کئے جاتے ہیں جزائے نیک اور مقامات طے کرنے کی قربت کے سبب ہو جاتے ہیں جن کو

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل اوّل

[2] مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۱ کتاب البیوع

صوفیائے کرام کرتے رہتے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام متوکد فرماتے ہیں [1]

لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ	میرا بندہ میری طرف ہمیشہ قریب ڈھونڈتا
بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا	ہے نفل عبادتوں کے ساتھ یہاں تک کہ میں
اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ	اس سے محبت کرتا ہوں پھر جو میں اس سے
یَسْمَعُ بِیْ الخ	محبت کرتا ہوں ہو جاتا ہوں اس کا کان کہ
	وہ سنتا ہے مجھ سے آخر حدیث تک۔

اس حدیث سے وحدت وجود اور وحدت شہود والوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق مطالب لگائے ہیں اور لا یزال کا کلمہ قربیت کے لئے بے انتہا درجہ پر دلالت کرتا ہے پس اس سے صوفیائے کرام کے مطالب شرع سے اعتبار کے ساتھ ثابت ہیں پس متکلمین نے جو کہا کہ مطالب مذکورہ شرع سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے بے مطلب ہیں درست ہے کیونکہ بعض متکلمین نے شریعت کے بعض احکام پر کہ شرع نے جس پر حکم کیا ہے، عمل نہیں کیا ہوگا جیسا کہ بعض آدمیوں کو حج میسر نہ ہوا ایسے ہی بعض لوگوں کو تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس نصیب نہ ہوا اور صوفی نے جو کہا ہے کہ فنا اور بقا اور استہلاک اصلی مقصود ہے اور دوسرے شرعی احکام اس کے مقابلہ میں کچھ اعتبار نہیں رکھتے یہ حق ہے کیونکہ بغیر اخلاص کے نماز روزہ کچھ فائدہ نہیں بخشتے اور احسان کا درجہ اسلام کے مراتب سے از روئے شرع فوقیت رکھتا ہے انسان کی صورت نوعیہ نے زبان حال سے مبدا فیاض سے شرع کو مانگا تو اس میں سب سے پہلے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس ہی ہے اگرچہ ظاہر میں بعض لوگوں کو یہ دولت نصیب نہ ہوئی جیسا کہ دوسرے بعض آدمیوں کو ظاہری اعمال بلکہ ایمان بھی میسر نہ ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ	البتہ پیدا کیا ہم نے انسان کو نہایت اچھی

---

[1] مشکوٰۃ باب ذکر اللہ والتقرب الیہ فصل اول

تَقْوِیْم ثُمَّ رَدَدْنَاہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ۔ صورت کے ساتھ لیں کر دیا ہم نے اس کو سب سے بڑا مردود (یعنی جب کافر ہوا اسلامی فطرت کو ضائع کر ڈالا)

یعنی انسان کی استعداد بڑی ہے شرع ایسا تقاضا کرتی ہے جو فی احسن تقویم کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور چونکہ بعض لوگوں نے اس استعداد کو ضائع کر دیا ہے اس لئے اسفل السافلین میں گرائے گئے کمالات کے حاصل کرنے میں افراد کی خصوصیت کو دخل ہے اصل اقتضا میں نہیں ہے، حاصل کلام شیخ نے جو فرمایا کہ انسلاخ اور استہلاک کے مقدمات میں افراط اور ہر کس و ناکس کا اس میں مشغول ہونا ملت مصطفویہ میں ایک بڑا مرض ہے) فقیر کی ناقص سمجھ میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد[1]

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ خدا کا ذکر زیادہ کرو یہاں تک کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں۔

کُل انسانوں کے لئے عام حکم ہے۔

حاشیہ وصیت پنجم (صحابہ کرام کے متعلق اعتقاد)

فقیر محمد ثناء اللہ کہتا ہے کہ امامیہ مذہب کے جھوٹے ہونے کی بابت حضرت شیخ کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ واضح طور پر معلوم ہوا ہے کہ ان کا عقیدہ نبوت کے ختم کا انکار لازم کرتا ہے فقیر پر بھی اسی طریقہ پر ظاہر ہوا ہے جس کو فقیر نے شمشیر برہنہ[2] میں پورے طور پر لکھ دیا ہے جو چاہے اس میں دیکھ لے اور حضرت شیخ نے جو کچھ ائمہ اثنا عشر کے قطب ہونے کے ثبوت کی بابت تحریر فرمایا ہے اس مضمون کو جناب امام ربانی

---

[1] الجامع الصغیر صفحہ ۵۴

[2] قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی ایک تصنیف کا نام ہے۔

قطب ربانی مجدد الف ثانی رحؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ کی بیت کی شرح
میں ارقام فرمایا ہے :-

آفلتْ شموسُ الاوّلینَ وشمسُنا
ابدًا علی اُفقِ العُلیٰ لاتغربُ

(اگلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا
آفتاب بلندی کے کنارے پر ہمیشہ رہے گا
اور غروب نہ ہو گا)

اور فقیر نے یہ بھی "شمشیر برہنہ" میں لکھا ہے لیکن حضرت شیخ نے جو فرمایا کہ اصحاب
کے آپس کے اختلافات میں آدمیوں کے دو گروہوں نے خطا کی ہے اور انھوں نے لعنت
اور طعنہ کرنے والوں کو جیسا خاطی فرمایا ہے ویسے ہی ان کو جو یہ گمان کرتے ہیں کہ
سب اصحاب آپس میں صاف دل تھے اور ہرگز ان کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں
ہوا ہے خطا کار تصور فرمایا اور یہ بیان کیا کہ ان کا یہ گمان سراسر وہم اور مشہور حدیث
کے ساتھ مخالفت کرنا ہے فقیر گمان کرتا ہے کہ ان کو خطا کار ٹھہرانے میں شیخ نے خطا کی
ہے اور حق یہ ہے کہ یہ اصحاب کرام آپس میں صاف دل تھے قرآن مجید اس امر کا شاہد
ہے جناب باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

رحماء بینہم ..... آپس میں رحم دل ہیں ......

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِھِم لَو مَا اَنفَقتَ مَا فِی الاَرضِ جَمِیعًا مَّآ اَلَّفتَ بَینَ قُلُوبِھِم وَلٰکِنَّ اللہَ اَلَّفَ بَینَھُم ۝

اور ان کے دلوں کے درمیان خدا تعالیٰ نے الفت ڈال دی اگر تم خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سب کے سب ہرگز تم ان کے آپس میں الفت پیدا نہیں کرا سکتے مگر یہ کہ

خدا تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت
ڈال دی ۔

اور مشہور حدیث ان کے ظاہری اختلافات پر دلالت کرتی ہے اور نہ ان بزرگوں کے سینہ کے کینہ پر، اور ظاہری اختلاف سینہ کے کینوں پر دلالت نہیں کرتا ہے اور اگر بعض حدیثیں اصحاب کرام میں سے کسی خاص بزرگ پر یہ دلالت کرتی ہیں کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھتے تھے اگرچہ یہ صحت کے درجہ کو پہنچی ہو مگر حدیث آحاد ہے جو لقین کرنے کا سبب نہیں ہو سکتی اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اس میں تاویل نہ ہو سکے پھر وہ حکم اکثر پر نہیں بلکہ ایک بزرگ پر لگایا جا سکتا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ اختلافات اجتہادی خطا سے ہوئے ہیں جیسے حنفی اور شافعی مذہب کے اختلافی مسائل ہیں اور اگر ان تمام اختلافات کو محض خطا پر مبنی سمجھا جاتے تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ میں جمل کی لڑائی میں شہید ہوئے ہیں شہید نہیں ہوں گے کیونکہ باغیوں کو شہید نہیں کہہ سکتے حالانکہ بعض صحیح احادیث سے ان کی شہادت ثابت ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا [1]

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ ۔

(مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حرا پہاڑ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ تھے یکایک ایک پتھر ہلنے لگا حضرت نے فرمایا مت ہل کیونکہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور

---

[1] در مشکوٰۃ از ابوہریرہ روایت است ۔

ایک شہید ہیں)

اور اس وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اس شخص کا کہ جس نے اس خطا کو خطائے منکر کہا ہے ردّ و انکار فرمایا ہے اور شیخ نے جو یہ فرمایا کہ اگرچہ بعض عوام صحابہ سے ممکن ہے کہ ایسی چیزیں وقوع میں آئی ہوں کہ اگر ان جیسی چیزیں اوروں سے سرزد ہوتیں تو ان پر طعن و جرح کیا جا سکتا لیکن ہم مامور ہیں کہ ان کی برائیوں سے زبان روکیں اور ہم ایک مصلحت کی وجہ سے ان کو برا کہنے اور طعن کرنے سے منع کئے گئے ہیں اور وہ مصلحت یہ ہے کہ ان پر جرح کرنے سے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت منقطع ہوتی ہے اور روایت کے منقطع ہونے سے دین کی خرابی ہے یہ سب عبارت اس ناقص العقل کی ناقص عقل میں نہیں آتی ہے صحابہ کرام کا باہمی نزاع جو مذکور ہوا کسی معتبر ذریعہ سے ثابت نہیں ہے جو بات غیر اصحاب میں جرح اور طعن کا سبب ہو کیوں اصحاب کرام میں طعن اور جرح کا سبب نہ ہوگی ؟ حدود اور تعزیرات جیسے غیر اصحاب میں جاری ہیں ویسے ہی اصحاب کرام میں جاری ہوئیں پس یہ کہنا کہ اصحاب کبار میں سے ایک جماعت کی حدیثیں امت نے اس وجہ سے مانیں کہ اگرچہ ان پر طعن کرنے کے اسباب بھی پائے جاتے تھے مگر کسی مصلحت سے وہ طعن موقوف رکھا گیا صحیح نہیں بلکہ درحقیقت ان پر طعن کرنے کا سبب نہیں پایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

خَیْرُ الْقُرُونِ قَرْنِیْ الخ — سب زمانوں سے اچھا میرا زمانہ ہے

اور حق سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ — ہو تم اچھے گروہ نکالے گئے ہو واسطے آدمیوں کے ۔

اور اس پر اجماع ہو چکا ہے ۔

اَلصَّحَابَۃُ کُلُّہُمْ عُدُوْلٌ   اصحاب کبار سب کے سب عادل ہیں۔

اور اگر یوں ہی مان لیا جائے کہ حدیث شریف کے رد کرنے کی علت بعض اصحاب کبار میں پائی جاتی ہے اور کسی مصلحت کی وجہ سے ان کی مروجہ حدیثیں رد نہیں کی جاتیں اس صورت میں ان پر کون سا اعتبار باقی رہے گا جو خبر حقیقت میں منقطع ہے اور اعتبار کے لائق نہیں ہے اس کو منقطع نہ کہنا اور اس پر اعتبار کرنا گویا دین میں پورے طور پر خلل پیدا کرنا ہے جیسا کہ عقلمندوں پر پوشیدہ نہیں پس ان کی برائی سے کف لسان کرنا ان کے پاک ہونے کی دلیل ہے ان کی شان میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ   میرے اصحاب سب کے سب ستاروں کے مانند ہیں پس تم نے جس کی بھی پیروی کی ہدایت نصیب ہوئی۔

نہ یہ کہ باوجود ان کی برائیوں کے برائی کے ساتھ ان کو یاد نہ کرنے کے لئے ہم حکم کئے گئے کیونکہ محض برائی کے ساتھ یاد نہ کرنے کا تو عام حکم ہے کہ ہم کسی مسلمان کو امت میں سے برا نہ کہیں اور تمام مسلمانوں کی غیبت سے باز رہیں۔

حاشیہ وصیت ہفتم (مخالفت رسوم عجم و ہند)

فقیر محمد ثناء اللہ کہتا ہے کہ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا اقتداء کرنا اور سچی محبت پیدا کرنی ہے اور اس کی بعض باتوں پر عمل نہ کرنے سے جیسے شادی و غمی میں ناحق فضول خرچی کرنا ملامت کئے جانے اور گنہگار ہونے کا باعث ہے مگر پوشاک جیسے چادر، تہبند، نعلین اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اس زمانے میں انگشت نما ہونے کا سبب ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت نمائی سے منع فرمایا ہے جیسے یہ حدیث۔

حَسْبُ امْرَءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِيْ دِيْنِهٖ اَوْ دُنْيَاهُ۔

مرد کے لئے یہ کیا تھوڑی بُرائی ہے کہ اِشارہ کیا جائے اس کی طرف اُنگلیوں سے اس کے دین یا اس کی دُنیا میں۔

پس چاہیئے کہ عوام مومنوں کی طرح لباس پہنیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو تہبند، چادر، اور نعلین وغیرہ پہننے کے واسطے فرمایا تھا اس زمانے میں سب مُسلمانوں کی وہی عادت تھی لہذا امتیاز اور انگشت نمائی کا سبب نہ تھی پھر (لوگوں نے) فرق کرلیا۔

تصنیفِ رنگین

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ایک فارسی
رسالہ کا منظوم اردو ترجمہ

★

منظومہ:
سعادت یار خاں رنگین

مرتبہ:
محمد ایوب قادری

فہرست

دیباچہ

ایک رسالہ جناب حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ یعنی والد جناب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ نے واسطے اپنی آل و اولاد کے بطور وصیت کے فارسی نثر میں لکھا تھا دیں ولا بندہ رنگین نے اسے زبان ریختہ میں نظم کیا ہے سو وہ اس بیان میں ہے کہ لڑکا لڑکی جس روز سے کہ پیدا ہوں اور بوڑھے ہو کر مر جائیں تو ان کے وارث ان سے اس عرصہ میں رسم و رسوم بے ہودہ کو ترک کر کے کیا کیا معاملہ برتا کریں کہ وہ شرع شریف کے بموجب ہو اور خود بھی بحد بلوغ پہنچ کر کس طور سے اوقات بسر کریں کہ قیامت میں ماخوذ نہ ہوں اللہ ہر ایک کو توفیق دے کہ اس پر دھیان دھرے اور میرے حق میں دعائے خیر کرے۔

(سعادت یار خاں رنگین)

١- آغاز

١۔ یا الٰہی تو مجھ کو دے توفیق — نیک توفیق ہووے میری رفیق

٢۔ تا بنے مجھ سے دین کا کچھ کام — دل کو تسکین ہو، جی کو ہو آرام

٣۔ ہمیشہ دنیا سے دل اچٹ جاوے — صاف اِدھر سے اُدھر کو ہٹ جاوے

٤۔ بن ترے اور سے رکھے نہ یہ کار — رکھے تیرا ہی دھیان لیل و نہار

٥۔ جی میں ہے ایسی مثنوی کہوں ایک — پڑھ کے تعلیم ہووے[١] جس سے بد و نیک

٦۔ دو سو اور ساٹھ اس کے ہوں اشعار — بیش و کم ایک بھی نہ ہو زنہار

٧۔ اور ایسا کچھ اس کا ہووے بیان — جس سے احکام شرع ہوویں عیاں

٨۔ سو لکھا چاہتا ہوں یہ احوال — گوش دل سے سن اس کو کر کے خیال

٩۔ لڑکا جس روز سے کہ ہو پیدا — اور جی کر بہت وہ ہو بوڑھا

١٠۔ پیدا ہونے کے دن سے مرنے تک — لکھوں احوال اس کا میں یک یک

١١۔ جب وہ اس خاکداں سے جائے گزر — یعنی اپنی اجل سے جائے وہ مر

١٢۔ اتنے عرصہ میں وارث اس کے ساتھ — کریں کیا کیا مدام ہاتھوں ہاتھ

١٣۔ اس سے جو جو معاملہ ہے ضرور — شرع موجب لکھوں وہ تا مقدور

١٤۔ کروں تحقیق کر کے اس کو رقم — کہ نہ ہو بیش اس سے اور نہ کم

١٥۔ گرچہ جی میں یہ بات ہے ٹھانی — پر مجھے ہے یہ سخت حیرانی

١٦۔ کہ مسائل کا ہے بیان مشکل — اس پہ یوں ہی چلا نہ بیٹھے دل[٢]

١٧۔ ہیں مسائل، مقدمات دیں — علم فقہ و حدیث مجھ کو نہیں

---

[١] نصیحت حاصل کریں۔

[٢] بے ربط و بے دلیل باتیں نہ کرے۔

١٨۔ اس کے قابل نہیں ہے میری زباں　　نظم میں کس طرح کروں گا بیاں

١٩۔ کہہ گیا تھا قدیم ایک استاد　　وہ مجھے بر محل ہے آیا یاد

٢٠۔ "مثل من نیست در جہاں ثانی　　حرف خوانِ زلوحِ نادانی"

٢١۔ گرچہ حیران میں ہوں اے رنگیں　　پر مرے دل کو اس سے ہے تسکین

٢٢۔ کہ وہ میرا کریم ہے ستار　　وہی کر دے گا میرا بیڑا پار

٢٣۔ اس کا گر ہو کرم تو ہو سب کچھ　　اس کے بن فضل ہو سکے کب کچھ

٢٤۔ میں اسی فکر میں تھا گھبرایا　　کہ یہ میرے خیال میں آیا

٢٥۔ شاہ عبد العزیز کے والد　　ایک رسالہ گئے ہیں لکھ بے صد[1]

٢٦۔ ہے وصیت کے طور سے وہ تمام　　اس سے ہیں بہرہ مند خاص اور عام

٢٧۔ وہ کہیں سے جو میرے ہاتھ آوے　　تو مری آرزو نکل جاوے

٢٨۔ بارے مدت میں اب وہ ہاتھ آیا　　شکر للہ کہ سب وہ ہاتھ آیا

٢٩۔ جی میں آیا کہ نظم ہو جو یہ سب　　تو میرا حاصل اس سے ہو مطلب

٣٠۔ نثر یہ نظم ہو جو مجھ سے تمام　　تو سند سمجھیں اس کو خاص اور عام

٣١۔ عمل خیر یہ رہے مجھ سے　　عرض ہے اے کریم یہ تجھ سے

٣٢۔ جو پڑھے اس کو سر وہ کر نگا[2]　　مانگے رو رو کے میرے حق میں دعا

٣٣۔ اور تجھ کو بھی رحم آجاوے　　تو گنہ میرے عفو فرماوے

٣٤۔ کریں سب دوست میرے اس پہ عمل　　ان کی فہمید میں نہ آوے خلل

٣٥۔ میرے حق میں دعائے خیر کریں　　غصے ہو کر نہ مجھ سے بیر کریں

٣٦۔ جتنی میری ہے آل اور اولاد　　رکھے ہر ایک اس کو پڑھ کر یاد

---

[1] بے مثال۔
[2] عاجزی کے ساتھ۔

۳۷۔ سیر ہو ایک دم نہ اس سے کوئی | دیکھے باہر قدم نہ اس سے کوئی
۳۸۔ جو مسلمان ہے وہ مانے اسے | معتبر اور صحیح جانے اسے
۳۹۔ اس کے احکام جو کرے نہ قبول | اس سے راضی نہ ہوں خدا اور رسول
۴۰۔ اسی امید پر اٹھا کے قلم | اب تو کرتا ہوں اسکو یوں میں رقم

۲۔ بیان شرک [۱]

۴۱۔ ہے تجھے وقت فرصت آج اے دل | پہلے کر شرک کا علاج اے دل
۴۲۔ تجھ سے کہتا ہوں میں یہ بات ہے سچ | شرک آفت بڑی ہے اس سے بچ
۴۳۔ فکر اسلام میں تو رہ دائم | پہلے کر اپنے دین کو قائم
۴۴۔ وہی خالق ہے ٹھیک اس کو جان | وحدہٗ لاشریک اس کو جان
۴۵۔ کون پہنچا سکے ہے نفع و ضرر | التجا اس بن [۲] اور سے مت کر
۴۶۔ خیر و شر اس کی طرف سے ہی جان | اور کہنا کسی کا تو مت مان

۳۔ بیان رسومات خلق

۴۷۔ خلق میں ہے یہ رسم جس کا اسم | سو وہ ہے رسم ایک ہزاروں قسم
۴۸۔ رسم ہو خوب یا کہ ہو سے بری | پھیر دے تو گلے پہ سب کے چھری
۴۹۔ کیونکہ خرچ اس میں یا تو ہو گا مال | یا حرج ہو گا تجھ کو اس میں کمال
۵۰۔ ہیں بظاہر یہ دو ترے نقصان | نفع کی بات ہے اسے تو مان
۵۱۔ کر ارادہ تو پہلے فتوی کا | بن تو پھر پیرو اہل تقوی کا

---

[۱] عنوانات کی عبارت مختصر کر دی گئی ہے۔
[۲] سوا۔

۵۲۔ اپنی، فتویٰ ہے کر سب اوقات | لیک تقویٰ کا دھیان رکھ دن رات

۵۳۔ میرا مذہب ہے مذہب حنفی | سب پہ روشن ہے یہ جلی وخفی

۵۴۔ چاروں مذہب کو جانتا ہوں حق | لیک بھاتا ہے مجھ کو اس کا نسق

۵۵۔ سو میں اس کا بیان کرتا ہوں | خوب سا چھان چھان کرتا ہوں

۵۶۔ پر تو سننے کے کان پیدا کر | دین و دنیا کا مان پیدا کر

۵۷۔ سن کے اسکو نہ ہو کے بیٹھ تو سن | دھیان رکھ، گوش دل سے اسکو سن

۵۸۔ جب تو دار البقا کو جاوے گا | ثمر اس کا وہاں تو پاوے گا

۵۹۔ کر سب احکام شرع کو تو قبول | تاکہ خوش تجھ سے ہوں خدا اور رسول

۶۰۔ اب سن احکامِ شرع کا تو بیان | تاکہ ہو جائے سب وہ تجھ پہ عیاں

۴۔ بیان تولد اولاد

۶۱۔ جس کے پیدا ہو آل یا اولاد | اس کو لازم ہے وہ رکھے یہ یاد

۶۲۔ دے اذاں گوش راست میں یک بار | چپ میں تکبیر کو کرے اظہار

۶۳۔ سات دن تک کرے کچھ اور نہ ذکر | ساتویں دن کرے عقیقے کی فکر

۶۴۔ ہے جو لڑکا تو بکرے دو دو مے | ذبح للہ ان کو وہ کر دے

۶۵۔ اور جو لڑکی ہے تو ہے یوں نیک | بکرا بازار سے منگاوے ایک

۶۶۔ لیک ثابت ہوں اس کے ناک اور کان | کسی عضو اسکے میں نہ ہو نقصان

۶۷۔ احتیاط اس کی مثل قربانی | سنت انسان پر ہے اسے جانی

۶۸۔ شرط قربانی میں ہیں جو احکام | ان ہی شرطوں کو اس میں کر تو تمام

۱؎ تحقیق کے ساتھ ۲؎ عزت ۳؎ غافل
۴؎ بکرے کی جنس مراد ہے ۵؎ مسلمان

۶۹۔ نر و مادہ کا کچھ نہیں ہے فرق [1] کر لو اپنی چھری کو خوں میں غرق

۷۰۔ پہلے سنت عقیقہ تھا بہ صلاح اب اسے جان رکھ کہ ہے یہ مباح

۷۱۔ گر تو اس کو کرے تو ہے یہ خوب نہ کرے تو نہیں ہے کچھ معیوب

۷۲۔ اس کے سر پر سے اتریں جتنے بال وزن چاندی کے ساتھ انہیں کر ڈال

۷۳۔ دے فقیروں کو مستحب اسے جان کچھ یہ واجب نہیں ہے کہنا مان

۵۔ بچّہ کا اچھا نام رکھنا اور چھٹی کرنا

۷۴۔ ہو چکے جب کہ سب عقیقے کا قسم سوچ کر تب رکھ اس کا اچھا نام

۷۵۔ یعنی اچھوں کے نام پر ہو نام پر نہ ہو اس میں لفظ بخش [2] و غلام [3]

۷۶۔ اور جو نام خدا کے ہو ہمراہ تو نہایت ہی خوب ہے باللہ

۷۷۔ حق یہ بیٹے کا باپ پر ہے یقین ہے یہ بے شبہ اس میں فرق نہیں

۷۸۔ بس یہی ہے چھٹی [4] شریعت کی بات کہہ تجھ سے دی حقیقت کی

۶۔ بیان سال گرہ

۷۹۔ ہے یہ بے ہودہ کرنی سال گرہ مت کر اس کو یہ ہے وبال گرہ

۸۰۔ گھونگھرو بچوں کے پاؤں میں مت ڈال دے گا شیطان اس پہ ناچ کی تال

---

[1] ذبح کرنا [2] مثلاً پیر بخش، مدار بخش، حسین بخش وغیرہ

[3] مثلاً غلام غوث، غلام حسین و غلام حسن وغیرہ

[4] بچّے کی پیدائش کے چھ روز بعد زچہ اور بچّہ نہاتے ہیں نہانے کے لیے عام طور سے بُدھ یا پیر کا دن انتخاب کیا جاتا ہے مختلف قسم کی رسمیں ادا کی جاتی ہیں اس تقریب کو چھٹی کہا جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ رسوم دہلی از سیّد احمد بریلوی مرتبہ یوسف بخاری دہلوی صفحہ ۲۲۔۲۴ (ترقی اردو بورڈ و اردو اکیڈمی سندھ، کراچی ۱۹۶۲ء)

۷۔ بچّہ کو دُودھ پلانے کی مدّت

۸۱۔ اور جو تو چاہے دودھ اُن کا چھڑائے — تو یہ لازم ہے اسے تو نہ بڑھائے[1]

۸۲۔ لڑکا لڑکی کا ایک ہے احکام — کہ پئیں پونے دو برس وہ مدام

۸۳۔ یا پئیں دو برس تلک وہ شیر — ہے کتابوں میں یوں کیا تحریر

۸۴۔ شادی[2] اس کی کچھ نہیں ہے ضرور — دل سے کر ایسی واہیات کو دُور

۸۔ رسمِ بسم اللہ

۸۵۔ پانچوں سال میں گدا اور شاہ — طفل کو ہیں پڑھاتے بسم اللہ[3]

۸۶۔ شرع میں اس کا کچھ بیان نہیں — میں بیان کیا کروں زبان نہیں

۸۷۔ لیک مشہور خلق میں ہے یہ رسم — کرتے شادی ہیں اس کی ہر ہر قسم

۸۸۔ شرع میں اس کو کہتے ہیں اسراف — بس تجھے کہہ دیا یہ میں نے صاف

۸۹۔ کچھ کتابوں میں اس کا ذکر نہیں — اس لئے مجھ کو اس کی فکر نہیں

۹۰۔ ہاں وہ جب طفل پڑھ چکے قرآن — تب ہوں خوش قسمت سارے پیر و جواں

۹۱۔ کھانا مقدور بھر پکا للّٰہ — دیں کھلا خلق کو گدا اور شاہ

۹۲۔ اور اس بن کریں نہ کچھ زنہار — کہہ دیا اور کہوں گا پھر سو بار

---

[1] خوشی

[2] جب بچّہ کا دودھ چھڑایا جاتا ہے تو کھجوریں تلتے ہیں تمام رشتہ دار جمع ہوتے ہیں اور وہ کھجوریں بچّہ کے سامنے رکھتے ہیں جتنی کھجوریں بچّہ اٹھاتا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ اتنے ہی دن بچّہ ضد کرے گا پھر انعام وغیرہ تقسیم ہوتا ہے ملاحظہ ہو "رسوم دہلی" صفحہ ۴۶ ، ۴۷

[3] چار سال چار ماہ چار دن کی عمر ہونے پر بچّہ کی رسم بسم اللہ کی جاتی ہے اس کو دولہا بنایا جاتا ہے اور کسی بزرگ سے بسم اللہ پڑھوائی جاتی ہے شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے ملاحظہ ہو "رسوم دہلی" صفحہ ۵۲۔

[4] و اصلاح الرسوم از مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۲ (طبع دوم لکھنؤ) و "بہشتی زیور" حصہ ششم از [illegible] اشرف علی تھانوی صفحہ ۱۹ (مطبوعہ مکتبہ برہان دہلی)

٩۔ تاکید نماز

٩٣. گزریں جب سات سال تب ہے مفید — کریں اس کو نماز کی تاکید

٩٤. دس برس کے کو پھر نماز پڑھائیں — ماریں آپ اس کو اور مار دلائیں

١٠۔ بیان ختنہ

٩٥. ختنہ کرنا ہے سنّت اس کو کر — لیک حدِّ بلوغ کے اندر

٩٦. عذر ہو تو بلوغ کے بھی بعد — ہے اجازت تجھے تو کر لے سعد

٩٧. ہو مسلمان اگر کوئی ہندو — اس کا ختنہ ضرور ہی کر تو

٩٨. مطلق اس کے نہ کر تو سِن[١] کا خیال — ختنہ اس کا ضرور ہی کر ڈال

٩٩. عقل سے تیری گرچہ ہے یہ دُور — ختنہ پر اس بلاد میں ہے ضرور

١٠٠. اس کو کہتے ہیں شرع کے والی — مصلحت سے نہیں ہے یہ خالی[٢]

١١۔ آموختن کسب

١٠١. پہنچے حدِّ بلوغ کو جب وہ — اس کو لازم ہے یہ کرے تب وہ

١٠٢. سیکھے پہلے تو کسب کامل کو — تا معیشت سے چین ہو دل کو

١٠٣. سیکھیں وہ کسب جس کا ہووے رواج — تا کسی کا کبھی نہ ہو محتاج

١٠٤. کسب لیکن ہو کوئی کسب حلال — کرے ہرگز حرام کا نہ خیال

١٠٥. جب معیشت سے ہوئے اطمینان — تب کرے حکم شرع کا وہ دھیان

---

[١] عمر

[٢] ختنہ کے موقعہ پر بھی بچّہ کو دولہا بنایا جاتا ہے اور شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے ملاحظہ ہو رسوم دہلی صفحہ ٤٧-٤٩۔

۱۰۶۔ باندھے ہمت کی وہ کمر کو چست — کرے اسلام و دیں کو اپنے درست

۱۰۷۔ عقل کو اپنی کام فرماوے — کسی عالم کے پاس وہ جاوے

۱۰۸۔ پر وہ عالم کہ ہو نیک اوقات — سیکھے اس سے طریق صوم و صلوات

۱۰۹۔ شرک کو دور پر وہ دل سے کرے — کام اتنا ضرور دل سے کرے

۱۱۰۔ وہی مالک ہے ٹھیک اسے جانے — وحدہٗ لاشریک اسے جانے

۱۱۱۔ تیسوں روزے نماز، حج و زکات — بوقع وقع ہے وہ کرے دن رات

۱۱۲۔ سارے رسم و رسوم کو چھوڑے — جہل کے سب علوم کو چھوڑے

۱۱۳۔ جب شریعت کو کر چکے حاصل — تب اسے چاہیئے کہ وہ عاقل

۱۱۴۔ طلب حق کی پھر تلاش کرے — شوق حق میں بسر معاش کرے

۱۱۵۔ پھر کے سارے جہاں میں کر محنت — کرے ایسے سے جا کے وہ بیعت

۱۱۶۔ کہ شریعت سے جو ہو آگہ[1] خوب — اور طریقت میں وہ رہا ہو ڈوب

۱۱۷۔ اس کی حالت سے خوب ہو ماہر — دیکھ کے اس کا باطن و ظاہر

۱۱۸۔ ملے ایسا فقیر جب کامل — علم باطن کو اس سے کر حاصل

۱۱۹۔ صبر و شکر ہی کرے دن رات — اپنی یوں ہی بسر کرے اوقات

۱۲۰۔ کرے صبر اور شکر اتنا مدام — کہ وہ ہو جائے اس کا تکیہ کلام

۱۲۱۔ اس بن انسان کی کیا حقیقت ہے — گر نہ ہو یہ تو پھر فضیحت ہے

۱۲۲۔ اب مرے دل میں آسمانی ہے یہ — دولت اکسٹھ[2] برس میں پائی ہے یہ

۱۴۔ بیان نکاح

۱۲۳۔ شرع میں ہے نکاح کا یہ اصول — مرد و زن کرلیں ہم دگر کو قبول

۱؎ باتیں ۲؎ آگاہ ۳؎ عمل پیشہ ہو۔

۱۲۴۔ یعنی ایجاب اور قبول ہو جب — ہے مقرر نکاح ہوتا تب

۱۲۵۔ پر یہ شرط اس میں ہے کہ دو ہوں گواہ — تاکہ وہ شاہدی[1] بھریں للہ

۱۲۶۔ لیکن عورت اگر ہو مستورا — چاہیئے ایک وکیل اسے پورا

۱۲۷۔ پورا یہ ہے کہ مرد ہو دیں دار — یاد رکھے سخن کے اور نہ کرے تکرار

۱۲۸۔ شیرینی، جوڑے، ساچق[2] اور نوبت — روشنی مہندی[3] بد ہیں سب بکرت

۱۲۹۔ سہرا اور بدھی اور پان اور پھول — یہ جو رسمیں ہیں سب ہیں نامعقول

۱۳۰۔ ہے جو آرائش اس کو بھی بد جان — ناچ، تو جتنے بد ہیں، سب کی ہے جان

۱۳۱۔ ساری رسموں کو ہم دگر ہے میل — لغو چوتھی بھی ہے اسے بھی نہ کھیل

۱۳۲۔ خرچ کرنا ہی مال ہے منظور — تو یہ کر تو کہ ہے یہ بات ضرور

۱۳۳۔ جتنا مقدور ہو پکا کے طعام — بانٹ اس کو کہ کھائیں خاص اور عام

۱۳۴۔ کھانا بعد از نکاح کے ہے دیا — ہے رسالت مآب ﷺ نے بھی کیا

۱۳۵۔ سنت اس کو متوکدہ تو جان — اس سوا اور کچھ نہ کر اے جان

۱۳۶۔ عرب اس کو ولیمہ کہہ کے مدام — کھاتے تھے اور کھلاتے تھے وہ طعام

۱۳۷۔ خاص کے تو عمل کا ہے یہ نمط[4] — پر جو سمجھے ہیں عام، سو ہے غلط

۱۳۔ مقدار مہر

۱۳۸۔ مہر کا انتہا ہے دس ہی درم — مہر اس سے نہ باندھنا چاہیئے کم

---

[1] گواہی

[2] ساچق ترکی لفظ ہے حنا بندی کی رسم کو کہتے ہیں اس کو بری بھی کہتے ہیں۔ مختلف قسم کی مٹھائیاں بڑی مقدار میں اور جوڑے وغیرہ دولہا کی طرف سے دلہن کے یہاں جاتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے "رسومِ دہلی" صفحہ ۹۰۔۹۸ و "اصلاح الرسوم" صفحہ ۴۸۔۴۹۔

[3] ساچق کے بعد دلہن کی طرف سے دولہا کے یہاں مہندی، مٹھائی اور جوڑے وغیرہ آتے ہیں۔ ملاحظہ ہو "رسومِ دہلی" صفحہ ۹۹۔۱۰۱

[4] طریقہ

۱۳۹۔ دس درہم کی جو پوچھے مجھ سے تو بات | تو ہے دو تولے اور ماشے سات
۱۴۰۔ بلکہ افزوں ہے اس سے آدھا جو | میں نے ثابت کیا ہے کرنگ و دو
۱۴۱۔ اسکے ہوتے روپے ہیں پونے تین | اسمیں کچھ شک نہیں جان یقین
۱۴۲۔ اس سے باندھے جہاں تلک افزوں | اسمیں ہرگز نہیں چسرا اور چوں
۱۴۳۔ دینا ہوگا تجھے وہ قرض ہی جان | اپنے ذمہ پر اس کو قرض ہی جان
۱۴۴۔ جانے اپنا جہاں تلک مقدور | مہر اپنا باندھا تو اتنا ضرور
۱۴۵۔ مہر حد سے زیادہ نہ دھو امت | قرض کرنے پہ تو نہ کر جرأت

۱۴۔ ایامِ حیض میں مقاربت

۱۴۶۔ ہووے عورت جو حیض سے تو ڈر | اس سے ہرگز مقاربت مت کر
۱۴۷۔ پر جو ہو جائے ابتدا میں یہ کار | تو ہے کفارہ اس کا ایک دینار
۱۴۸۔ اور جو آخر میں ہو تو آدھا جان | ہے حدیثوں میں اسطرح بیان
۱۴۹۔ حنفی فقہ میں نہیں ہے لکھا | خوب تحقیق اس سے ہے میں نے کیا
۱۵۰۔ جس کو کہتے ہیں شرع میں دینار | سو وہ سونا ہے ماشے ساڑھے چار

۱۵۔ ایامِ حمل میں مقاربت

۱۵۱۔ جو تو چاہے کرے حمل میں یہ کام | تو رہے یہ خیال تجھ کو مدام
۱۵۲۔ کہ نہ ہو جب تلک اسے تکلیف | تب تلک شوق سے بن اس کا حریف
۱۵۳۔ یعنی عورت اگر ہو راضی یوں | تو پھر اے تاپتا تو ناحق کیوں
۱۵۴۔ نہ ہو اس کو تکلیف تو مت تھک | شوق سے کھیل کود بچنے تک

لہ بچہ کی پیدائش تک۔

۱۵۵۔ جب تلک اس کی ہو رضا مندی
شرع میں تب تلک نہیں بندی[1]

۱۵۶۔ جن[2] کے گر ہو نفاس میں عورت
اس سے بھی تو مقاربت کر مت

۱۶۔ وصیّت میّت

۱۵۷۔ مرتے دم جو کرے وصیّت خوب
دیکھ بدیا ہے اس کی نیت خوب

۱۵۸۔ گر وہ از روئے شرع کے ہے درست
تو کمر باندھ اپنی اس پر چست

۱۵۹۔ اور جو وہ غیر شرع ہو اے یار
تو اسے بھی تو بجا نہ لا زنہار

۱۶۰۔ لغو ہے وہ کلام بوچ اسے جان
کچھ کہے خلق تجھ کو مت مان

۱۷۔ بیان حالت نزع

۱۶۱۔ جس مسلمان کو ہو جاں کندن
اس کا تیار رکھے گور و کفن

۱۶۲۔ بیٹھا جو پاس اس کے ہو انساں
پڑھے وہ آپ کلمہ اور قرآں

۱۶۳۔ یا کرے اپنے منہ سے ذکر اللہ
اہل اسلام کی یہی ہے راہ

۱۶۴۔ کہ وہ طاقت جو اپنے میں پاوے
تو پڑھے ورنہ اس کو سن جاوے

۱۶۵۔ واسطے اس کے یہ بہت ہے مفید
در ایمان کی یہی ہے کلید

۱۶۶۔ پانی مانگے تو اس کو آب بھی دے
شہد بھی دے اسے گلاب بھی دے

۱۶۷۔ اور جو جو کہ ہو مناسب حال
دے بذوق اس کو کچھ نہیں ہے وبال

۱۸۔ بیان فوت شدن وگریہ وزاری کردن

۱۶۸۔ بعد پھر اس کے جب وہ مر جاوے
یعنی ہستی سے جب گزر جاوے

---

[1] پابندی [2] پیدائش کے بعد

۱۶۹۔ تو پھر اس کے ہوں جو کہ دوست حبیب — اور جو اقربا ہوں اس کے قریب

۱۷۰۔ وہ نہ ماتم کریں، اڑائیں نہ خاک — اور گریباں کریں نہ اپنے چاک

۱۷۱۔ کوٹیں سینہ نہ منہ پہ ماریں ہاتھ — روئیں پیٹیں نہ مِل کے سارے ساتھ

۱۷۲۔ اور منہ سے بیان بھی نہ کریں — سر پر اپنے وبال یہ نہ دھریں

۱۷۳۔ ساری باتیں یہ شرع میں ہیں حرام — ترک کر ان کو، تاکہ ہو آرام

۱۷۴۔ جو فقط اشک لائے آنکھ میں بھر — اس کو رونے دے منع تو مت کر

۱۹۔ بیان غسل وگور وکفن میّت

۱۷۵۔ اقربا مِل کے غسل دیں اے سب — غسل کا طور بھی بتا دوں اب

۱۷۶۔ تختہ نہلانے کا جو ہو موجود — اسکو سب دیں بخور عنبر و عود

۱۷۷۔ مستحب جان کر اسے کرنا — کہ سبھوں کو ہے آخرش مرنا

۱۷۸۔ پانی سادہ جو گرم ہو اے یار — پہلے تو غسل اس سے دے یک بار

۱۷۹۔ دوسرا غسل ایسے پانی سے دے — جوش جس میں ہوں پتے بیری کے

۱۸۰۔ تیسرا غسل اس سے دے، کر ہوش — ڈال کافور جو کیا ہو جوش

۱۸۱۔ غسل اس طرح سے ہے بہتر شے — ورنہ پانی فقط ہی کافی ہے

۲۰۔ بیان تیاریِ جنازہ

۱۸۲۔ غسل سے اس کے جب فراغت ہو — تب ملیں اسکے سات جا خوش بو

۱۸۳۔ دونو تلووں میں اور دونو زانو پر — دونو ہاتھوں پہ ساتویں بر سر

۱۸۴۔ اور کفن کو بھی تین بار بخور — مستحب ہے تو کیجو اس کو ضرور

۱۸۵۔ جس کو کہتے کفن ہیں اہلِ دین — سو مقرر وہ پارچے ہیں تین

۱۸۶۔ ایک کفنی ہے اور چادر دو — وہ یہ ہے، کہتے ہیں کفنی جس کو

۱۸۷۔ کفنی ہو سکے ضرور اتنی دراز — کہ چھپے آگے پیچھے ستر نماز

۱۸۸۔ ہو مہکتی وہ مارے خوش بو کے — نیچے تک ہوئے دونوں زانو کے

۱۸۹۔ چادریں اتنی ہوں تو خوب ہو کام — کہ لپیٹ جائے میت اس میں تمام

۱۹۰۔ کسی عورت کی گر وہ میت ہو — تو اسے پارچے دے افزوں دو

۱۹۱۔ ایک تو اوڑھنی ہو اتنی بڑی — کہ رہے اس کی چھاتیوں پہ پڑی

۱۹۲۔ پر لپیٹ اس میں آدھے آدھے بال — دیں اسے چھاتیوں پہ اس کی ڈال

۱۹۳۔ دوسرا سینہ بند ہو ایسا — تجھ سے کرتا ہوں میں بیاں جیسا

۱۹۴۔ یعنی زیر بغل سے تا ناف — پٹی اتنے بدن کے اوپر صاف

۱۹۵۔ پر کفن چاہیے کہ کیسا ہو — صاف میں کہہ دوں تجھ سے ایسا ہو

۱۹۶۔ جیسی اس کی ہو زیست کی پوشاک — اس سے قدرے نفیس ہو اور پاک

۱۹۷۔ مرد کے مردے واسطے اے یار — چارپائی ہی صرف ہے درکار

۱۹۸۔ نیک عورت کو ہوئے گہوارا[1] — تا نہ معلوم جسم ہو سارا

۱۹۹۔ عورتوں کے لیے ہے یہ بہتر — بندھے گہوارا چارپائی پر

۲۰۰۔ اس طرح جس طرح اسے نہلائیں — وہیں اس کو اٹھا کے وہ لے جائیں

۲۰۱۔ نہ تو شہدے بلائیں اور نہ کہار[2] — اپنے کاندھوں پہ لیں اٹھا سب یار

---

[1] چارپائی کی دونوں پٹیوں میں کھپچیاں باندھ کر جو محراب سی بنا دیتے ہیں اسے گہوارہ کہتے ہیں۔

[2] شہدے اور کہار جنازہ اٹھانے کے لیے بلائے جاتے تھے۔ شہدوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے "یہ دلی ہے" از یوسف بخاری دہلوی صفحہ ۱۷۷۔۱۸۷ (سعید اینڈ کمپنی کراچی ۱۹۶۳ء)

۲۰۲۔ اور صندوق و شامیانہ و فیل[1] — ہیں یہ سارے تکلفات ذلیل

۲۰۳۔ لکھیو تو مت جواب نامہ بھی[2] — لغو ہے یہ نہ کیجو اس کو کبھی

۲۰۴۔ روٹی توشہ کی اور جائے نماز — سب یہ رسمیں ہیں پوچ بندہ نواز

۲۰۵۔ جو جنازے کے ساتھ ہوں وہ ضرور — چلیں جلد اسکے ساتھ تا مقدور

۲۰۶۔ وہ جو اسکے ہوں اقربا اور خویش — رہیں گرد جنازہ وہ پس و پیش

۲۰۷۔ پر جسے عذر ہو وہ ناچار — چلے کچھ دور آسے ہو کے سوار

۲۱۔ بیان دفن کردن

۲۰۸۔ پڑھ جنازہ اسے زمیں میں دھریں — ہاتھوں ہاتھ اسکو یعنی دفن کریں

۲۰۹۔ پر یہ رکھنے میں ہے بڑی سنت — پہلوئے راست پر رہے میت

۲۱۰۔ ورنہ قبلہ کی سمت منہ ہو ضرور — تا بمقدور اس میں ہو نہ قصور

۲۱۱۔ گاڑنے دابنے میں رہ تو شریک — کہ شریعت کی رو سے ہے یہ ٹھیک

۲۱۲۔ اور جو یہ مٹی دینی ہے معروف — یہ بھی دے شوق سے نہ کر موقوف

۲۱۳۔ قل کے ڈھیلے[3] تو پڑھنے آئے نہیں — اور کسی نے مجھے بتائے نہیں

---

[1] اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ جنازہ خاص صندوق میں رکھا جاتا تھا اور قبر کے اوپر شامیانہ تانا جاتا تھا اور بسا اوقات جنازہ ہاتھی پر رکھا جاتا تھا (ملاحظہ ہو نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین کا مضمون "اعتدال" مشمولہ رسالہ کانفرنس متعلق تمدن و معاشرت مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور) اور بعض جاگیردار خاندانوں میں آج بھی یہ رواج موجود ہے چنانچہ اوچ (ضلع بہاولپور) کے دو سجادہ نشین بخاری اور گیلانی خاندانوں میں ان کے مردے صندوق میں دفن کئے جاتے ہیں، شامیانہ تاننے کا رد شاہ محمد اسحاق نے مائۃ مسائل میں کیا ہے (ملاحظہ ہو "مائۃ مسائل" صفحہ ۷۰۔۷۱)

[2] شاہ محمد اسحاق نے جواب نامہ لکھنے کا رد کیا ہے (ملاحظہ ہو مائۃ مسائل صفحہ ۱۰۶۔۱۰۷)

[3] دفن کے بعد ڈھیلوں پر قل ہو اللہ پڑھ کر پھونکتے ہیں اور ان ڈھیلوں سے قبر کو پاٹتے ہیں۔
(نور اللغات جلد سوم از نور الحسن نیر کاکوروی صفحہ ۶۵۳ جنرل پبلشنگ ہاؤس کراچی)

۲۱۴۔ وے اذاں بھی نہ قبر کے اوپر — کوئی دینے لگے تو منع نہ کر

۲۱۵۔ ہری ٹہنی سرہانے میں مت گاڑ — اور جو گاڑے کوئی تو تو نہ اکھاڑ

۲۱۶۔ قبر کے پھر سرہانے انگلی دھر — جو تو چاہے کہ کچھ پڑھے اس پہ

۲۱۷۔ پڑھ تو سورۂ بقر پہ مت بڑھ جا — اس پہ تا "مفلحون" تو پڑھ جا

۲۱۸۔ پڑھ تو پھر "آمن الرسول" تمام — پائنتی اس کے نیک ہے یہ کام

۲۱۹۔ پھر تو وہاں جتنے لوگ ہوئیں کھڑے — خواندے ناخواندے چھوٹے اور بڑے

۲۲۰۔ کریں سب مل کے اس کے حق میں دعا — کہ برحم اس سے پیش آئے خدا

۲۲۱۔ مغفرت اس کی حق سے چاہیں سب — دوستی اس سے یوں نباہیں سب

۲۲۲۔ تا کہ سن کر نکیرین سے اے جان — ہو سوال و جواب اسے آسان

۲۲ ـ معذرت خواہی

۲۲۳۔ تین دن تک جو معذرت کو آئے — تو وہ الفت سے ان کو یوں سمجھائے

۲۲۴۔ یعنی ہو بادشاہ یا درویش — سب کو آخر یہی ہے رہ درپیش

۲۲۵۔ اقربا کو یہ اس کے سمجھا کر — مغفرت اس کی چاہے گھگھیا کر[1]

۲۲۶۔ ارگجے[2] کا پیالہ نقل[3] اور پھول[4] — ہیں یہ تیجے[5] کے لغو سب معمول

---

[1] عاجزی کے ساتھ

[2] ارگجا اس مرکب خوشبو کا نام ہے جو برادۂ صندل، مشک، کافور، عنبر اور عرق گلاب سے تیار کر کے ایک پیالے کے اندر رکھی جاتی ہے۔

[3] نقل ایک قسم کی شیرینی جس کے اندر پستے یا چنے یا بادام رکھ کر گول گول لڈو بنا دیتے ہیں۔

[4] ارگجے کا پیالہ پھولوں کی بھری ہوئی رکابی میں رکھ کر ہر ایک فاتحہ خواں کے پاس جاتا ہے وہ ایک ایک پھول اٹھا کر اور اس پر سورۂ اخلاص پڑھ کر ارگجے کے پیالے میں ڈال دیتا ہے اور یہ سارا سامان معہ چادر گل مردہ کی قبر پر بھیج دیا جاتا ہے ملاحظہ ہو "رسوم دہلی" صفحہ ۱۶۳۔

[5] تیجے کو قل، پھول یا سیوم بھی کہتے ہیں۔

۲۳۔ بیان عدّت اور سوگ

۲۲۷۔ بیوہ ایک، دس دن اور مہینے چار — نہ کرے زینت اپنی کچھ زنہار

۲۲۸۔ حکم یوں ہے تو اس کو واجب جان — حکم کو مان ہے یہی ایمان

۲۲۹۔ زینت اپنی ہی کیا فقط نہ کرے — گھر سے باہر بھی وہ قدم نہ دھرے

۲۳۰۔ ایک سو تیس ۱۳۰ دن رکھے وہ سوگ — تین دن اور غم کریں سب لوگ

۲۳۱۔ بیوہ رہنا بھی کچھ نہیں ہے خوب — ہے یہ نزدیک شرع کے معیوب

۲۴۔ در بیان چہلم اور ششماہی وغیرہ

۲۳۲۔ سیوم اور چہلم اور شش ماہی — ہیں شریعت کی رو، یہ سب واہی

۲۳۳۔ اور جو دیوسہ[1] ہے سال کے بعد — اس کو بھی تو کیا نہ کر اے سعد

۲۳۴۔ شوق سے پڑھ درود اور قرآن — واسطے اس کے یہ مفید ہے جان

۲۳۵۔ اختلاف اس میں گو بہت سا ہے — پر تو پڑھ شوق سے کہ فتویٰ ہے

۲۳۶۔ پر نہ قرآن پیسے دے کے پڑھا — سر پہ اپنے گناہ یہ نہ چڑھا

۲۳۷۔ لے نہ حج اور نماز روزہ مول — در دوزخ کو اپنے منہ پہ نہ کھول

۲۳۸۔ ہے یہ دریافت ناکس و کس تک — اس کو پہنچے، اگر تو دے خس تک

۲۳۹۔ نقد پوشاک اور طعام اے سعد — ہو سکے جتنا دے تو اس کے بعد

۲۴۰۔ پر تجھے گر ثواب کی ہے امید — تو نہ رکھ سال و ماہ و روز کی قید

---

[1] مرنے کے دو برس بعد خاص مرنے کی تاریخ پر دیوسے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اس میں قریبی رشتہ دار، عام طور سے عورتیں جمع ہوتی ہیں فاتحہ دلائی جاتی ہے اور نیا جوڑا خیرات کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو "رسوم دہلی" صفحہ ۱۲۸۔

۲۴۱۔ قبر پر بعد دفن اگر پانی — چھڑکے، تو ہے مباح اے جانی
۲۴۲۔ اور کوئی بعد آکے پھر چھڑکے — تو یہ لازم ہے اس کو تو جھڑکے

۲۵۔ بیان قبر و شامیانہ و چراغ و روشنی

۲۴۳۔ قبر پر گچ نہ ہو، نہ ہو گنبد — اور نہ ہو سقف بھی کہ ہیں یہ بد
۲۴۴۔ قبر کچی ہی شرع کی ہے پسند — پر کہاں[1] گشت سے ہو نہ بلند
۲۴۵۔ شامیانہ بھی ایستادہ نہ کر — اور روشن چراغ کر کے نہ دھر
۲۴۶۔ قبر پر بیٹھنا بھی منع ہے صاف — اور چادر چڑھانی اور غلاف
۲۴۷۔ ہووے مسجد میں گر کوئی مدفون — تو نہایت ہی بات ہے یہ زبون
۲۴۸۔ کر دیا میں نے تجھ سے سب اظہار — آگے اب کر نہ کر تو ہے مختار

۲۶۔ خاتمہ

۲۴۹۔ جب رسالہ یہ نظم ہوا سارا — طور اس کا لگا مجھے پیارا
۲۵۰۔ ہیں بڑے مولوی رشید الدین — ہے انھوں کے سخن کا مجھ کو یقین
۲۵۱۔ جانتے ہیں انھوں کو خاص اور عام — پڑھ گیا آگے ان کے میں یہ تمام
۲۵۲۔ اس کو سنکر انھوں نے ہو کر شاد — آفریں میرے حق میں کی ارشاد
۲۵۳۔ جو ہو مسکر کرے نہ اس پہ عمل — اس کی جانو کہ ہے سمجھ میں خلل
۲۵۴۔ نظم دس[2] دن میں اسکو کر کے تمام — رکھا تصنیف رنگین اس کا نام

---

[1] کوہان

۲۷۔ قطعہ تاریخ

۲۵۵۔ اَب جو تاریخ کا تجھے ہے خیال — تو تجھے کہہ سناؤں میں فی الحال

۲۵۶۔ غصہ ہو کر تو مجھ پہ دانت نہ پیس — تھے ہزار اور دو سو انتالیس ۱۲۳۹ھ

۲۵۷۔ یہ ہی تاریخ ہے تو شوق سے گن — گیارہویں تھی رجب کی پیر کا دن

۲۵۸۔ سر کو بک بک کے مت پھرا رنگیںؔ — فائدہ ناشنو کو کچھ بھی نہیں

۲۵۹۔ بات سننے کی جس کو ہووے ہوس — تو اسے ایک حرف بھی ہے بس

۲۶۰۔ شعر کہنے کا آگے باندھ نہ ٹھاٹھ

کہ ہوئے شعر پورے دو سو ساٹھ (۲۶۰)

تمام شد نسخۂ اوّل سبع سیارہ رنگیں کہ مشہور بہ تصنیف رنگیں است تصنیف سعادت یار خاں رنگیں پسر محکم الدولہ طہماس بیگ خاں اعتقاد جنگ رومی بتاریخ یازدہم ربیع الثانی روز چہار شنبہ بوقت سہ پہر در شاہجہان آباد در عہد محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی سنہ ۲۷ جلوس سنہ ۱۲۴۳ ہجری بدستخط مصنف تحریر یافت۔

---

[1] سن نا سننے والا

توضیحات و حواشی

متعلقہ تصنیف رنگین

مرتبہ

محمد ایوب قادری

عنوانات

بیان شرک

سب سے بڑی اور نیکیوں کی جڑ توحید ہے........ اس کی بدولت انسان اپنی پوری توجہ کو غیب الغیب ذاتِ اقدس پر مرکوز رکھ سکتا ہے...... آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں جس کی موت توحید پر ہو بلا شرط جنت کی بشارت دی ہے[1] یاد رکھو کہ توحید کے چار[4] مختلف مفہوم ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود سمجھا جائے اس کے سوا کسی دوسری ہستی پر اس کے اطلاق کو جائز نہ سمجھا جائے۔

(۲) دوسرے یہ عقیدہ رکھنا کہ عرش و کرسی اور آسمان و زمین اور تمام کائنات کا اور جو ان میں ہے وہی ایک خالق ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے کوئی بھی اس تخلیق میں اس کا شریک و سہیم نہیں۔

(۳) یہ کہ زمین و آسمان میں اسی کو واحد تصرف کرنے والا مانا جائے

(۴) یہ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی بڑی سے بڑی ہستی کو بھی عبادت کا مستحق نہ سمجھا جائے[2]۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی (اُردو ترجمہ از مولانا عبدالرحیم) حصہ اوّل صفحہ ۳۴۵ (قومی کتب خانہ لاہور ۱۹۶۲ء) [2] ایضاً صفحہ ۳۴۶۔

شریعت نے غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے کو قطعاً حرام قرار دیا ہے[1]..... مشرک لوگ قضاء حوائج کے لئے غیر اللہ کو پکارتے تھے اور ان ہی سے شفار مریض اور افلاس دُور ہونے اور دُوسری تمیری مرادیں مانگتے تھے اس سلسلہ میں ان کے لئے مرادیں مانگتے اور تبرک کے طور پر ان کے نام جپتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس مشرکانہ عقیدہ کو مٹانے کے لئے یہ حکم دیا کہ وہ ہر نماز میں بلکہ ہر رکعت میں یہ کہا کریں" ایاک نعبدو ایاک نستعین" تاکہ توحید کا صحیح مفہوم ہر وقت ان کے پیش نظر رہے[2]۔ یہودی اور عیسائی اپنے علماء اور مشائخ کو ارباب من دون اللہ سمجھتے تھے۔ علماء اور مشائخ کو خدا سمجھنے کے یہ معنی ہیں کہ جس بات کو یہ لوگ جائز اور مشروع کہتے اس کو وہ جائز اور مشروع سمجھتے اور جس بات کو وہ ناجائز اور غیر مشروع بتلاتے اس کو وہ ناجائز اور غیر مشروع سمجھتے، علماء ومشائخ کی اندھی تقلید کرنے اور ان کی تحلیل اور تحریم کو عین خدائے بزرگ وبرتر کی تحریم وتحلیل خیال کرتے...... تحلیل وتحریم صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے بڑی سے بڑی ہستی کو بھی حق حاصل نہیں کہ وہ اس منصب کو اپنے ہاتھ میں لے، انبیاء اور رُسل کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی بات کو جائز اور مشروع، ناجائز اور غیر مشروع، ناجائز اور غیر مشروع کہیں ان کا منصب فقط احکام خدا جل وعلا کی تبلیغ کرنا ہے[3]۔ مشرک لوگ بتوں اور ستاروں کے نام پر ان کا تقرب اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جانور ذبح کرتے تھے اس کی دو صورتیں تھیں ایک یہ کہ ان ہی کا نام لے کر وہ قربانی کرتے تھے یا ان کے لئے ان کے نام پر جو یادگاریں بنائی گئی ہوتیں وہاں پر ذبح کرتے یا غیر اللہ کے نام پر جن کو وہ قابل پرستش سمجھتے تھے جانوروں کو کھلا چھوڑ دیتے تھے اسلام میں ان سب چیزوں کی تحریم اور ابطال فرمایا ہے[4]۔ شریعت نے غیر اللہ کے نام پر قسم کھانے سے

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی (اردو ترجمہ از مولانا عبدالرحیم) حصہ اول صفحہ ۳۵۷ (قومی کتب خانہ لاہور) [2] ایضاً صفحہ ۳۵۸ [3] ایضاً صفحہ ۳۵۹ [4] ایضاً صفحہ ۳۶۱۔

فرمایا ہے۔[۱] مشرکین بعض ایسے مقامات کا جن کا تعلق ان کی مُردہ مقدس ہستیوں کے ساتھ ہوتا ان کو مقدس اور متبرک سمجھ کر دُور دُور سے ان کی زیارت کے لئے جاتے اور اس زیارت کو خدا تعالیٰ کے قرب کا موجب خیال کرتے تھے شریعت نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا چنانچہ صحیحین کی ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سوائے تین مساجد کے کسی مقام کی زیارت کے لے سفر نہ کیا جائے اور وہ تین مساجد مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد بیت المقدس ہیں۔[۲]

بیانِ رسُوماتِ خلق[۳] رسوم کی اصلاح اور ان میں مناسب شکست و ریخت کرنا نازل شدہ شریعت میں ایک مقصود بالذات چیز ہوتی ہے (کیونکہ) بعض اوقات (یا اکثر اوقات) ان (رسوم) کے ساتھ باطل کی آمیزش ہو جاتی ہے اور عام طور پر حق اور باطل میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور کبھی ایسی قوم برسرِ اقتدار آجاتی ہے جو لوگوں کا مال اور حقوق غصب کرے اور رہزنی کرے اور کبھی یہ لوگ اعمال شہوانیہ کے کرنے پر مائل ہوتے ہیں بعض وقت ان میں کمائی کے ناجائز طریقے رواج پا جاتے ہیں مثلاً ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، سُود کھانا، یا ان میں مسرفانہ عادات پیدا ہو جاتی ہیں جو سوسائٹی کے لئے نہایت مضرّ ثابت ہوتی ہیں مثلاً شادی و غمی کے موقعہ پر فضول خرچی کرنا، اور لباس وغیرہ میں فیشن پرستی

---

[۱] حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی (اُردو ترجمہ از مولانا عبدالرحیم) حصہ اوّل صفحہ ۳۶۱ (قومی کتب خانہ لاہور ۱۹۴۲ء) [۲] ایضاً صفحہ ۳۶۱-۳۶۲۔ شرک کے رد میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے حفید سعید شاہ اسماعیل (شہید ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) کی کتاب تقویۃ الایمان اور اس خاندان کے دوسرے تربیت یافتہ علماء مثلاً مولوی خرم علی بلہوری (ف ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء) کی نصیحۃ المسلمین اور مولوی اولاد حسن قنوجی (ف ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷-۸ء) کی رسالہ راہ سنت وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

[۳] حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی (اُردو ترجمہ از مولانا عبدالرحیم) حصہ اوّل صفحہ ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۳۹ (قومی کتب خانہ لاہور ۱۹۴۲ء)

بن جانا...... ایسی اقوام میں عموماً منشیات و مسکرات کا استعمال پھیل جاتا ہے جس کی وجہ سے امور معاش و معاد کا انتظام سخت درہم برہم ہو جاتا ہے کسل اور بطالت لوگوں پر غالب ہو جاتی ہے اور وہ اپنے اوقات عزیز گانے بجانے، شطرنج کھیلنے، کبوتر بازی مرغ بازی اور بٹیر بازی اور انواع و اقسام کے شکار کرنے میں گنواتے ہیں..... بہر حال جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مصالح کلیہ کا حکم دیا ہے ان کی جہد بلیغ یہ ہونی چاہیئے کہ حق کو غلبہ اور اشاعت حاصل ہو اور حق باتیں رواج پائیں۔ باطل کو مٹا دیا جائے یا کم از کم اس کے شیوع کو کم کر دیا جائے، حجاب رسم کے ازالہ کرنے کے لئے بھی دو تدبیریں متوثر ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ ہر ایک رسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد کسی نہ کسی صورت میں شامل کر لی جائے اور دوسری تدبیر یہ ہے کہ بعض عبادات شرعیہ کو کھلی رسم قرار دیا جائے اور لوگوں کو اس کی پابندی کی سخت تاکید کی جائے کہ بہر صورت وہ اس کو عمل میں لائیں اور اس سے وہ کبھی جی نہ چرائیں جو شخص اس کی پابندی نہ کرے اس کو قابلِ ملامت سمجھا جائے[1]۔

اس عنوان میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے خود کو حنفی بتایا ہے اس سلسلہ میں چند اقتباسات ان کی تصانیف سے درج ذیل ہیں۔

"من جملہ ان کے ایک بڑا مسئلہ تقلید اور عدم تقلید کا ہے اس امت کے کے تمام وہ علماء جن کو قابلِ استناد سمجھا جا سکتا ہے اس پر متفق ہیں کہ یہ چار مذہب جو آجکل اسلامی دنیا میں مروّج ہیں اور ہر ایک مذہب کے مسائل و احکام مدون صورت میں موجود اور محفوظ ہیں ان کی تقلید کرنا جائز ہے اس تقلید میں کئی ایک مصالح ہیں خصوصاً آج کل کے زمانے میں جب کہ ہمتیں بہت ہی پست ہو گئی ہیں لوگوں پر ہوائے نفسانی کا بھوت مسلط ہے

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ حصہ اوّل صفحہ ۲۳۹

اور ہر ایک اپنی ہی سمجھ اور اپنی ہی رائے پر نازاں ہے[1]"

"جاننا چاہیئے کہ ان چاروں مذہبوں کے اختیار کرنے میں ایک بڑی مصلحت ہے اور ان سب کے سب سے روگردانی کرنے میں بڑا فساد ہے[2]"

"مجھ کو پہچنوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا زمانہ بخاری اور اس کے ساتھ والوں کے[3]"

"پھر کھلا ایک نمونہ اس سے ظاہر ہوئی کیفیت و تطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے اخذ کرنے سے ایک کے قول کے قول ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے اور کشف ہوئی تخصیص ان کی عمومات کی اور ان کے مقاصد کا وقوف اور اقتصار[4]"

"جب ایک عامی انسان ہندوستان اور ماوراء النہر میں رہنے والا ہو جہاں کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی اور ان کی کتب مذہبہ میسر نہ آسکتی ہوں تو اس پر واجب ہے کہ صرف حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تقلید کرے اور ان کے مذہب سے علیحدہ ہونا اس کے لئے حرام ہے کیونکہ وہ اس وقت شریعت کی رسی ہی اپنی گردن سے اتار کر مہمل بیکار رہ جائے گا۔[5]"

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی (اردو ترجمہ مولانا عبدالرحیم) حصہ اول صفحہ ۶۹۱۔
[2] عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (اردو ترجمہ "سلک مروارید" از مولانا محمد احسن نانوتوی) صفحہ ۳۱ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۴ھ)
[3] فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ دہلوی (اردو ترجمہ سعادت کونین) صفحہ ۴۸ (مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۸ھ)
[4] ایضاً صفحہ ۶۲-۶۳ [5] انصاف فی بیان سبب الاختلاف از شاہ ولی اللہ (اردو ترجمہ کشاف از مولانا محمد احسن نانوتوی) صفحہ ۷۰-۷۱ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ / ۱۸۸۹ء)، شاہ ولی اللہ کی تصنیفات حجۃ اللہ البالغہ، عقد الجید، انصاف، فیوض الحرمین اور تفہیمات الٰہیہ میں ان کے محتاط مقلد اور حنفی ہونے کی صورت واضح صراحت موجود ہے۔ پروفیسر غلام حسین جلبانی (حیدر آباد پاکستان) نے اپنی کتاب "شاہ ولی اللہ کی تعلیم" صفحہ ۸۰-۸۳/۹۲-۹۳) میں اس امر کی وضاحت کی ہے۔ الفرقان (بریلی ۱۳۵۹ھ کے (بقیہ نوٹ اگلے صفحہ پر)

بیان تولد اولاد[1]

"عرب اپنی اولاد کا عقیقہ کیا کرتے تھے ان کے نزدیک عقیقہ ایک امر لازم سنت متوکدہ تھا اور اس میں بہت مصلحتیں تھیں جن کا رجوع مصلحت ملیہ اور مدنیہ اور نفسیہ کی طرف تھا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستور کو باقی رکھا اور خود اس پر عمل کیا اور لوگوں کو اس کی رغبت دلائی پس منجملہ مصلحتوں کے ایک یہ ہے کہ عقیقہ میں نہایت خوبی کے ساتھ اولاد کے نسب کی اشاعت ہے کیونکہ اشاعت نسب ایک ضروری امر ہے تاکہ کوئی شخص اس کے حق میں کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہہ سکے اور یہ بات نامناسب تھی کہ اس کا باپ گلیوں میں پکارتا پھرتا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے پس اشاعت کے لئے یہی طریقہ مناسب ہوا۔"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے پس اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کے بال منڈاؤ" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لڑکا اپنے عقیقہ کے عوض میں مرہون ہے ساتویں روز اس کی طرف سے قربانی کی جاتے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جاتے" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں ذبح کی اور فرمایا "اے فاطمہ! ان کے سر کو منڈاؤ اور ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردو" اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کے کان میں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جنا تھا اذان پڑھی تھی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے"[2]

(پچھلے صفحہ کا بقیہ نوٹ) "شاہ ولی اللہ نمبر" میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری (خیر المدارس ملتان) اور مولانا محمد یوسف بنوری (مدرسہ اسلامیہ عربیہ، نیوٹاؤن، کراچی) کے مضامین "حضرت شاہ ولی اللہ اور تقلید اور شاہ ولی اللہ اور حنفیت" بھی اس موضوع پر نہایت قابل قدر ہیں مولانا خیر محمد جالندھری والا مضمون نظر ثانی اور اضافہ کے بعد مولانا حافظ محمد علی کاندھلوی، قیم دار العلوم شہابیہ سیالکوٹ نے "شاہ ولی اللہ اور تقلید" کے نام سے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا ہے۔

[1] حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی جلد دوم (اردو ترجمہ از مولانا عبد الحق حقانی) صفحہ ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۵ (کارخانہ تجارت کتب کراچی)

[2] وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو مسائل اربعین فی سنۃ سید المرسلین از شاہ محمد اسحاق (اردو ترجمہ تحفۃ المسلمین از ملا محمد نظام شاہجہان پوری) مرتبہ محمد مقتدی خان شروانی) صفحہ ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۱ (علی گڑھ ۱۹۵۹ء)

بیان سال گرہ

سال گرہ کا رواج ہند پاکستانی مسلمانوں میں ایرانیوں کے ذریعہ ہوا۔ اور اب تو تقلید کی انتہا ہوگئی ہے کہ مسلمان مغربی تہذیب و رسوم کے اتباع میں بچوں کی سالگرہ باقاعدہ انگریزوں کی طرح مناتے ہیں۔ موم بتیاں روشن کرتے ہیں اور کیک کا التزام کرتے ہیں۔ اللھم احفظنا من ھذہ الشرور (مرتب)

بچے کا اچھا نام رکھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہے" واضح ہو کہ مقاصد شرعیہ میں سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ تمام ضروری معاملات میں ذکر الٰہی داخل رہے تاکہ ہر ایک زبان بن کر حق کی طرف بلائے اور مولود کے ایسا نام رکھنے میں توحید کی طرف اشارہ ہے اور نیز عرب وغیرہ اپنی اولاد کا نام اپنے معبودوں کے نام پر رکھتے تھے اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے قائم کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے اس واسطے یہ بات واجب ہوئی کہ نام رکھنے میں بھی اس کے مثل دستور جاری کیا جائے اور یہی دونوں نام ان تمام ناموں میں سے جن میں لفظ عبد کی اسم الٰہی کی طرف مضاف ہوتا ہے اس لئے محبوب ہیں کہ یہ دونوں نام خدا تعالیٰ کے ناموں میں بہت مشہور ہیں اور یہ دونوں نام سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر نہیں بولے جاتے اور ہمارے اس بیان سے تم لڑکے کا نام محمد اور احمد رکھنے کے استحباب کی حکمت معلوم کر سکتے ہو" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام کا وہ شخص ہوگا جس کا نام شہنشاہ ہو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی میرا بندہ (یا میری باندی) نہ کہے تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور تمہاری عورتیں اللہ تعالیٰ کی باندیاں ہیں" بہت سی حدیثوں میں آیا ہے کہ جس کا نام اسلام سے پہلے عبد العزیٰ اور عبد الشمس وغیرہ تھا اس کو رسول خدا صلعم نے عبد اللہ اور عبد الرحمٰن سے بدل دیا۔"[2]

---

[1] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶/۵۵۶ و جلد اول صفحہ ۳۶۲

[2] وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو مسائل اربعین صفحہ ۱۷۱

بچّہ کو دُودھ پلانے کی مدت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دُودھ پلائیں " ماں کے لئے یہ آسان ہے کہ بچّہ کو دودھ پلاتے اور اس کی پرورش کرے پس اس پر یہی واجب کیا گیا اور باپ کے لئے لڑکے پر صرف کرنا اور اس کی ماں پر صرف کرنا اور اپنی استطاعت کے موافق کھانا کپڑا دینا آسان ہے . . . . بعض لوگ جلدی سے دودھ چھڑا دیتے ہیں اور لبا اوقات اس میں بچّہ کو ضرر پہنچتا ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک ایسی حد مقرر کر دی جس کے بعد دودھ چھڑانے سے بچّہ غالباً صحیح وسالم رہتا ہے اور وہ مدت پورے دو سال ہیں اور اس سے کم میں بھی دودھ چھڑانے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ دونوں اس میں مصلحت سمجھ کر اس بات کو تجویز کریں کیونکہ لبا اوقات اس مدت سے پہلے بچّہ کھانے پینے کے قابل ہو جاتا ہے مگر یہ بات اجتہاد اور فکر کی محتاج ہے اور اس امر میں ماں باپ ہی سب سے زیادہ مناسب ہیں اور اس بچّہ کی خصلت سے وہ دونوں ہی خوب واقف ہیں[1]

رسم بسم اللہ شاہ ولی اللہ کی تصنیفات حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں اس عنوان سے متعلق کوئی چیز نظر سے نہیں گزری البتہ شاہ صاحب کی تعلیم کا آغاز پانچ سال کی عمر میں ہوا[2]

تاکید نماز اس عنوان پر تو بکثرت مواد ہے اور اس کا نقل کرنا تحصیل حاصل ہے .

ختنہ خود شاہ صاحب کا ختنہ سات سال کی عمر میں ہوا تھا[3]

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۶۹ - ۱۷۰ .

[2] "چوں سال پنجم در آمد بمکتب نشستم" جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف مشمولہ انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی صفحہ ۱۹۴ (مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی) نیز اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو مسائل اربعین صفحہ ۲۲ - ۲۳ .

[3] انفاس العارفین صفحہ ۱۹۴ نیز مزید تفصیل کے لئے دیکھئے مسائل اربعین صفحہ ۲۴ - ۲۶ .

آموختن کسب اکتساب معاش کے اصلی پیشے یہ ہیں کھیتی باڑی، گلہ بانی کرنا اور چوپانی اور بھیڑ بکریوں کا پالنا اور وہ چیزیں جو خشکی اور تری میں غیر مملوک طور پر پائی جاتی ہیں خواہ وہ از قسم معدنیات ہوں یا ان کا تعلق نباتات اور حیوانات سے ہو اپنے قبضہ میں لے آنا، نیز وہ صنعتیں جن کے ذریعے عام طور پر پائے جانے والے مواد میں تصرف کر کے ان مواد کو اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ ان سے ارتفاقات میں مدد ملے اور انسان کے لوازم حیات پورا کرنے کے لئے وہ چیزیں کام آئیں مثلاً بڑھئی اور لوہار کا پیشہ اور کپڑا بننا وغیرہ، ان پیشوں سے دوسرے درجہ پر تجارت کی اہمیت ہے تمدن میں جب کسی قدر وسعت پیدا ہوئی تو یہ بھی ایک پیشہ شمار ہونے لگا کہ آدمی نظام تمدن کو بہتر طریقہ پر قائم رکھنے میں مدد دے رفتہ رفتہ کسب اور پیشہ کے مفہوم میں اور زیادہ توسیع ہوئی اور ہر ایک ایسی جدوجہد کو پیشہ کہنے لگے جب سے نوع انسانی کی ضروریات زندگی میں سے کوئی ضرورت پوری ہوتی ہو بالفاظ دیگر اس سے تمدن کی تکمیل ہوتی ہو اور اجتماعی زندگی بسر کرنے میں اس سے سہولت پیدا ہوتی ہو اس کے بعد جوں جوں تمدن نے ترقی کی اور نفاست پسندی اور ترفہ و عیاشی کی خواہش لوگوں پر غالب آگئی تو اس بنا پر بھی کئی ایک پیشے اور صنعتیں ظہور میں آئیں[1]

بیان نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا" واضح ہو کہ نکاح کے بارے میں تنہا عورتوں کو مختار بنانا درست نہیں ہے کیونکہ ان کی عقلیں ناقص ہوتی ہیں اور ان کا فکر بھی کمزور ہوتا ہے پس بسا اوقات ان کو مصلحت معلوم نہیں ہوتی...... اس واسطے ضروری ہوا کہ اس باب میں اولیاء کو بھی

---

[1] شاہ اہل اللہ لکھتے ہیں "در صناعت و حرفت آنچہ نیک تر و ضرور تر و بہتر باشد اختیار نمانید اگرچہ محتاج نباشند و از آموختن کسبے نیک و حرفۂ پاک عار نکنند" ملاحظہ ہو چار باب "از شاہ اہل اللہ دہلوی صفحہ ۱۴ (مطبع مصطفائی بیت السلطنت لکھنؤ ۱۲۷۵ھ) نیز ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۲۸۱-۲۸۲-۴۳۵-

کچھ دخل ہوتا تاکہ یہ فساد بند ہو..... نیز نکاح کے اندر ولی کی شرط لگانے میں مردوں کی عظمت ہے اور عورتوں کا نکاح میں خود مختار ہونا بے حیائی ہے جس کا مدار قلت حیاء پر ہے اور اولیاء کی مخالفت ان کی بے قدری پر ہے اور نیز یہ بات ضروری ہے کہ بسبب شہرت کے نکاح زنا سے ممیز ہو جائے اور شہرت کی عمدہ صورت یہ ہے کہ عورت کے اولیاء نکاح میں موجود ہوں......

میں کہتا ہوں اہلِ جاہلیت نکاح سے قبل خطبہ میں اپنی قوم کے مفاخر وغیرہ وہ امور بیان کیا کرتے تھے جن کو ذکر مقصود کا وسیلہ بناتے تھے ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں چند اقسام کے ذکر مسنون فرماتے جیسے حمد اور استعانت اور استغفار اور تعوذ اور توکل اور تشہد اور قرآن شریف کی چند آیات ...... اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح میں آواز اور دف ہوتی ہے اور آپ نے فرمایا "نکاح کا اعلان کرو اور نکاح کو مسجدوں میں کرو اور اس پر دف بجایا کرو۔"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کا یہ دستور تھا کہ صحبت سے پیشتر ولیمہ کیا کرتے تھے اور اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں از آں جملہ یہ ہے کہ اس میں نہایت خوبی کے ساتھ نکاح کی اشاعت ہوتی ہے ...... یہ ضروری ہے کہ حتی الامکان اس تقریب کو شہرت دی جائے اور کم و بیش لوازم طرب مہیا کئے جائیں مثلاً اعتدال کے ساتھ مجالس طرب منعقد کی جائیں اور ایک ضیافت عام کا اہتمام کر کے اقارب اور احباب کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دی جائے جس کو عرب لوگ دعوت ولیمہ کہتے ہیں [1]

---

[1] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۳۶۹۔ ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۶ و جلد اول صفحہ ۲۷۵ شاہ محمد اسحاق دہلوی نے نکاح کے متعلق اُنیس [19] (گیارہ تا اُنتیس [29]) بڑی تفصیل سے نقل فرماتے ہیں اور مروجہ رسوم کا رد کیا ہے ملاحظہ ہو مسائل اربعین صفحہ ۲۶ - ۵۶ اور شادی و غمی کے جملہ مسائل کو مزید توضیح و تشریح کے ساتھ مولوی سعد الدین بدایونی (ف ۱۲۸۳ھ) نے مسائل اربعین کی شرح رفاہ المسلمین میں بیان کیا ہے۔

تعدادِ مہر مہر کے مقرر کرنے میں ایک قسم کا اطمینان ہے اور نیز نکاح کی عظمت بغیر مال کے ظاہر نہیں ہوتی ...... اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب مہر کو بدستور باقی رکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی ایسی حد جس میں کمی و بیشی نہ ہوسکے مقرر نہیں فرمائی ...... اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا، تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی بیوی کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا چھوارے دے دیئے تو اس نے حلال کر لیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج اور اپنی صاحبزادیوں کے مہر میں ساڑھے بارہ اوقیہ مقرر کر رکھے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو کیونکہ اگر زیادہ مہر مقرر کرنا دنیا میں عزت یا عند اللہ پرہیزگاری کی بات ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سب میں بدرجہ اولیٰ اس بات کا لحاظ فرماتے"۔[1]

ایامِ حیض میں مقاربت ملتِ مصطفویہ نے (حائضہ کے ساتھ) توسط کی راہ اختیار کی اور یہ فرمایا کہ "سوائے جماع کے سب کچھ کیا کرو" اور اس کی کئی وجوہ ہیں ایک تو یہ ہے کہ حائضہ سے جماع کرنا خاص کر جب حیض کی ترقی ہو نہایت مضر ہے تمام اطبار کا اس پر اتفاق ہے ...... چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فرما دیجئے وہ ناپاکی ہے پس حیض کی حالت میں عورتوں سے بچتے رہو" اور جو شخص خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر کے حائضہ سے جماع کرے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے اور یہ مسئلہ متفق علیہ نہیں ہے"۔[2]

ایامِ حمل میں مقاربت حجۃ اللہ البالغہ میں اس سلسلہ میں کوئی چیز نظر سے نہیں گزری (مرتب)

---

[1] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۳۷۴۔

[2] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۳۹۰۔

وصیّتِ میّت

"اور من جملہ شرع کے وصیت ہے اگر وہ وصیت موت کے وقت کے قریب ہوئی ہے اور وصیت کا دستور اس لئے جاری ہوا کہ بنی آدم میں ملک منازعت کی وجہ سے عارض ہوتی ہے پس جب موت کی وجہ سے اس کا مال سے مستغنی ہونا قریب ہوجاتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ جو کچھ اس سے اس میں کوتاہی ہوئی ہے اس کا تدارک ہوجائے اور جن کے حقوق اس پر واجب ہیں ان کے ساتھ ایسے وقت میں نیک سلوک کرے ..... میں کہتا ہوں وصیت میں جلدی کرنا بہتر ہے تاکہ وہ اس بات سے بچ جائے کہ اچانک اس کو موت آگھیرے یا فوری طور پر کوئی حادثہ پیش آجائے پس اس سے وہ مصلحت فوت ہوجائے جس کا قائم کرنا اس کے نزدیک ضروری تھا اور اس وقت وہ حسرت کرنے لگے"[1]

بیانِ حالتِ نزع

"جان نکلنے کے وقت میں اس (مریض) کے حق میں دنیا کا اخیر دن اور آخرت کا پہلا دن ہوتا ہے پس اس وقت ضروری ہے کہ اس کو ذکر الٰہی اور توجہ الی اللہ کی طرف رغبت دلانی چاہیئے تاکہ اس کی جان ایمان کے جام میں اس دنیا سے مفارقت کرے اور آخرت میں اس کا ثمر اس کو حاصل ہو"۔

"میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں جب کہ موت اس کو گھیرے ہوئے ہے اس کا اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنے دل کو لگانا اس کے ایمان کی صحت کی اور دل میں محبت ایمان کے داخل ہونے کی دلیل ہے نیز مرتے وقت اس کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا دل نیکی کے رنگ میں رنگا ہوا ہے پس جو ایسی حالت میں مرگیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو" اور آپ نے فرمایا "اپنے مرنے والوں کے پاس سورۃ یٰسین پڑھا کرو"[2]

---

[1] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۳۴۰۔۳۴۱

[2] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۱۸

بیان فوت شدن و گریہ وزاری کردن

"اور اہل میت کو اس کی موت سے بہت صدمہ اور غم لاحق ہوتا ہے تو دنیوی اعتبار سے ان کے لئے مصلحت اس میں ہے کہ لوگ ماتم پرسی کے لئے آئیں تاکہ ان کا غم کچھ کم ہو اور میت کے دفن کرانے میں ان کی اعانت کریں اور ان کے لئے اتنا کھانا تیار کر کے دیں جو ان کو ایک دن رات سیر کر دے اور آخرت کے اعتبار سے ان کے لئے بھلائی اس میں ہے کہ ان کو اجر عظیم کی ترغیب دلائی جائے تاکہ ہمہ تن وہ غم میں نہ پڑیں اور توجہ الی اللہ کا دروازہ ان پر کشادہ ہو جائے اور نوحہ کرنے سے اور گریبان پھاڑنے سے اور تمام ان چیزوں سے منع کیا جائے جو غم اور مصیبت کو یاد دلاتی ہیں اور جو غم اور پریشانی کو زیادہ کرتی ہیں کیونکہ اہل میت اس وقت میں بمنزلہ مریض کے ہوتا ہے اس کو مرض کے علاج کی ضرورت ہے نہ یہ کہ اس کا مرض اور بڑھایا جائے اور اہل جاہلیت نے بہت سی ایسی رسمیں ایجاد کر رکھی تھیں جو شرک کی طرف داعی تھیں اس واسطے مصلحت شرعی کا یہ مقتضی ہوا کہ یہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے"

"آپ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی طرح چیخا وہ ہم میں سے نہیں ہے" اس میں راز یہ ہے کہ ان باتوں سے غم بڑھتا ہے ..... نیز اہل جاہلیت لوگوں کو دکھانے کے لئے رویا کرتے تھے اور یہ عادت خبیث اور ضرر رساں ہے اس واسطے اس سے لوگوں کو منع کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورت کے بارے میں فرمایا، قیامت کے روز اس کو کھڑا کیا جائے گا اس پر قطران کا کرتا اور گندھک کی چادر ہوگی۔"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کے بارے میں فرمایا جو جنازے کے پیچھے چلتی تھیں" لوٹ جاؤ تمہارے لئے گناہ ہے نہ ثواب" میں کہتا ہوں عورتوں کو اس لئے منع کیا کہ ان کے حاضر ہونے سے شور اور رونے پیٹنے اور بے صبری اور بے پردگی کا احتمال ہے"[1]

---

[1] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۲۷، ۱۲۸۔

بیان غسل وگور وکفن میّت

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینب رض کے لئے عورتوں سے کہا تھا اس کو طاق طاق نہلاؤ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے اور اخیر مرتبہ میں کافور لگاؤ اور فرمایا کہ اس کی دائیں طرف سے شروع کرو اور اس کے وضو کے مواضع سے شروع کرو۔"

میں کہتا ہوں مُردہ کے نہلانے میں اصل یہ ہے کہ اس کو زندہ کے غسل پر قیاس کیا جائے.... اس واسطے میت کی تعظیم میں اس غسل سے بڑھ کر نہلانے کی اور کوئی صورت نہیں، بیری کے پتے اور کئی دفعہ دھونے کا اس لئے حکم دیا کہ مرض میں بدن پر میل اور بدبُو پیدا ہو جاتی ہے اور اخیر میں کافور لگانے کا اس لئے حکم دیا کہ اس کی تاثیر یہ ہے کہ جس چیز میں اس کو استعمال کیا جاتا ہے وہ جلدی نہیں بگڑتی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے لگانے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ موذی جانور اس کے قریب نہیں آتا اور دائیں جانب سے شروع کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ مردوں کا غسل بمنزلہ زندوں کے غسل کے ہو جائے اور تاکہ ان اعضاء کی تعظیم معلوم ہو۔"[1]

بیان تیاری جنازہ

مرد کے حق میں پُورا کفن تہبند، کُرتا اور اُوپر کی چادر ہے یا حلہ یعنی دو کپڑے ہیں اور عورت کے حق میں پُورا کفن ان کپڑوں کے ساتھ کچھ اور بھی ہے کیونکہ اس کے لئے زیادہ ستر مناسب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "زیادہ قیمتی کفن نہ دو کیونکہ وہ بہت جلد اس سے جُدا ہو جائے گا۔" اس سے افراط و تفریط کے درمیان اعتدال مراد ہے اور یہ کہ زیادہ قیمتی کفن دینے میں جاہلیت کی عادت اختیار نہ کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنازے کو جلدی لے جاؤ۔"[2]

---

[1] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹۔۱۲۰ [2] ایضاً صفحہ ۱۲۱

بیان دفن کردن

"میں کہتا ہوں اس کا سبب یہ ہے کہ دیر کرنے میں میت کی لاش بگڑ جانے کا اندیشہ ہے اور اس کے قرابت والوں کو بے قراری ہوتی ہے کیونکہ جب وہ میت کو دیکھیں گے تو ان کو بے چینی ہوگی اور جب وہ ان کی نظروں سے غائب ہو جائے گا تو وہ اور کام میں مشغول ہو جائیں گے"

"میں کہتا ہوں کہ جنازے کے ساتھ چلنے کا حکم دینے میں راز یہ ہے کہ اس میں میت کی تعظیم اور اس کے رشتہ داروں کے دلوں کو تسلی ہوتی ہے"

"اور نماز جنازہ اس لئے مقرر کی گئی کہ مومنین کے ایک گروہ کا میت کی سفارش کرنے کے واسطے جمع ہونا میت پر رحمتِ الٰہی نازل ہونے میں بڑا کامل اثر رکھتا ہے۔"

"یہ بات کہ جنازہ کے آگے چلنا چاہئے یا پیچھے اور اس کو چار آدمی اٹھائیں یا دو اور قبر میں پاؤں کی طرف سے اتاریں یا قبلہ کی طرف سے پس اس میں مختار قول یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی گنجائش ہے اور ہر امر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث یا کوئی اثر مروی ہے"[1]

معذرت خواہی

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مسائل اربعین (صفحہ ۶۰) و رفاہ المسلمین (صفحہ ۸۴ - ۸۵)

بیان عدت اور سوگ

جس عورت کا خاوند مر جائے اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہیں اور اس مدت میں اس کو سوگ کرنا واجب ہے اور اس کی کئی وجوہ ہیں ایک یہ ہے کہ جب اس عورت پر یہ بات واجب ہوتی کہ اپنے آپ کو اس مدت تک روکے رہے اور نہ وہ نکاح کرے اور نہ پیغامِ نکاح بھیجے تاکہ مرنے والے کا نسب محفوظ رہے تو حکمت سیاست کے نزدیک اس چیز نے اس بات کا تقاضہ کیا کہ اس کو ترک زینت کا حکم دیا جائے کیونکہ زینت کی وجہ سے جانبین سے شہوت کا غلبہ

---

[1] ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۲۱-۱۲۳ ، ۱۲۵-۱۲۶۔

ہوتا ہے اور ایسی حالت میں شہوت کے غلبہ میں بڑی خرابی ہے اور نیز عورت کی وفاداری میں سے یہ بات ہے کہ خاوند کے مرنے پر غم کرے اور خوشبو نہ لگائے اور زینت نہ کرے اور اس پر سوگ کرے کیونکہ اس سے وفاداری ظاہر ہوتی ہے اور بظاہر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کی نظر اسی پر تھی" [۱]

بیان چہلم و ششماہی وغیرہ

شاہ ولی اللہ دہلوی کے پر نواسے شاہ محمد اسحاق نے ان مراسم کا رد کیا ہے [۲]

بیان قبر و شامیانہ و چراغ و روشنی

"اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاص اس لئے بھیجا تھا کہ کوئی تصویر (مجسمہ) مٹائے بغیر نہ چھوڑیں اور جس قبر کو اونچا دیکھیں اس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیں اور قبر کو پختہ کرنے سے اور اس پر عمارت بنانے سے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا اور آپ نے فرمایا "قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ اس بات کا ذریعہ ہے کہ لوگ مقبروں کی پرستش کرنے لگیں اور لوگ ان مقبروں کی اتنی تعظیم کرنے لگیں جس کی وہ مستحق نہیں بس لوگ اپنے دین میں تحریف کر ڈالیں جیسا کہ اہلِ کتاب نے کیا" چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا، اور قبر پر بیٹھنے کے معنی بعض نے یہ بیان کئے ہیں کہ اس سے زیارت کرنے والوں کا قبر پر ٹھہرنا مراد ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اس سے قبروں پر پیر و مجاور رکھنا مراد ہے اور اس تقدیر پر میت کی تعظیم ملحوظ ہے پس حق یہ ہے کہ توسط اختیار کرے نہ تو مردہ کی اس قدر تعظیم کرے جو شرک کے قریب ہو اور نہ اس کی اہانت اور اس کے ساتھ عداوت کرے" [۳]

---

[۱] حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۴۰۷-۴۰۸ [۲] ملاحظہ مسائل اربعین صفحہ ۶۰-۶۲ و مآتہ مسائل از شاہ محمد اسحاق (مرتبہ احمد اللہ بن ولیل اللہ انانی) صفحہ ۳۵-۳۶ (مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۹۱۳ء)

[۳] حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۲۶۔

وصیت نامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

(فارسی متن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلقنی من أصلاب المسلمین وأرحام المسلمات ومن علینا ببعثۃ سید الانبیاء وافضل الرسل والایمان بمن ھو الایۃ الکبریٰ لمعتبر ومن ھو النعمۃ العظمیٰ لمغتنم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین واشکرہ علیٰ ما ھدانی للاسلام واحیانی علیہ ووفقنی لاقتباس انوار علمائہ الصالحین واولیائہ الکاملین خلفاء الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی المجدد للالف الثانی والسید السند محی الدین عبد القادر الجیلانی غوث الثقلین و سید الفاضل الکامل معین الدین حسن السنجری رضی اللہ عن اسلافھم واخلافھم اجمعین وارجوا من فضلہ تعالیٰ ان یمیتنی علیٰ اتباعھم ومحبتھم ویلحقنی بھم فی دار القرار وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

بعد از حمد وصلوٰۃ فقیر حقیر محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی مجددی پانی پتی می نویسد کہ عمر این عاصی بہشتاد سال رسیدہ ویقین کہ عبارت از مرگ است بر سر آمدہ فرصتے نگزاشتہ کلمہ چند بطریق وصیت برائے اولاد واحباب می نویسد کہ رعایت بعضے ازاں ذات فقیر مفید وضرور است وبعضے ازاں برائے دوستان وفرزندان

ضرور و مفید است اگر نوع اوّل را رعایت خواهند کرد روح فقیر از آنها خوشنود خواهد شد و حق تعالیٰ جزائے خیر خواهد داد وگرنہ در عاقبت دامن گیر خواهم شد و اگر نوع ثانی را رعایت خواهند کرد ثمرۂ آں در دُنیا و عقبیٰ نیک خواهند دید وگرنہ نتیجہ بد خواهند دید۔

نوعِ اوّل آنست کہ در تجہیز و تکفین و غسل و دفن رعایت سنت کنند و دو چادر رداتی کہ حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ عنایت فرمودہ بودند در آں تکفین نمایند و عمامہ خلاف سنت است ضرور نیست و نماز جنازہ بہ جماعت کثیرہ امام صالح مثل حافظ محمد علی یا حکیم سکھوا یا حافظ پیر محمد بجا آرند و بعد تکبیر اولیٰ سورۃ فاتحہ ہم خوانند و بعد مردن من رسوم دنیوی مثل سوم و بستم و چہلم و ششماہی و برسینی ہیچ نہ کنند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جائز نداشتہ اند حرام ساختہ اند و از گریہ و زاری زناں را منع بلیغ نمایند در حالت حیات خود فقیر ازیں چیزہا راضی نہ بود و بہ اختیار خود کردن نداده و از کلمہ و درود و ختم قرآن و استغفار و از مالِ حلال صدقہ بہ فقراء باخفاء امداد فرمایند کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اَلْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً مَا تَلْحَقُهٗ عَنْ اَبٍ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ۔ و بعد مردن من در اداے دیونِ من کوشش بلیغ نمایند،

فقیر در حیات خود نصف موضع زنگلہ و املاک قصبہ کہ در ملک خود داشت آں را ہشت سہام قرار دادہ، سہ سہام بہ والدۂ کلیم اللہ و دو سہام بہ صفوۃ اللہ و یک سہام بہ فلانہ و یک سہام بہ فرزندان فلانہ و یک بہ فرزند فلانہ فروختہ مبلغ ثمن بخشیدہ ہر یک را مالک حصہ او ساختہ بود لیکن تادم زیست خود محصول پنجم حصہ باولاد ہر دو دختری دادم و مابقی را سہ حصہ کردہ یک حصہ برائے خرچ خود می داشتم و یک حصہ بہ فلاں و یک حصہ بہ فلاں می دادم۔

بعد مردن من ہم تا وقتیکہ دین من ادا شود ہمیں قسم محصولات تقسیم کردہ حصہ من بہ قرض خواہاں می دادہ باشند واز مبلغ عیدین قرض خواہاں را دادہ مرا زود تر فارغ الذمہ سازند تفصیل قرضہا کہ ذمہ من است در بند چٹھہ اخراجاتِ روزمرہ اکثر نوشتہ ام و چٹھی ہائے مہری من نزد قرض خواہاں است در ادائی آں تہاون نہ نمایند۔

وصیۂ شریفہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ را ہر یک بہ مقدور خود خدمت کردن لازم و واجب دانند علی الموسع قدرہٗ و علی المقتر قدرہٗ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا فقیر در سال تمام دہ من گندم و پنج شش روپیہ نقد بایشاں می دادم ازیں قصور نشود و دہ بیگہ زمین چاہ میدانی والا والدہ دلیل اللہ از طرف خود برائے مرزا لال وصیت کردہ بود بایشاں می رسد و من از طرف خود بست بیگہ خام زمین چاہی مزروع از موضع نگلہ برائے ایشاں مقرر نمودہ بودم لیکن ایشاں بر آں قبضہ نکردہ اند یک من گندم و یک روپیہ نقد در ماہہ بایشاں می دہم دریں ہم قصور نشود، موضع نگلہ میراث جد پدری و جد مادری من نیست محض تصدق حضرت مرزا صاحب شہید است رضی اللہ عنہٗ در ادائے خدمت ایشاں تقصیر نہ نمایند۔

نوع دیگر کہ برائے پس ماندگان مفید است آں است کہ دُنیا را چنداں معتبر ندارند اکثر کساں در طفلی و اکثر در جوانی می میرند و بعضے بہ پیری می رسند تمام عمر شاں ہم در اندک فرصت مثل بادِ صبا می رود و نمی دانند کہ کجا رفت و معاملہ آخرت کہ انقطاع پذیر نیست بر سر ما ماند حق تعالیٰ می فرماید اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ...... عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۔ ابلہے باشد کہ بایں لذت قلیل کہ آں ہم بے رنج کشی میسر نمی شود لذات قوی دائمی را بر باد دہد و بآلام ابدی گرفتار شود نعوذ باللہ۔ منہا ہر جائیکہ مصلحت دینی و مصلحت دنیوی باہم متعارض شود مصلحت دینی را مقدم

باید داشت کسے کہ مصلحت دینی را مقدم می دارد دُنیا ہم موافق تقدیر بوے می رسد رسُول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهٖ كَفَى اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ ، یعنی ہر کہ مقاصد خود در یک مقصُود منحصر سازد و مقصود آخرت منظور دارد کفایت کند اللہ تعالیٰ مقصود دُنیاے او را وکسے کہ مصلحتِ دُنیا را مقدم دارد گاہ باشد کہ دُنیا ہم او را دست ندہد چنانچہ بشیتر درین زمانہ ہمچنیں است پس خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ شود واگر دنیا دست دہد در اندک فرصت زوال پذیرد باز خسرانِ ابدی لاحق شود فقیر بچشم خود ہزارہا مردم را دیدہ کہ بدولت رسیدند باز آنہا اثرے نماندہ۔

فقیر و برادر فقیر و پدر فقیر و جدّ فقیر بخدمت قضاء مبتلا شدند ہرچند آنچہ می باید حق این خدمت ازما ادا نہ شدہ خصوصاً ازیں فقیر پر تقصیر کہ بیشتر عمر در زمانہ فاسد تر یافتہ ازیں جہت نادم و متغمم اما بحول اللہ و قوتہ طمع ازیں خدمت نہ کردہ ام و از اکثر ابناے روزگار نوعے بخوبی کردم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ ازیں جہت از فضل الٰہی اُمید مغفرت دارم، مقصود اصلی در نیت فقیر ہمیں است اما ببرکت ہمیں عمل جملہ مُسلمانان بلکہ ہنود ہم ہر کسے کہ ملاقات کردہ معزز داشتہ و غنیمت شمردہ وگرنہ علماء بہتر از من موجود اند کسے نمی پرسد و از باطن کسے دیگراں را چہ خبر است این دلیل است برآں کہ اگر مصلحت دینی را بر دُنیا مقدم داشتہ شود، دُنیا ہم از وے روگرداں نمی شود۔

مصرع   می دہد یزداں مرادِ متقی

پس از فرزندان من کسے کہ خدمت قضاء اختیار کند طمع و خاطر داری ناحق را دخل ندہد و بروایت مفتی بہ عمل نماید و از جملہ تقدیم مصلحت دینی بر مصلحت دنیوی آں است کہ در مناکحت دینداری را منظور دارد چوں درایں زمانہ دریں شہر مذہب

روافض بسیار شیوع یافتہ است و شرفار بیشتر بر علو نسب یا رفاہ معیشت نظر
می دارند اول رعایت دین باید کرد، دختر یکے رافضی یا متہم برفض اگرچہ صاحب
دولت و عالی نسب باشد نباید داد، روز قیامت سوائے دین و تقویٰ ہیچ بکار نخواہد
آمد و نسب را نخواہند پرسید

ع کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

و دولت اعتبار ندارد کہ مشتق از تداول است اَلْمَالُ غَادٍ وَّرَائِحٌ دیگر باید
دانست کہ اکمل الاکملین از نوع بشر بلکہ از ملائکہ ہم سید المرسلین محمد مصطفےٰ است
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہر کس ہر قدر بآں سرور مشابہت بہم رساند، در باطن و ظاہر
و صفات جبلی و کسبی و علم و اعتقاد و عمل در عادات و عبادات آں کس را ہماں قدر
کامل باید دانست و ہر کس در مشابہت در چیزے ازآں قاصر است ہماں قدر
وے را ناقص باید دانست و لہذا بجہت کمال اتباع سنت سنیہ کہ اولیائے نقشبندیہ
اختیار کردہ اند گوئے مسابقت بردہ اند و ہمیں کمال مشابہت بجہت کمال متابعت
دلیل است بر افضلیت شاں و اگر ہمت ما قاصر ہتاں از کمال متابعت آنجناب
کوتاہی کند و بر ادائے واجبات و ترک محرمات و مکروہات و مشتبہات در عبادات و
عادات و معاملات خصوصاً در معاملات قناعت کند آں ہم بسیار غنیمت است گو
کثرت نوافل و اتیان مستحبات و کمال اشتغال سنن در عبادات و عادات از و میسر
نشود رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهٖ
وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ الحدیث فی
الصحیحین۔ حق تعالیٰ می فرماید اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
نیستند دوستان خدا مگر متقیان تقویٰ عبارت از ادائے واجبات و ترک محرمات
و مشتبہات است نہ از کثرت نوافل و اتیان مستحبات اقبح محرمات رذائل نفس است

از نفاق و عجب و کبر و حقد و حسد و ریا و سمعہ و طول امل و حرص بر دُنیا و مانندِ آں و لبعد ازاں محرمات کہ بہ افعال جوارح تعلق دارد و در کتب فقہ مبیّن اند و اگر ہمت ازیں مرتبہ ہم کوتاہی کند و از شومی نفس و شرِ شیطان مرتکب محرمات شود پس در آنچہ اتلاف حقوق العباد باشد ازاں اجتناب باید کرد کہ حق تعالیٰ کریم است و پیران عظام شفیع اند آنجا امید عفو است و حقوق العباد در بخشش نمی آید آیات و احادیث دریں باب بسیار اند ایں رقیمہ متحمل آں نتواند شد حدیث اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ و حدیث اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ دریں جا کافی است شعر ؎

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

یعنی غیر ازیں مثل ایں گناہے نیست۔

دیگر از نصائح کہ برائے دین و دُنیا مفید است آں است کہ اتباع خود زن و فرزند و نوکر و غلام و کنیزک و رعیت با ہر یک چناں معاشرت باید کرد کہ آنہا راضی باشند و دوست دارند و از کثرتِ اخلاق و غم خواری و عدم تکلیف مالا یطاق و رعایتہا بجاں گرویدہ باشند مگر آنکہ بعضے از آنہا از حسد یک دیگر اگر ناخوش باشد آں معتبر نیست و متبوعان خود را از ادب و فرمانبرداری و خدمت گزاری راضی دارند مگر در آنچہ بہ معصیت امر کنند رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِىْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ ۔ و با القرآن خود از اقربا و برادران و دوستان و ہم صحبتاں و ہمسائگان با خلاص محبت و غم خواری و تواضع باشند دُنیا جائے سہل است برائے معاملات دنیوی باہم تقاطع نہ کنند ہیچ خانہ برباد نہ شدہ مگر وقتیکہ باہم منازعت

ومخاصمت کردند از کسانیکه اندیشۂ دشمنی باشد آنہا را باحسان ونکوئی شرمندہ سرنگوں باید کرد، بیت

آسائش دوگیتی تفسیر ایں دو حرف است
بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا

قال اللہ تعالیٰ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ° فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ° وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ° وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ° یعنی دفع بدی کن بہ خصلتے کہ نیکوتراست یعنی بدی دشمناں بہ نیکوئی کردن بآنہا از خود دفع کن پس ناگاہ شخصیکہ درمیان تو و او دشمنی است دوست ومحب خواہد شد ونمی کنند ایں چنیں مگر کسانیکہ صبر می کنند ومگر کسانیکہ صاحب نصیب بزرگ اند واگر وسوسہ شیطان ترا دریں کار مانع شود اعوذ بخواں وپناہ جوئے بہ خدا بدرستیکہ خدا سمیع وعلیم است، ایں حکم درحق کسے است کہ بادے برائے دنیا دشمنی وناخوشی باشد اما باکسے کہ خالصاً للہ بادے دشمنی باشد مثل روافض وخوارج ومانند آں از آنہا موافقت نکند تاکہ از عقائد فاسدہ توبہ نہ کنند اگرچہ پدر یا پسر باشد یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ ..... لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ

درخاندانِ فقیر ہمیشہ علماء شدہ آمدہ اند کہ در ہر عصر ممتاز بودند واز فرزندانِ فقیر احمد اللہ ایں دولت رسانیدہ بود خدا ایشں بیامرزد رحلت کرد وذیل اللہ و صفوۃ اللہ را ہر چند خواستم درتحصیل ایں دولت تن ندادند حسرت است وایں قدر عبارت فتاوی کہ فہمیدند اعتبار ندارد باید کہ خود ہم دریں امر اگر توانند کوشش کنند وفرزندانِ خود را سعی کنند کہ ایں دولتِ لازوال کسب نمایند کہ در دنیا دہم در عقبیٰ ثمر

برکات است علم عبارت است از دانستن حسن و قبح عقائد و اخلاق و احوال و اعمال کہ علم عقائد و علم اخلاق و علم فقہ متکفل آنست و این علم بدون دریافتن ادلہ از قرآن و حدیث و تفسیر و شرح احادیث و اصول فقہ و دریافتن اقوال صحابہؓ و تابعین خصوصاً ائمہ اربعہ رحمہم اللہ و لغت و صرف و نحو صورت نمی بندد و در اکثر فتاوی بعضے روایات بے اصل نوشتہ اند دریافت حال صحیح و سقیم مسائل بدون این ہمہ علوم نمی شود درین علوم سعی باید کرد و خواندنِ حکمت فلسفہ لاشے محض است کمال در آں مثل کمال مطربان است در علم موسیقی کہ موسیقی ہم فنے است از فنونِ حکمت ریاضی مگر منطق کہ خادم ہمہ علوم است خواندن آں البتہ مفید است۔

وصیت نامہ

ا

ز

از

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء

★

مترجمہ: محمد ایوب قادری

فہرست

نوع اوّل

نوع دیگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ مِنْ	اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھے مسلمان
اَصْلَابِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَرْحَامِ	مردوں کی پشت اور مسلمان عورتوں کے
الْمُسْلِمَاتِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِبَعْثَةِ	رحم سے پیدا فرمایا اور آں حضرت صلی اللہ
سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَفْضَلِ الرُّسُلِ	علیہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا جو
وَبِالْاِیْمَانِ بِمَنْ هُوَ الْاٰیَةُ الْکُبْرٰی	تمام نبیوں کے سردار اور تمام پیغمبروں
لِمُعْتَبِرٍ وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰی	میں افضل ہیں اور اس خدا کی تعریف
لِمُغْتَنِمٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و	ہے جس نے ہمیں اس ذات پر ایمان عطا
آلہٖ واصحابہٖ واتباعہم اجمعین	فرما کر احسان فرمایا جو عبرت حاصل کرنے
وَالشُّکْرُ لَهٗ عَلٰی مَا هَدَانِیْ لِلْاِسْلَامِ	والے کے لئے بڑی نعمت ہے اللہ کا درود
وَاَحْیَانِیْ عَلَیْهِ وَوَفَّقَنِیْ لِاقْتِبَاسِ	وسلام ان پر ہو، ان کی اولاد، ان کے
اَنْوَارِ عُلَمَائِهِ الصَّالِحِیْنَ وَاَوْلِیَائِهِ	اصحاب، ان کے ماننے والوں پر، سب پر
الْکَامِلِیْنَ خُلَفَاءِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ	ہو۔ میں اللہ کا اس بارے میں شکر گزار
الْفَارُوْقِیِّ النَّقْشَبَنْدِیِّ الْمُجَدِّدِ	ہوں کہ اس نے مجھے اسلام کی رہنمائی فرمائی
لِلْاَلْفِ الثَّانِیْ وَالسَّیِّدِ السَّنَدِ	اور مجھے اسلام پر زندہ رکھا اور مجھے اپنے
مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ	ان نیک علماء اور اپنے ان مکمل اولیاء کے
غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ وَسَیِّدِ الْفَاضِلِ	انوار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو

از کامل معین الدین حسن السنجری رضی اللہ عن اسلافہم اجمعین وارجو من فضلہ تعالیٰ ان یمیتنی علی اتباعہم ومحبتہم ویلحقنی بہم فی دار القرار وما ذالک علی اللہ بعزیز ؎

جو حضرت شیخ احمد فاروقی نقش بندی مجدد الف ثانی اور شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث الثقلین اور فاضل کامل خواجہ معین الدین حسن سنجری کے جانشین ہیں خدا ان کے اگلوں اور پچھلوں سب سے راضی ہو مجھے اللہ کے فضل سے یہ امید ہے کہ وہ میری موت ان لوگوں کی محبت اور تابع داری کی حالت میں فرمائے گا اور جنت میں مجھے ان سے وابستہ رکھے گا اور یہ خدا کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر وحقیر محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی مجددی پانی پتی لکھتا ہے کہ اس گناہگار کی عمر اسی (۸۰) سال ہو چکی ہے اور یقین جو کہ موت سے عبارت ہے سر پہ آگیا ہے اور مہلت باقی نہیں رہی (وہ) یہ چند کلمے وصیت کے طور پر اپنی اولاد اور احباب کے لئے لکھتا ہے کہ ان میں سے بعض کی رعایت فقیر کی ذات کے لئے مفید و ضروری ہے اور ان میں سے کچھ دوستوں اور اولاد کے لئے ضروری اور مفید ہیں اگر وہ پہلی قسم کا خیال رکھیں گے تو فقیر کی روح ان سے خوش رہے گی اور حق تعالیٰ جزائے خیر دے گا ... عاقبت میں دامن گیر ہوں گا اور وہ دوسری قسم کی رعایت رکھیں گے تو وہ اس کا بدلہ دنیا اور آخرت میں نیک پائیں گے ورنہ برا نتیجہ دیکھیں گے۔

نوعِ اوّل

تجہیز و تکفین

پہلی نوع یہ ہے کہ تجہیز و تکفین وغسل و دفن میں سنت کی رعایت کریں اور حضرت شہید (مرزا مظہر جانِ جاناں) رضی اللہ عنہ نے جو رزائی کی دو چادریں (استر و ابرہ) مرحمت فرمائی تھیں ان کا کفن دیں۔ اور عمامہ خلافِ سنت ہے اس کی ضرورت نہیں ہے اور نمازِ جنازہ، کثیر جماعت کے ساتھ صالح امام مثلاً حافظ محمد علی یا حکیم سکھوایا حافظ پیر محمد بجالائیں اور تکبیرِ اولیٰ کے بعد سورۃ فاتحہ بھی پڑھیں۔

چہلم و ششماہی وغیرہ

اور میرے مرنے کے بعد دنیوی رسوم مثلاً دسواں، بیسواں، چہلم، چھ ماہی اور برسی کچھ نہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ ماتم کرنا جائز نہیں رکھا ہے اور حرام فرمایا ہے اور عورتوں کو رونے دھونے سے اچھی طرح منع کریں فقیر اپنی زندگی میں ان چیزوں سے راضی نہ تھا اور اپنے اختیار سے (ان چیزوں کو) نہ کرنے دیا۔ اور کلمہ، درود، ختمِ قرآن، استغفار اور فقیروں کو پوشیدہ طور سے مالِ حلال کا صدقہ دے کر امداد کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ کَالْغَرِیْقِ	قبر میں مُردہ اس ڈوبنے والے غوطہ کھانے
الْمُتَغَوِّصِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ	والے کی طرح ہوتا ہے جو اس پکار کا انتظار کرتا
عَنْ اَبٍ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ۔	ہے جو اس کو باپ یا بھائی یا دوست کی جانب
	سے پہنچے۔

قرضہ کا ادا کرنا اور تقسیم ترکہ

اور میرے مرنے کے بعد میرے قرضوں کے ادا کرنے میں پوری پوری کوشش کی جائے فقیر نے

اپنی زندگی میں نصف موضع نگلہ اور قصبہ کی جائداد کو آٹھ حصّے قرار دیا تھا جو وہ اپنی ملکیت میں رکھتا تھا تین حصّے والدہ کلیم اللہ کو، دو حصّے صفوۃ اللہ کو اور ایک حصّہ فلاں کو اور ایک حصّہ فلاں کے بیٹوں کو اور ایک حصّہ فلاں کے بیٹے کو دے ڈالا اور زرِ ثمن بخش دیا۔ اور ہر ایک کو اس کے حصّہ کا مالک بنا دیا۔ لیکن اپنی زندگی بھر پانچویں حصّہ کی آمدنی میں دونوں بیٹیوں کی اولاد کو دیتا رہا اور باقی (آمدنی) کو تین حصّہ کر کے ایک حصّہ اپنے خرچ کے لئے رکھتا تھا اور ایک حصّہ فلاں کو اور ایک حصّہ فلاں کو دیتا تھا۔ میرے مرنے کے بعد بھی جب تک کہ میرا قرض ادا نہ ہو جائے اسی طرح آمدنی تقسیم کی جائے اور میرا حصّہ قرض خواہوں کو دیا جاتا رہے اور عیدین کی آمدنی قرض خواہوں کو دے کر مجھے جلد تر فارغ الذمہ بنائیں اور میں نے قرض کی تفصیل جو میرے مہری دستاویز قرض خواہوں کے پاس موجود ہیں۔ اور اس کے ادا کرنے میں سستی نہ کریں اور حضرت شیخ (محمد عابد سنامی) رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی خدمت کرنی اپنی مقدرت کے موافق لازم و واجب جانیں۔

عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

مالدار پر اس کے مقدور بھر اور تنگ دست پر اس کے مقدور بھر خرچ کرنا ضروری، اللہ انسان کو اس کی گنجائش کے بقدر مکلّف بناتا ہے۔

فقیر سال بھر میں دس من گیہوں اور پانچ چھ روپے نقد ان کو دیتا تھا اس میں قصور نہ ہووے۔

والدہ دلیل اللہ (اہلیہ قاضی صاحب) نے چاہ میدانی والا دس بیگہ زمین اپنی طرف سے مرزا الّن کے لئے وصیت کی تھی وہ ان کو پہنچتی ہے اور میں نے اپنی طرف سے بیس بیگہ خام زمین چاہی مزروعہ موضع نگلہ میں ان کے لئے مقرر کی تھی لیکن انھوں نے

اس پر قبضہ نہیں کیا ہے ایک من گیہوں اور ایک روپیہ ماہانہ میں ان کو دیتا ہوں اس میں بھی قصور نہ ہووے۔

موضع رنگلہ میرے دادا نانا کی میراث نہیں ہے محض حضرت مرزا صاحب شہید (مرزا مظہر جان جاناں) رضی اللہ عنہ کا تصدق ہے۔ ان کی خدمت کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

نوعِ دیگر

الدنیا مزرعۃ الآخرۃ

نوعِ دیگر جو پس ماندگان کے واسطے مفید ہے وہ یہ ہے کہ دُنیا کا چنداں اعتبار نہ کریں کہ بہت سے لوگ بچپن میں اور بہت سے جوانی میں مر جاتے ہیں اور بعضے بڑھاپے تک پہنچتے ہیں اور ان کی تمام عمر بادِ صبا کی طرح ذرا سے وقفہ میں گزر جاتی ہے اور وہ نہیں جانتے ہیں کہ کہاں گئی اور آخرت کا معاملہ جو ختم ہونے والا نہیں ہے سر پر باقی رہتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اذا السّمآءُ انفطرت	جب آسمان پھٹ جائے گا ہر نفس جان
علمت نفسٌ ما قدّمت	جائے گا کہ اس نے کیا آگے روانہ کیا اور کیا
واخّرت	پیچھے چھوڑا۔

وہ شخص بیوقوف ہے کہ جو اس قلیل لذت (دنیوی لذت) کے لئے کہ وہ بھی بغیر دشواری اُٹھائے میسر نہیں ہوتی ہے قوی اور دائمی لذتوں (لذائذ جنت) کو برباد کر دے اور ابدی تکالیف میں گرفتار ہووے نعوذ باللہ منہا،

پس جس جگہ دینی مصلحتیں اور دنیوی مصلحتیں آپس میں ٹکرائیں تو دینی مصلحت کو مقدم رکھنا چاہئے جو شخص کہ دینی مصلحت کو مقدم رکھتا ہے تو دُنیا بھی تقدیر کے

موافق اس کو مل جاتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا	جس شخص نے تمام فکروں کی بجائے
هَمَّ آخِرَتِهٖ كَفَى اللّٰهُ هَمَّ	صرف آخرت کی فکر کی اللہ اس کی دنیوی
دُنْيَاهُ۔	فکروں کیلئے خود کافی ہو جاتا ہے۔

اور جو شخص کہ دنیا کی مصلحت کو مقدم رکھتا ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دنیا بھی اس کو حاصل نہیں ہوتی ہے چنانچہ اس زمانے میں بہت سے ایسے ہی ہیں پس دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والے ہوتے اور اگر دنیا حاصل ہو جائے تو تھوڑی ہی مدت میں زوال پذیر ہو جاتی ہے پھر ہمیشہ نقصان لاحق رہتا ہے فقیر نے اپنی آنکھ سے ہزار ہا اشخاص کو دیکھا ہے کہ (دنیوی) دولت کو پہنچے پھر اس کا ذرا بھی اثر نہ رہا۔

منصب قضا کی ذمہ داری

فقیر (قاضی محمد ثناء اللہ)، ان کے بھائی، ان کے باپ اور ان کے داوا کے سپرد منصب قضا کا بار رہا اور جس قدر کہ چاہیئے تھا ہم سے اس خدمت (منصب) کا حق ادا نہ ہوا خاص طور سے اس فقیر پُر تقصیر سے جس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ فتنہ وفساد کے زمانے میں گزارا، اس وجہ سے میں شرمسار اور اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت کے بھروسے پر اس منصب کے ساتھ میں نے لالچ نہیں کیا ہے اور اس زمانے کے لوگوں سے (اس خدمت کو) ایک اعتبار سے اچھی طرح ادا کیا ہے الحمد اللہ علیٰ ذالک،

اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغفرت کی اُمید رکھتا ہوں، اور فقیر کی نیت میں اصلی مقصود یہی ہے اور اسی عمل کی یہ برکت ہے کہ جملہ مسلمان بلکہ ہنود بھی جس کسی نے ملاقات کی عزت کی اور غنیمت جانا ورنہ مجھ سے بہتر علماء موجود ہیں اور کوئی ان کو پوچھتا نہیں اور باطن کی کسی دوسرے کو کیا خبر ہے یہ اس پر دلیل ہے کہ اگر دینی مصلحت

کو دنیا پر مقدم رکھا جائے گا تو دنیا بھی اس سے روگردانی نہیں کرے گی۔

ع

می دہد یزداں مراد متقی

پس میرے بیٹوں میں سے جو کوئی قضا کا منصب اختیار کرے تو وہ طمع اور ناحق خاطرداری کو اختیار نہ کرے اور وہ معتبر او مفتی بہ روایت پر عمل کرے۔

دین و تقویٰ مقصدِ حیات ہونا چاہیئے

دنیوی مصلحت پر دینی مصلحت کو مقدم رکھنے میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نکاح کرنے میں دین داری کا لحاظ رکھے کیونکہ اس زمانے میں اس شہر (پانی پت) میں مذہب روافض کا بہت چرچا ہو گیا ہے اور شرفا زیادہ تر نسب کی برتری یا معاش کی بہتری کا خیال رکھتے ہیں پہلے دین کی رعایت کرنی چاہیئے اور لڑکی کسی ایسے شخص کو نہیں دینی چاہیئے جو رافضی یا رفض سے متہم ہو اگرچہ وہ صاحبِ دولت یا عالی نسب ہو۔ اور قیامت کے دن دین و تقویٰ کے سوا کچھ کام نہ آئے گا اور نسب نہیں پوچھا جائیگا۔

ع

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اور دولت کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ یہ لفظ "تداول" سے مشتق ہے اور دولت صبح و شام آنے جانے والی ہے۔

اتباعِ سنت

دوسری یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ نوعِ انسانی بلکہ فرشتوں سے بھی کامل ترین سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو شخص ظاہر و باطن، جبلی و کسبی صفات، علم و اعتقاد و عمل اور عادات و عبادات میں جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے اس شخص کو اسی قدر کامل سمجھنا چاہیئے اور جو شخص کسی چیز میں جس قدر مشابہت پیدا کرنے میں قاصر ہے اسی قدر اس کو ناقص سمجھنا چاہیئے اسی لئے سنتِ مقدسہ میں کمال اتباع کی وجہ سے جو اکابر نقشبندیہ کا طریقہ رہا ہے ان کو دوسروں پر سبقت حاصل ہے اور یہی کمال

مشابہت جو کمالِ متابعت کی وجہ سے ہے ان کی بزرگی کی دلیل ہے۔

قناعت

اور اگر ہم کم ہمتوں کی ہمت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں کمال حاصل کرنے سے قاصر رہے اور واجبات کی ادائیگی اور محرمات ومکروہات ومشتبہات کے ترک پر اور عبادات وعادات ومعاملات میں خاص طور سے معاملات میں قناعت کرے تو یہ بھی بہت غنیمت ہے گو عبادات وعادات میں کثرت نوافل ومستحبات کی ادائیگی اور سنت کی مشغولیت اسے حاصل نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِيهَا وَقَعَ فِي الْحَرَامِ اَوْ كَمَا قَالَ لَا فِي الْحَرَامِ ۔ میمین

جو شخص شبہ کی چیزوں سے کھنچتا ہے وہ اپنا دین اور آبرو سالم بچالیتا ہے اور جو مشتبہ چیزوں کے کرنے کا عادی بنتا ہے (انجام کار) حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

اللہ کے ولی پرہیزگار ہیں۔

رذائل نفس

تقویٰ کثرت نوافل اور مستحبات کی ادائیگی سے نہیں بلکہ واجبات کا ادا کرنا اور حرام ومشتبہ چیزوں کے چھوڑنے سے عبارت ہے اور سب سے بدترین برائیاں، نفس کی برائیاں، نفاق، گھمنڈ، غرور، کینہ، حسد، ریا، شہرہ، خواہشات کی زیادتی، دنیا کی حرص اور اس قسم کی دوسری چیزیں ہیں اور اس کے بعد ان محرمات کا نمبر ہے جو انسانی اعضا سے تعلق رکھتے ہیں اور فقہ کی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں اور ہمت اگر اس درجہ گر جائے اور شومی نفس اور شر شیطان سے محرمات کا مرتکب ہو جائے تو اس میں جو بندوں کے حقوق تلف ہوں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کرم کرنے والا ہے اور پیرانِ عظام شفاعت کرنے والے ہیں وہاں معافی کی امید ہے اور بندوں

کے حقوق بخشش میں نہیں آتے ہیں۔ اس کے متعلق بہت سی آیات و احادیث ہیں جن کا متحمل یہ وصیت نامہ نہیں ہو سکتا ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ	مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کے ضرر) سے مسلمان بچے رہیں۔

اور حدیث ہے :-

اَنْ تُحِبَّ النَّاسَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔	لوگوں کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کیلئے اس چیز کو ناپسند کرے جس کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

اور اس جگہ یہ کافی ہے

شعر

مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن ٭ کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

یعنی اس گناہ (دوسرے کو ستانا) کے علاوہ کوئی دوسرا گناہ نہیں ہے۔

حسن معاشرت وہ نصیحتیں جو دین و دنیا کے لئے مفید ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے متبعین بیوی، بیٹا، نوکر، غلام، لونڈی، رعیت ہر ایک کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں کہ وہ (تم سے) راضی رہیں اور دوست رکھیں۔ اور اخلاق و غمخواری کی کثرت اور اس وجہ سے کہ کوئی ایسی تکلیف نہیں دیتے ہو جو ان کی قوت برداشت سے باہر اور رعایات کی وجہ سے تمھیں جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی حسد کی وجہ سے ایک دوسرے سے ناخوش ہو تو کوئی بات نہیں ہے اور اپنے بزرگوں کو ادب، فرماں برداری اور خدمت گزاری سے راضی رکھیں۔ مگر ایسی بات میں نہیں جس میں وہ گناہ کا حکم کریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔	اللہ کی نافرمانی کی بات میں کسی کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے۔

با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اپنے ہم عصروں، رشتہ داروں بھائیوں، دوستوں، ساتھیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ اخلاص محبّت، غم خواری اور تواضع کے ساتھ پیش آئیں۔ دُنیا کا معاملہ آسان ہے دنیوی معاملات کی وجہ سے آپس میں قطع تعلق نہ کریں۔ کوئی خاندان برباد نہ ہو اگر اس وقت جب آپس میں لڑائی جھگڑا اور دشمنی ہوئی اور جن لوگوں سے دشمنی کا اندیشہ ہو ان کو احسان اور نیکی سے شرمندہ اور شرمسار کرنا چاہیئے۔

بیت

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است ٭ با دوستان تلطف با دُشمناں مدارا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِدفَع بِالَّتِی هِیَ اَحسَنُ فَاِذَا الَّذِی بَینَكَ وَبَینَہٗ عَدَاوَۃٌ كَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِینَ صَبَرُوا وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِیمٍ ۝ وَاِمَّا یَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیطٰنِ نَزغٌ فَاستَعِذ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیعُ العَلِیمُ ۝

بھلے طریقے سے مدافعت کرو تو وہ جس میں اور تم میں دشمنی ہے گہرا دوست بن جائے گا۔ یہ بات ان ہی کو میّسر آتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور بڑے نصیبے والے ہیں اگر شیطان تمہیں بھڑکائے تو اللہ سے پناہ چاہو وہ سمیع و علیم ہے۔

یہ حکم (برائی کا بھلائی سے بدلہ دینا) اس شخص کے حق میں ہے کہ جس سے دُنیا کیلئے دشمنی اور ناخوشی ہووے لیکن اگر کسی کے ساتھ خالص اللہ کے واسطے دشمنی ہو مثلاً روافض، خوارج یا ان کی طرح دُوسرے کوئی رہوں تو ان کے ساتھ موافقت نہیں کرنی چاہیئے جب تک کہ وہ عقائد فاسدہ سے توبہ نہ کرلیں چاہے باپ ہو یا بیٹا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ... لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ ۔	اے مومنو! اپنے اور میرے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ .... تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمھیں نفع نہ پہنچائے گی ۔

ترغیب علم فقیر کے خاندان میں ہمیشہ علماء ہوتے آئے ہیں جو ہر زمانے میں ممتاز رہے اور فقیر کی اولاد میں احمد اللہ کو یہ دولت پہنچی تھی خدا اس کی بخشش فرمائے اس کا اِنتقال ہوگیا دلیل اللہ اور صفوۃ اللہ کو ہر چند میں نے چاہا لیکن انھوں نے اس دولت (علم) کے حاصل کرنے میں محنت نہ کی ۔ (مجھے) حسرت رہ گئی ہے ، بس اس قدر کہ وہ فتویٰ کی عبارت سمجھ لیتے ہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے چاہیے کہ وہ خود بھی اس بارے میں اگر ہوسکے تو کوشش کریں اور اپنے بیٹوں کے لیے بھی کوشش کریں کہ وہ اس دولتِ لازوال (علم) کو حاصل کریں کہ دُنیا اور عقبیٰ دونوں میں بابرکت ہے عِلم، عقائد، اخلاق، احوال اور اعمال کی اچھائی اور بُرائی جاننے سے عبارت ہے کیونکہ علمِ عقائد، علمِ اخلاق اور علم فقہ اس کے ذمہ دار ہیں اور یہ علم قرآن کے دلائل ، حدیث، تفسیر، شرح احادیث ، اصول فقہ اور صحابہ، تابعین خصوصاً ائمہ اربعہؒ کے اقوال کے دریافت کئے بغیر اور لغت وصرف ونحو کے (جانے بغیر) صورت پذیر نہیں ہوتا ہے اور اکثر فتاویٰ میں بے اصل روایات لکھی ہیں اور صحیح وغلط مسائل کا معلوم کرنا ان علوم کے بغیر نہیں ہوتا ہے ۔ ان علوم (کے حصول) میں کوشش کرنی چاہیے ۔

اور علوم عقلیہ کا پڑھنا بیکار ہے اور اس میں کمال حاصل کرنا ایسا ہے جیسے گانے والے علمِ موسیقی میں کمال حاصل کریں کیونکہ حکمت ریاضی کے فنون میں سے موسیقی بھی ایک

فن ہے مگر (علم) منطق تمام علوم کا خادم ہے اس کا پڑھنا البتہ مفید ہے ۔

نصیحت نامہ شاہ اہل اللہ دہلوی

(فارسی متن)

باید دانست کہ آدمی را مادامی کہ در قید حیات است از ضروریات بشریہ مثل خوردن و آشامیدن و ستر پوشیدن و نکاح کردن و مکان جستن ناچاری است و ہر یکے را ازیں امور افراط است و تفریط، نہ افراط آں را نہایت و نہ تفریط آں را غایت پس لازم آنکہ در جملہ امور خود توسط اختیار نماید کہ خیر الامور اوسطہا واقع شدہ و میانگی و میانہ روی ہر چیز موافق مراتب اشخاص است و لبا چیز است کہ در حق یکے افراط است و در حق دیگرے اعتدال بلکہ تفریط پس احوال و اطوار بنی جنس و بنی قوم و بنی کسب و بنی حرفتے را بقیاس مقدار توسط شمارند و در طلب کسب زائد خود را در تعب و محنت نیندازند و ایں اصلی است شامل بر جزئیات متعددہ ضروریہ کثیرہ کہ ضبط آں موجب اطالت رسالہ می گردد۔

نصیحت (۱) ہر علمے و ہر فنے و ہر حرفتے کہ خواہند کسب کنند و بیاموزند اول ضروریات آں را واجب دانند اگر بعد تحصیل آں فراغ وقت دست دہد زوائد را کسب کنند و چناں نشود کہ "طلب الکل فوت الکل" گردد مثلاً در علوم مکتسبہ اول فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد و طب خوانند بعد ازاں بحسب استعداد و وسعت وقت بحکمت و فلسفہ و منطق پردازند و قس علیٰ ذالک۔

نصیحت (۲) ہر گاہ کہ امرے از امور و مہمے از مہمات روئے نماید باید کہ بعقلائے

آں فن کہ خیر خواہ خود باشند مصلحت کنند و مشورت نمایند کہ
شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ واقع شدہ و مشیر را باید کہ بغیر رو و ریا
و بے کم و کاست آنچہ از خیر و شر و نفع و ضرر آن دریابد واشگاف
بگوید اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ بعد ازاں اگر صلاح دید خود
دراں امر باشد اختیار نمایند والا ترک دہند و دریں باب
صلوٰۃ الاستخارہ کہ ثبوت آں بحدیث صحیح است خیلے نافع است باید کہ
پیش ہر کار سہ روز یا ہفت روز دو رکعت نماز گزارد و بعد
از سلام ایں دعا بخواند اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ
وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ
الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ اَنَّ
هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ
اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ
ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ
اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ
عَنْهُ وَقَدِّرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ
و بجائے هٰذَا الْاَمْرَ نام آں کار بگیرد آنکہ در حق وے بہتر
باشد صورت گیرد والا بر طرف شود و ایں نماز از مجربات است۔
نصیحت (۳) دو چیز است کہ آں را ہیچ گاہ از دست ندہد و ترک نماید خواہ
مشکل باشد خواہ آساں سہل باشد خواہ صعب یکے تدبیر دوم استقلال۔
نصیحت (۴) زندگانی چند روز ہست، ہمانند کہ آخر گزشتنی است، از بہر دنیا

بلکہ عداوت و دشمنی نگیرند وکسے را عیب نکنند و بد نگویند
خصوصاً عیوب یک فرقہ خاص را علانیہ ذکر نکنند و تا توانند برکسے
حسد نبرند و دروغ بے فائدہ بر زبان نیاورند و سخن بد کسے بہ
کسے نرسانند و خود را از بخل و جُبن تا توانند پاک گردانند و
بر آنچہ رضائے اللہ تعالیٰ است راضی باشند و خود را بزرگ ترین
و کلاں نشمارند و فخر و نخوت را در دل راہ ندہند و تا توانند در
اصلاح عالم بکوشند و درمیان ہیچ کس نقیض و فساد نیندازند
و در اکل حلال و صدق مقال و استقامت احوال سعی کلی نمایند
کہ سر جمیع طاعات و رئیس جملہ عبادات است و از کلمۃ الخیر
در حق خویش و بیگانہ باز نمانند و بر امر معروف و نہی منکر
سعی بلیغ بکار برند و اگر نتوانند بدل ناخوش دارند و خود مرتکب
آں نشوند ۔

نصیحت (۵) عقل و کیاست و فہم و فراست ہر چند امر جبلی است امّا بکثرت
تجربہ و صحبت عقلاء و کسب علوم عقلیہ و استماع قصص و نصائح
می افزاید پس باید کہ چناں کوشند کہ ہر روز قوائے عقلیہ خود را
قوی می کردہ باشند و خود را بتکلیف و فکر از عقلاء گردانند
و در زمرۂ سفہاء نگزارند ۔

نصیحت (۶) می باید کہ در جمیع اوضاع و اطوار بفرقۂ شرفاء و صلحاء
درخور باشند و از صحبت و اوضاع اجلاف گریزاں باشند ۔

نصیحت (۷) باید کہ در ہر امرے از امور دنیا استعجال نمایند و بغیر مشورت
و تدبیر کارے نکنند ۔

نصیحت (۸) خود را معطل و مہمل نگزارند، کار عقبیٰ بسازند و اگر نتوانند کار دنیا از دست ندہند۔

نصیحت (۹) بوقت صبح از خواب بیدار شوند و نماز گزارند و بر مصلاّئے خود تا وقت طلوع آفتاب نشستہ باشند و تسبیح و تہلیل و تکبیر گویند و استغفار کنند و تلاوت قرآن شریف نمایند و آیات و ادعیہ حفظِ جان و مال خواندہ حرز کنند و نیکوترین آیات درین امر ۳۳ سی و سہ آیات است اگر نتوانند بر سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی و چہار قل اکتفا نمایند و در ادعیہ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ " سہ بار خواندن بہترین چیز یست کہ حدیث صحیح در فضل آں واقع است چوں شام شود اطفال را بخانہ در آرند و در صحن بر آمدن ندہند، چوں شب در آید دروازۂ خانہ را مقفل یا مسلسل گردانند و آیات و ادعیہ حرز بخوانند و چراغ بکشند و آتش سرد سازند و ظروف بپوشند و سلاح و عصا نزد خود دارند و اگر توانند در موضع خوف مردماں را بہ نگہبانی بگمارند و خود در جائے محفوظ باشند و بغفلت تمام نخوابند۔

نصیحت (۱۰) چوں وقوع محنت و بلا پیش آید بہر حیلہ کہ دانند کنارہ کنند و اگر نتوانند آساں تریں آں را اختیار نمایند مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَرْ اَهْوَنَهُمَا۔

نصیحت (۱۱) ایام حیات و صحت خود را غنیمت شمارند بغیر ضرورت تمام دن مہلکہ نیفتند اگر مریض شوند پیش طبیب حاذق بروند و اختیار در دست

او دہند و در تدبیر دوا و غذا مخالفت نمایند و
بے ظہور خطاے فاحش طبیب دیگر نہ طلبند۔

نصیحت (۱۲) بغیر ضرورت کلی در سفر نروند و چوں مسافر شوند بروز و
ساعت نیک برآیند و راہ محفوظ مقرر کنند و در جمع رفقا و
بندوقہ و سلاح جنگ سعی کلی کنند و بر امن راہ اعتماد ننمایند
اسباب ضروریہ را چوں کارد و مقراض و بیل و کلند و تبر و سوزن
و رشتہ و امثال ذالک ہمراہ خود دارند، چوں قافلہ و بدرقہ
کوچ قافلہ خود درمیان باشند و چوں در منزل فرود آیند
ہمراہ او بوند ہیچگونہ جدا و تنہا نگردند و لوقت شب در سفر
احتیاط زیادہ از حضر نمایند اگر توانند بعضی ادویہ ضروریہ کہ اکثر
بداں احتیاج افتد ہمراہ دارند و بردارے خود چناں بار نکنند کہ
از احتمال آں تنگ آید، و توشہ خود را محافظت نمایند و اگر توانند
زیادہ از ایام سفر بر دارند شاید کہ سفر دراز گردد یا در منازل
اتفاق اقامت افتد۔

نصیحت (۱۳) ہر امرے کہ پیش آید مآل آں را مطالعہ کنند و ضروریات آں را بہ
تفصیل تصور نمایند و پیش احتیاج آمادہ گردانند۔

نصیحت (۱۴) در صناعت و حرفت آنچہ نیک تر و ضرورتر و بہتر باشد اختیار
نمایند اگرچہ محتاج نباشند و از آموختن کسبے نیک و حرفتے پاک
عار نکنند۔

نصیحت (۱۵) سعی بلیغ و کوشش کلی برآں دارند کہ بر فنون و علوم ضروریہ مطلع
گردند و در ہر امر کہ وقوع آں بیشتر گردد تجربہ و اطلاع بہم رسانند

نصیحت (۱۶) علوم مجلس مثل خط و انشاء و شعر و قصص و لطائف عزیبہ و صناعات عجیبہ و صفائی تقریر و قدرت تحریر و علم حساب خوب بیاموزند۔

نصیحت (۱۷) رعایت آداب گفت و شنفت و نشست و برخاست ہر جاء و بر مکان ضرور و لازم است خصوصاً در مجالس عامہ کہ در مرعی داشتن آں جہد بلیغ نمایند و محافظت تمام کنند کہ ہیچ کس سخن بیجا و حرکت لغو سرزد نشود و در ہیچ امرے مخالفت اہل مجلس روا ندارند و رعایت مرضیٔ رئیس آں را از اہم ضروریات شمارند، و اگر خود سالار مجلس باشند باحوال ہر کس موافق قدر او در تعظیم و تکریم رعایت کنند و برملا حرفے نگویند و فعلے نسازند کہ بر ہیچ کس از رئیس و خسیس گراں افتد۔

نصیحت (۱۸) در شادی و غم و غصہ چناں فعلے نکنند کہ بار دیگر ندامت آں کشند و در وقت غضب عنان خود بگیرند چناں حرف سخت نہ گویند کہ اگر باہم موافقت شود خجلت ازاں کشند۔

نصیحت (۱۹) لعن و فحش ہرگز عادت خود نہ گیرند و اگر بامرے قبیح شرعی یا عرفی عادت شود بتکلف ترک آں نمایند۔

نصیحت (۲۰) عمدۂ صفات محمود حلم و علم و سخاوت و شجاعت و عفت و عفو و حسن خلق و حیا است می باید کہ در تحصیل و اکمال اینہا کوشند اگر موصوف نباشند بتکلف متصف شوند کہ سعی و کسب را در ہر امرے مدخلے عظیم است اگر مجبول نباشند از مداومت و مواظبت آں گویا کہ امر جبلی می گردد۔

نصیحت (۲۱) صحبت علماء و اتقیاء را از دست ندہند وغنیمت شمارند
کہ اکسیر یست اعظم وکبریتے است احمر کہ آخر ہر کس حکم ہم نشین
خود پیدا می کند ۔

نصیحت (۲۲) عیادت مریض و تعزیت مصاب از خصال حمیدہ و
محاسنِ اخلاق است وموجب اجر و باعث ثواب ۔

نصیحت (۲۳) بعد ہر فرحت ونعمت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
گویند و پس ہر محنت ومصیبت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
خوانند و پس ازاں گویند اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ
وَاَخْلِفْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا ۔

نصیحت (۲۴) آداب ہر عملے و فعلے چنانچہ اکل وشرب وقیام وقعود ووصل و
فصل وغیر ذالک آنچہ در کتب اداب مرقوم است ہم بجا آرند ۔

نصیحت (۲۵) در غناے وافر و فقر مفرط تا توانند از اخلاق قدیم خود برنگردند،
و بر دولت خود چنداں ننازند واز غربت و فقر خویش چنداں
ننالند کہ گردون گردان است وجہان جہان ،

بیت

ز رنج وراحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم ٭ کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

نصیحت (۲۶) ایام حیات خود را غنیمت دانستہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ
شمارند و دل را بر اعمالِ نیک گمارند، چوں قریب بمرگ رسند
بکثرت استغفار و اعمال و اشغال خود نمایند و اہل وعیال خویش را وصیت کار
خیر و صبر و استقامت کنند و اگر فضل باری تعالیٰ یاری دہد جان خود
را بکلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سپارند ۔

نصیحت نامہ[۱]

از

شاہ اہل اللہ دہلوی (م ۱۱۸۷ھ)

★

مترجمہ:

محمد ایوب قادری

---

۱ شاہ اہل اللہ دہلوی کی تالیف "چہار باب" کا آخری چوتھا باب ہے ۔

فہرست

نصیحت (۱۶) علوم مجلس
نصیحت (۱۷) رعایت آداب گفت وشنید ونشست وبرخاست
نصیحت (۱۸) اعتدال درشادی وغمی
نصیحت (۱۹) ترک لعن وفحش گوئی
نصیحت (۲۰) صفات محمودہ
نصیحت (۲۱) صحبت علماء واتقیاء
نصیحت (۲۲) عیادت مریض
نصیحت (۲۳) شکر وسپاس باری تعالیٰ
نصیحت (۲۴) آداب وطریق اکل وشرب وغیرہ
نصیحت (۲۵) میانہ روی
نصیحت (۲۶) الدنیا مزرعۃ الآخرۃ ۔

جاننا چاہیئے کہ آدمی کو جب تک کہ زندگی گزار رہا ہے انسانی ضروریات مثلاً کھانا، پینا، ستر ڈھانپنا، نکاح کرنا اور مکان مہیا کرنا ہمیشہ لازمی ہیں اور ان باتوں میں سے ہر ایک میں افراط و تفریط ہے اور نہ اس افراط کی حد ہے اور نہ اس تفریط کا کنارا، پس یہ لازم ہے کہ اپنے تمام کاموں میں توسط (درمیانی حالت) اختیار کرنی چاہیئے کیونکہ "خیر الامور اوسطہا" وارد ہے اور ہر چیز میں اعتدال و درمیانی حالت اشخاص کے مراتب کے لحاظ سے ہوتی ہے بہت سی چیزیں ہیں کہ ایک شخص کے حق میں افراط ہیں اور دوسرے کے حق میں اعتدال بلکہ تفریط، پس (اس شخص کے) ہم جنس، ہم قوم، ہم پیشہ اور ہم حرفہ کے احوال و اطوار کو "مقدار توسط" سمجھنا چاہیئے۔ اور طلب معاش میں اپنے کو زیادہ مشقت اور محنت میں نہیں ڈالنا چاہیئے اور یہ قاعدہ کلیہ اکثر ضروریات کے متعدد جزئیات پر حاوی ہے کہ اس کا منضبط کرنا رسالہ کی طوالت کا سبب ہے۔

نصیحت (۱) ہر علم، ہر فن اور ہر پیشہ جس کو حاصل کرنا اور سیکھنا چاہیں پہلے اس کی ضروریات کو واجب جانیں اگر اس کی تحصیل کے بعد زیادہ وقت ملے تو زیادہ حاصل کریں اور ایسا نہ ہو کہ "طلب الکل فوت الکل" ہو جائے مثلاً حاصل کئے جانے والے علوم میں پہلے فقہ، حدیث، تفسیر، عقائد اور طب پڑھیں اس کے بعد استعداد اور وسعت وقت کے مطابق حکمت، فلسفہ اور منطق کی

تحصیل کریں اور اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

نصیحت (۲) جب کوئی کام یا مہم پیش آوے تو چاہیئے کہ اس فن کے ماہرین سے جو اپنے خیر خواہ ہوویں، صلاح و مشورہ کرنا چاہیئے کہ "شاورھم فی الامر" وارد ہے اور مشورہ دینے والے کو چاہیئے کہ بے رو و ریا اور بے کم و کاست جو کچھ اچھائی یا برائی اور نفع یا نقصان اس کے متعلق معلوم ہووے وہ ظاہر کر دینا چاہیئے کیونکہ "المستشار موتمن" وارد ہے اور اگر اس معاملہ میں اپنی اچھائی پائے تو اختیار کرے ورنہ ترک کر دے۔ اور اس سلسلہ میں صلوٰۃ استخارہ بھی بہت مفید ہے کیونکہ حدیث صحیح سے اس کا ثبوت ہے چاہیئے کہ ہر کام سے پہلے تین دن یا سات دن دو رکعت نماز ادا کرے اور سلام کے بعد یہ دُعا پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ	اے میرے اللہ! میں تیری
بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ	علم سے طلب خیر کرتا ہوں اور
بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ	تیری قدرت سے قدرت مانگتا
مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ.	ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم
فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ	چاہتا ہوں اس لئے کہ تو قدرت
تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ	رکھتا ہے میں قدرت نہیں رکھتا
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ٥ اَللّٰھُمَّ	تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو
اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ	پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے
خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ	اے میرے اللہ! اگر تو جانتا
وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ	ہے کہ یہ بات میرے دین، میری

وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ	زندگی میرے اس کام کے فوری
وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ	اور مستقل نتائج میرے لئے
لِیْ فِیْہِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ	بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر
تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ	کر دے اور آسان فرما دے پھر
فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ	اس میں میرے لئے برکت عطا
اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ	فرما۔ اے میرے اللہ! اگر تو
فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ	جانتا ہے کہ یہ بات میرے دین،
عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ	میری زندگی اور اس کے فوری
حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ	اور مستقل نتائج میرے لئے
	مفید نہیں ہیں تو اس کام کو مجھ
	سے لوٹا دے اور مجھے (میرے
	دل کو) اس سے لوٹا دے اور
	میرے لئے بھلائی کو مقدر فرما
	جہاں بھی ہو پھر اس پر راضی کر دے

اور "ھٰذَا الْاَمْرَ" کی بجائے اس کام کا نام لے پس جو کچھ اس کے حق میں بہتر ہووے وہ ظاہر ہوتے ورنہ ختم ہو جاتے یہ نماز مجربات میں سے ہے۔

نصیحت (۳) دو چیزیں ایسی ہیں ان کو ترک نہ کرنا چاہئے خواہ مشکل ہو یا آسانی اور چاہے سہولت ہو یا دشواری، اوّل تدبیر اور دوم استقلال،

نصیحت (۴) زندگی چند روزہ ہے جاننا چاہئے کہ (یہ دنیا) چھوٹ جائے گی

اور چھوڑ دینی پڑے گی۔ دُنیا کے لئے کسی سے عداوت یا دشمنی
نہیں کرنی چاہئے اور نہ کسی کا عیب نکالیں اور نہ کسی کو بُرا کہیں اور
کسی خاص فرقہ کی برائیوں کو علانیہ بیان نہ کریں اور جہاں تک ہو سکے
کسی سے حسد نہ کریں اور بلا وجہ جھوٹ نہ بولیں اور ایک کی بری بات
دُوسرے تک نہ پہنچائیں اور جہاں تک ہو سکے بخل اور کم ہمتی سے
پرہیز کریں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس پر راضی رہیں اپنے کو
بزرگ اور بڑا نہ سمجھیں اور دل میں غرور اور گھمنڈ کو جگہ نہ دیں اور
دُنیا کی بہتری میں کوشش کریں اور کسی کے درمیان جھگڑا اور فساد نہ
ڈالیں حلال روزی، راست گوئی اور شرع پر مستقیم رہنے میں کوشش
کریں کیونکہ جملہ طاعات کی سردار اور تمام عبادات کی سرگروہ (یہ
چیزیں) ہیں اپنے اور بیگانہ کے حق میں کلمہ خیر کہنے سے باز نہ رہیں۔
امر معروف اور نہی منکر میں پوری کوشش کریں اور (اگر ایسا) نہ کر سکیں
تو دل سے (خلاف شرع امور کو) بُرا سمجھیں اور خود ان باتوں کا ارتکاب
نہ کریں۔

نصیحت (۵) عقل و دانائی اور فہم و فراست اگرچہ فطری چیز ہے لیکن تجربہ کی زیادتی،
عقلمندوں کی صحبت، علوم عقلیہ کی تحصیل اور قصص و نصائح کے
سننے سے بڑھتی ہے پس چاہیئے کہ ایسی کوشش کریں کہ ہر روز اپنے
قوائے عقلیہ کو مضبوط کرتے رہیں اور محنت اور فکر کر کے اپنے کو عقلمند بنائیں
اور خود کو احمقوں کے زمرے میں نہ چھوڑیں۔

نصیحت (۶) چاہئے کہ تمام عادات و اطوار میں شرفاء و صلحاء کی جماعت کی طرح
رہیں اور اجلاف کے عادات و صحبت سے محترز رہیں۔

نصیحت (۷) چاہئے کہ دُنیا کے کسی کام میں بھی جلدی نہ کریں اور بغیر مشورہ و تدبیر کے کوئی کام نہ کریں۔

نصیحت (۸) خود کو معطل اور بیکار نہ رکھیں۔ عقبیٰ کا کام سنبھالیں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو دُنیا کے کام کو خراب نہ کریں۔

نصیحت (۹) صبح وسویرے سونے سے بیدار ہو جائیں۔ نماز ادا کریں، اور آفتاب کے طلوع ہونے تک اپنے مصلّے پر بیٹھے رہیں اور تسبیح و تہلیل و تکبیر میں مشغول رہیں اور مغفرت چاہیں اور قرآن شریف کی تلاوت کریں اور اپنے جان و مال کی حفاظت کی آیات اور دُعائیں پڑھ کر دم کریں، اور اس سلسلہ میں سب سے بہتر تینتیس ۳۳ آیتیں ہیں اور اگر نہ پڑھ سکیں تو سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور چاروں قُل پر اکتفا کریں۔ اور دُعاؤں میں

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ	(آغاز کرتا ہوں) اس اللہ کے نام
اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ	کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین
وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ	و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔	پہنچا سکتی، اور وہ سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

کا تین بار پڑھنا بہت اچھا ہے کیونکہ اس کی فضیلت میں صحیح حدیث وارد ہے جب شام ہو جائے تو بچوں کو گھر میں لا دیں اور (ان کو) آنگن میں نہ نکلنے دیں، جب رات ہو جائے تو گھر کے دروازے کو تالا یا زنجیر لگا لیں۔ اور آیت اور دُعاؤں کو دم کریں، چراغ گُل کر دیں اور آگ بُجھا دیں، برتنوں کو ڈھک دیں، اور ہتھیار اور لاٹھی اپنے پاس رکھیں۔ اگر ہو سکے تو خوف کے موقع پر لوگوں کو چوکیداری کے لئے مقرر کر دیں، اپنے

آپ محفوظ جگہ میں رہیں اور غفلت کے ساتھ نہ سوئیں.

نصیحت (۱۰) جب دونوں طرح (کرنے اور نہ کرنے میں) مشقت و مصیبت پیش آئے تو جو طریقہ بھی سمجھیں اس سے کنارہ کشی کریں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو جو آسان ترین پہلو ہو اس کو اختیار کریں.

مَنِ ابْتُلِیَ بَبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَرْ اَهْوَنَهُمَا — جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو جائے تو چاہئے کہ ان میں سے کم تر کو اختیار کرے.

نصیحت (۱۱) زندگی کے زمانے اور اپنی تندرستی کو غنیمت سمجھیں اور بغیر سخت ضرورت کے ہلاکت میں نہ پڑیں اور اگر مریض ہوویں تو طبیب حاذق کے پاس جائیں اور تمام اختیار اس کے ہاتھ میں دے دیں اور تدبیر دوا اور غذا میں (طبیب کی) مخالفت نہ کریں اور جب تک اس سے فاحش غلطی ظاہر نہ ہو اس وقت تک دوسرا طبیب نہ اختیار کریں.

نصیحت (۱۲) بغیر سخت ضرورت کے سفر نہ کریں اور جب سفر کو جائیں تو اچھے دن یا اچھی گھڑی میں روانہ ہوں. اور محفوظ راستہ مقرر کریں. ساتھیوں کے اجتماع، راہبر اور جنگی ہتھیاروں میں کوشش کریں اور راستے کے امن پر اعتماد نہ کریں اور ضروری سامان مثلاً چھری، قینچی، بیلچہ، کستی، تبر، سوئی اور دھاگہ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اپنے ساتھ رکھیں جب قافلہ اور راہبر کوچ کرے تو خود درمیان میں رہیں اور جب منزل پر اُتریں تو اس کے ہمراہ رہیں اور بلا وجہ جُدا اور تنہا نہ رہیں، رات کے وقت گھر سے زیادہ سفر میں احتیاط کریں اور اگر ہو سکے تو بعض ضروری دوائیاں ہمراہ رکھیں کہ اکثر ان کی ضرورت پڑتی ہے اور اپنے

جانور پر اتنا بوجھ نہ لادیں کہ وہ اس کے اٹھانے سے پریشان ہو جائے اور اپنے توشے کی حفاظت کریں اور اگر ہو سکے تو سفر کے دنوں سے زیادہ توشہ لیویں شاید سفر دراز ہو جائے یا راستے میں ٹھہرنے کا اتفاق ہو جائے۔

نصیحت (۱۳) جو کام بھی مدِ نظر ہو پہلے اس کے انجام پر غور کریں اور اس کی ضروریات کو تفصیل سے ذہن میں رکھیں اور ضرورت سے پہلے مہیا کریں۔

نصیحت (۱۴) صنعت اور پیشے میں جو اچھے اور بہتر ہوں وہ اختیار کریں چاہیے (ان کے) محتاج نہ ہوں کسی اچھے پیشے اور مناسب [illegible] سیکھنے سے عار نہ کریں۔

نصیحت (۱۵) اس بات میں سعی بلیغ اور پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ ضروری فنون و علوم حاصل ہو جائیں، اور ہر اس امر میں جس کا وقوع زیادہ ہو تجربہ اور آگاہی حاصل کرنی چاہیئے۔

نصیحت (۱۶) مجلسی علوم مثلاً خط، انشاء، شعر و شاعری، قصے، لطائف غریبہ، صناعات عجیبہ، صفائی تقریر، قدرت تحریر اور علم حساب اچھی طرح سیکھیں۔

نصیحت (۱۷) گفت و شنید اور نشست و برخاست کے آداب کی رعایت ہر جگہ اور ہر مقام پر ضروری اور لازمی ہے خصوصاً مجالس عام میں ان امور کی رعایت رکھنے میں بہت کوشش کریں اور خاص احتیاط رکھیں کہ کسی شخص سے کوئی بے جا بات اور لغو حرکت سرزد نہ ہو اور اہل مجلس کی مخالفت کسی امر میں مناسب نہیں ہے اور وہاں کے صدر مجلس کی رعایت کو بہت ضروری سمجھیں اور اگر خود صدر مجلس ہوں تو ہر شخص

کے مرتبہ کے موافق اس کی تعظیم و تکریم کا خیال رکھیں اور برملا نہ
کوئی ایسی بات کہیں اور نہ ایسا کوئی کام کریں جو کسی بھی چھوٹے بڑے
کو ناگوار ہو۔

نصیحت (۱۸) خوشی، غمی اور غصہ میں کوئی ایسا کام نہ کریں کہ دو بارہ اس کی وجہ سے
ندامت ہو اور غضب کے وقت اپنی طبیعت کو سنبھالیں اور کوئی
ایسی سخت بات نہ کہیں کہ اگر باہم صفائی ہو جائے تو اس کی وجہ سے
شرمندگی ہو۔

نصیحت (۱۹) لعنت، طعنہ اور گالی بکنے کی ہرگز عادت نہ ڈالیں اگر کسی بھی شرعی یا
عرفی برائی کی عادت ہو جائے تو کوشش کر کے اس کو چھوڑیں۔

نصیحت (۲۰) صفاتِ محمودہ میں سے خاص خاص، بردباری، علم، سخاوت، شجاعت،
پاک دامنی، عفو، حسنِ خُلق اور حیا ہیں چاہئے کہ ان کے حاصل کرنے
اور ان میں کمال پیدا کرنے میں کوشش کریں اگر یہ صفات موجود نہ ہوں
تو کوشش سے پیدا کریں کیونکہ ہر کام میں کوشش اور حاصل کرنے کو بڑا
دخل ہے اور اگر یہ چیزیں عادت میں داخل نہ ہوں تو ان میں مداومت
اور ہمیشگی کو دخل دیں کہ یہ عادت بن جائیں۔

نصیحت (۲۱) علماء اور اتقیاء کی صحبت کو نہ چھوڑیں اور غنیمت کہیں (یہ صحبت) اکسیرِ اعظم
اور کبریتِ احمر کا حکم رکھتی ہے اور ہر آدمی اپنے ہم نشین کی عادات پیدا
کرتا ہے۔

نصیحت (۲۲) مریض کی عیادت اور مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا اچھی عادت اور
نیک اخلاق کی بات ہے (اور یہ بات) اجر کا موجب اور ثواب کا
باعث ہے۔

نصیحت (۲۳) ہر خوشی اور نعمت کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہیں اور ہر مشقت و مصیبت کے بعد "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہیں، اور اس کے بعد کہیں "اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اَخْلِفْنِیْ خَیْرًا مِنْھَا"۔

نصیحت (۲۴) ہر عمل اور فعل جیسے کھانا، پینا، کھڑا ہونا، بیٹھنا، ملنا اور علیحدہ ہونا وغیرہ کے آداب پورے طور سے بجا لائیں جو آداب کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔

نصیحت (۲۵) جہاں تک ہو سکے دولت کی کثرت میں اور مفلسی کی شدت میں، اپنے قدیم اخلاق کو نہ چھوڑیں، اور اپنی دولت پر زیادہ نہ اترائیں اور اپنی غربت اور مفلسی سے بھی نہ روئیں کیونکہ آسمان گردش میں اور دنیا دوڑ میں ہے۔

ز رنج و راحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم
کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

نصیحت (۲۶) اپنی زندگی کے دنوں کو غنیمت جانتے ہوئے "دنیا کو آخرت کی کھیتی" سمجھیں۔ دل کو نیک کاموں پر آمادہ رکھیں۔ جب موت کے قریب پہنچیں تو اپنے کو استغفار اور اعمال و اشغال میں بکثرت مشغول رکھیں۔ اور اپنے اہل و عیال کو نیک کام، صبر اور استقامت کی وصیت کریں اور اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو سے تو اپنی جان کو کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کہتے ہوئے (خدا کے) سپرد کریں۔

کتابیات

۱ - ابجد العلوم، نواب صدیق حسن خاں (مطبع صدیقی، بھوپال ۱۲۹۶ھ)
۲ - احسن المسائل، مولانا محمد احسن نانوتوی (مطبع صدیقی، بریلی ۱۲۸۴ھ)
۳ - اشارۂ مستمرہ، مترجمہ فضل الرحمان (مکتبہ عربیہ، دہلی ۱۳۵۵ھ)
۴ - اصلاح الرسوم، مولانا اشرف علی تھانوی (طبع دوم، لکھنؤ، سال طباعت ندارد)
۵ - انفاس العارفین، شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع احمدی، دہلی سال طباعت ندارد)
۶ - البلاغ المبین، باہتمام مولوی فقیر اللہ (مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۶ھ)
۷ - البلاغ المبین، باہتمام مولانا عطاء اللہ حنیف (مکتبۃ السلفیہ، لاہور ۱۹۶۴ء)
۸ - الجامع الصغیر، علامہ جلال الدین سیوطی (طبع مصر ۱۹۳۱ء)
۹ - الفرقان بریلی، شاہ ولی اللہ نمبر (بریلی ۱۳۵۹ھ)
۱۰ - المقالۃ الفصیحہ والوصیہ والنصیحہ، نواب صدیق حسن خاں (مطبع مفید عام آگرہ ۱۲۹۸ھ)
۱۱ - المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ (قلمی)، شاہ ولی اللہ دہلوی (مکتوبہ ۱۲۷۶ھ از الٰہی بخش بن حکیم عظیم اللہ) (مخزونہ کتب خانہ صوفی عبدالحمید مرحوم ادجھیانی ضلع بدایوں)
۱۲ - المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی، بہ تصحیح مولوی عبداللہ بن بہادر علی (مطبع احمدی، کلکتہ، سال طباعت ندارد)
۱۳ - المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۶ھ)
۱۴ - المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع احمد دہلی ۱۸۹۹ء)

۱۵۔ المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۸ء)

۱۶۔ المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع محمدی، فیروز پور ۱۲۸۵ھ)

۱۷۔ الموضوع فی الاحادیث الموضوع، ملّا علی قاری (مطبع محمدی لاہور، سال طباعت ندارد)

۱۸۔ انصاف فی بیان سبب الاختلاف (مع اردو ترجمہ) شاہ ولی اللہ دہلوی، (اردو ترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی) (مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۷ھ)

۱۹۔ بہشتی زیور (حصہ ششم) مولانا اشرف علی تھانوی (مکتبہ برہان دہلی، سال طباعت ندارد)

۲۰۔ تاریخ اہلِ حدیث، مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی (اسلامی پبلشنگ کمپنی لاہور ۱۹۵۳ء)

۲۱۔ تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء، شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع احمدی دہلی، (سالِ طباعت ندارد)

۲۲۔ تبلیغ حق (اردو ترجمہ البلاغ المبین) از محمد علی مظفری (ادارہ اشاعت اسلامیات، حیدر آباد دکن ۱۳۶۷ھ)

۲۳۔ تحفۃ الموحدین (ادارہ اشاعۃ السنۃ، لاہور ۱۳۷۳ھ)

۲۴۔ تذکرہ سلیمان، غلام محمد (ادارہ مجلس علمی، کراچی ۱۹۶۰ء)

۲۵۔ تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) مترجمہ و مرتبہ محمد ایوب قادری (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی ۱۹۶۱ء)

۲۶۔ تراجم علمائے اہلِ حدیث، ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (جید برقی پریس، دہلی ۱۹۳۸ء)

۲۷۔ تصنیف رنگین (قلمی) سعادت یار خاں رنگین (مملوکہ محمد ایوب قادری، کراچی)

۲۸۔ تصنیف رنگین (قلمی) سعادت یار خاں رنگین (مملوکہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد)

۲۹۔ تصنیف رنگین (قلمی) سعادت یار خاں رنگین (مخزونہ انڈیا آفس لائبریری، لندن)

۳۰۔ تفسیر مولانا شاہ عبدالقادر المعروف بہ موضح القرآن (جلد اوّل و دوم)

(مطبوعہ مطبع خادم الاسلام دہلی، ۱۳۰۷ھ)

۳۱ - تفہیمات الٰہیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (مجلس علمی ڈابھیل ۱۹۳۶ء)

۳۲ - تقویۃ الایمان، شاہ محمد اسماعیل دہلوی (نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی) (سال طباعت ندارد)

۳۳ - تمدن و معاشرت، شائع کردہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، علی گڑھ (مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور)

۳۴ - تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین (مجموعہ فتاوی علمائے دہلی و حرمین شریفین در جواز تقلید) (مطبع سید الاخبار دہلی ۱۲۶۳ھ)

۳۵ - الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف (مشمولہ انفاس العارفین) شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع احمدی دہلی، سال طباعت ندارد)

۳۶ - چہار باب، شاہ اہل اللہ دہلوی، بحواشی مولانا سعید الدین (مطبع مصطفائی لکھنؤ ۱۲۵۷ھ)

۳۷ - حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (اردو ترجمہ مولانا عبدالحق حقانی) (نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

۳۸ - حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (اردو ترجمہ مولانا عبدالرحیم) (قومی کتب خانہ لاہور ۱۹۶۴ء)

۳۹ - حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ، نواب صدیق حسن خان (مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ)

۴۰ - حدائق الحنفیہ، مولوی فقیر محمد جہلمی (نول کشور پریس، لکھنؤ ۱۹۰۶ء)

۴۱ - حیات ولی، رحیم بخش دہلوی (مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء)

۴۲ - ذکر میر، مرتبہ مولوی عبدالحق (انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد ۱۹۲۸ء)

۴۳ - راہ سنت، امداد حسن قنوجی (قلمی، مملوکہ مولانا عبدالحلیم چشتی، کراچی)

۴۴ - رسوم دہلی، سید احمد دہلوی ولی اللہی (مرتبہ یوسف دہلوی) (کراچی ۱۹۶۲ء)

۴۵ - رفاہ المسلمین، مولوی سعد الدین بدایونی (مطبع جوہر ہند دہلی ۱۳۰۸ھ)

۴۶۔ سعادت یار خاں رنگین، ڈاکٹر صابر علی خاں (انجمن ترقی اردو، کراچی ۱۹۵۶ء)

۴۷۔ سیر المتاخرین، غلام حسین طباطبائی (نول کشور پریس، لکھنؤ ۱۸۹۷ء)

۴۸۔ شاہ ولی اللہ اور تقلید، مولانا محمد علی کاندھلوی (دار العلوم الشہابیہ، سیالکوٹ، سال طباعت ندارد)

۴۹۔ شاہ ولی اللہ کی تعلیم، پروفیسر غلام حسین جلبانی (شاہ ولی اللہ اکیڈیمی، حیدرآباد، ۱۹۶۳ء)

۵۰۔ عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (مع ترجمہ) شاہ ولی اللہ دہلوی (اردو ترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی) (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۴ھ)

۵۱۔ علم و عمل (وقائع عبد القادر خانی) جلد اول مرتبہ محمد ایوب قادری (آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۰ء)

۵۲۔ فیوض الحرمین (مع ترجمہ) شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع احمدی، دہلی ۱۳۰۷ھ)

۵۳۔ فیوض برکت اللہ (اردو ترجمہ چہار باب)، برکت اللہ سورتی (ادارہ تبلیغ الصمد آنی، کراچی، سال طباعت ندارد)

۵۴۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، شاہ ولی اللہ دہلوی (نورانی کتب خانہ، پشاور ۱۳۱۰ھ)

۵۵۔ کشف الحجاب، قاری عبد الرحمن محدث پانی پتی (مطبع بہار کشمیر لاہور ۱۲۹۸ھ)

۵۶۔ گلشن ہند (مرزا علی لطف)، بہ تصحیح و حاشیہ از شمس العلماء شبلی نعمانی و مقدمہ از مولوی عبد الحق (حیدرآباد دکن ۱۹۰۶ء)

۵۷۔ لکھنؤ کا دبستان شاعری، ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی (اردو مرکز، لاہور ۱۹۵۵ء)

۵۸۔ مالابد منہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، بہ تصحیح و حواشی حافظ محب اللہ پانی پتی و مولوی عبد الغفار، بہ نظر ثانی مولوی عبد اللہ بلگرامی و مفتی عنایت احمد کاکوروی (مطبع قیومی کانپور، سال طباعت ندارد)

[...] نور پریس، لکھنؤ ۱۹۱۳ء)

[...] ین، شاہ محمد اسحاق (اُردو ترجمہ موسوم بہ تحفۃ المسلمین

[...] جہان پوری، ومرتبہ محمد مقتدی خان شروانی) (علی گڑھ ۱۹۵۹ء)

۶۱ - مسدس رنگیں، مرتبہ تحسین سروری (ادارہ ترقی ادب، کراچی ۱۹۵۲ء)

۶۲ - مشکوٰۃ المصابیح (نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

۶۳ - مقالات الشعراء، علی شیر قانع تتوی، مرتبہ پیر حسام الدین راشدی (سندھی ادبی بورڈ کراچی ۱۹۵۷ء)

۶۴ - مکتوبات مناقب ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری وفضیلت ابن تیمیہ از شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبع احمدی دہلی، سال طباعت ندارد)

۶۵ - ملفوظات شاہ عبدالعزیز (فارسی) (شائع کردہ مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ)

۶۶ - ملفوظات شاہ عبدالعزیز (اُردو ترجمہ از مولوی عظمت الٰہی) مطبع ہاشمی میرٹھ ۱۳۱۵ھ

۶۷ - ملفوظات شاہ عبدالعزیز (اُردو ترجمہ مولوی محمد علی لطفی ومفتی انتظام اللہ شہابی) (پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز، کراچی ۱۹۶۰ء)

۶۸ - موضح قرآن (ترجمہ قرآن) شاہ عبدالقادر دہلوی بہ تصحیح مولوی کرامت علی مدن پور مطبع کالکتہ، سال طباعت ندارد)

۶۹ - نزہۃ الخواطر، مولوی حکیم عبدالحی (جلد ششم وہفتم) (حیدرآباد دکن ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۹ء)

۷۰ - نصیحۃ المسلمین، مولانا خرم علی بلہوری - (مرتبہ مولوی عبدالحلیم چشتی) (نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی ۱۳۷۶ھ)

۷۱ - نوائے ادب (بمبئی) جولائی ۱۹۶۳ء)

۷۲ - وسیلہ جلیلہ، مولانا وکیل احمد سکندر پوری (مطبع یوسفی لکھنؤ، سال طباعت ندارد)

۷۳ - یہ دلی ہے، از یوسف بخاری دہلوی (سعید اینڈ کمپنی، کراچی ۱۹۶۳ء)

شاہ ولی اللہ اکیڈمی کا آرگن

ماہ نامہ

الرحیم

اس میں برصغیر کے عظیم ترین عالم، عارف اور حکیم حضرت شاہ ولی اللہ کے افکار و تعلیمات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ نیز مختلف اسلامی علوم و فنون پر علمائے کرام اور اہل قلم کے مستقل مضامین شائع ہوتے ہیں۔

الرحیم دینی و علمی رسائل میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں ماضی، حال اور مستقبل کو سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔

قیمت فی پرچہ ۷۵ پیسے قیمت سالانہ آٹھ روپے

المسوے من احادیث الموطا (عربی)

تالیف ــ الامام ولی اللہ الدہلوی

شاہ ولی اللہ کی یہ مشہور کتاب آج سے ۳۲ سال پہلے مکہ مکرمہ میں مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے زیر اہتمام چھپی تھی۔ اس میں جگہ جگہ مولانا مرحوم کے تشریحی حاشیے ہیں۔ شروع میں حضرت شاہ ولی اللہ کے حالات زندگی اور الموطا کی فارسی شرح المصفیٰ پر آپ نے جو مبسوط مقدمہ لکھا تھا اس کا عربی ترجمہ ہے۔

ولائتی کپڑے کی نفیس جلد دو حصوں میں قیمت -/۲۰ روپے

مطبوعات شاہ ولی اللہ

ہمعات (فارسی)

تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ ''ہمعات،، کا موضوع اس میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تاریخ تصوف کے ارتقاء پر فرمائی ہے - نفس انسانی تربیت و تزکیہ سے جن بلند منازل پر هوتا ہے - اس میں اس کا بھی بیان ہے -

قیمت دو روپے

لمحات (عربی)

حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفہ تصوف کی یہ بنیادی کتاب عرصے سے نایاب تھی - مولانہ غلام مصطفیٰ قاسمی کو اس کا ایک پرانا قلمی نسخہ ملا - موصوف نے بڑی محنت سے اس کی تصحیح کی اور شاہ صاحب کی دوسری کتابوں کی عبارات سے اس کا مقابلہ کیا - اور وضاحت امور پر تشریحی حواشی لکھے - کتاب کے شروع میں مولانا مبسوط مقدمہ ہے -

قیمت دو روپے

شاہ ولی اللہ کی تعلیم

از پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم اے صدر شعبہ عربی سندھ یونیورسٹی کے کے مطالعہ و تحقیق کا حاصل یہ کتاب ہے اس میں شاہ ولی اللہ کی پوری تعلیم کا احصاء کیا ہے، اور اس پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں - اردو میں شاہ صاحب کی جامع کتاب ہے -

شاہ ولی اللہ اکیڈمی - صدر - حیدر